You Are My Only Desire

تحریر :سنیہا رؤف

اور وہ مجھے کہتا ہے کہ

اسے اس کے نام سے نہ پکاروں میں

یعنی کہ اپنی جاں کو

جاناں بھی نہ پکاروں میں؟

ویسے تو مجھے حفظ ہے

اس کے چہرے کا ہر نقش مگر

کیا اسے دیکھنے کے روز

جتن بھی نہ پالوں میں؟

اور اس کی تعریف میں زمین

آسمان کے قلابے ملائے ہیں میں نے

وہ پھر بھی اکثر پوچھتا ہے

کہ میں کیسا لگتا ہوں تمہیں؟

بیرسٹر ضوریز دوراور ایسا کرنا ہمارے اصولوں کے خلاف ہے۔۔۔۔اس شخص نے پیشانی سے پسینہ صاف کرتے کہا۔

میں تمہارے سستے اور دو ٹکے کے اصولوں پر چلنے کا پابند نہیں ۔۔۔۔اس نے گھڑی پر وقت دیکھتے کہا جیسے اب مزید کچھ بولنا وقت کا ضیاع ہو گا۔

وسیم صدیقی تنگ آگیا تھا نا ایک طرف اس کی اس کزن ماہِ کامل نے جواب دیا تھا اور نہ وہ مان رہا تھا۔

"سر۔۔۔۔۔!"

کسی نے وسیم صدیقی کے کان میں آ کر کچھ کہا جس سے اس کے چہرے پر شاطرانہ مسکراہٹ چھا گئی۔

میں چلتا ہوں نہایت ضروری کام سے ۔۔۔۔۔ اس معاملے پر جلد تفصیل سے بات ہو گی۔

مجھے نہیں لگتا۔۔۔۔ !

جو بات کرنی ہو میرا سیکرٹری موجود ہے-----اور تمہارے ضروری کاموں سے زیادہ اہم میرا ایک منٹ ہے۔

ڈبل قیمت ضوریز دوراور----اس نے آخری پتہ پھینکا---ایک نظر دروازے کی طرف پھر سے دیکھا-----

چار گنا رقم بھی بڑھا دو تب بھی نہیں وسیم صدیقی؟-----ضوریز دوراور ایک بار نہ کی چیز کو ہاں میں نہیں بدلتا-----ایکسکیوزمی----وہ کہتا آگے بڑھ گیا---

وسیم صدیقی نے مٹھیاں بھینچی----اس کی اکڑ ایک دن ضرور توڑوں گا---اور----

اس سے پہلے کہ وہ کچھ اور کہتا اس سمیت سب کی نظر دروازے کی طرف اٹھیں اور پھر پلٹنا بھول گئی تھی۔

کالا آنچل زمین پر اس کے قدم چومتا آگے بڑھا تھا----کالی شفون کی ساڑھی، ہائی ہیلز، ہیرے کی لونگ، بالوں کو کرلز ڈالے، سرخ و سفید مائل چہرہ جسے میک

اپ کی ضرورت تو نہ تھی لیکن اس وقت سموکی میک اپ،نیوڈ لپسٹک سے مزین ہونٹ وہ اس وقت پوری محفل کو اپنی طرف مائل کر چکی تھی۔

اس وقت سب کے لبوں پر ایک ہی شخصیت کا نام تھا اور وہ تھا ماہِ کامل

"سر----ایک ضروری بات----بتانی ہے----"

ناٹ ناؤ-----!

اس نے فائق کو نظرانداز کیا تھا اس وقت وہ وارلٹ سے وسیم صدیقی کے بارے میں ڈسکس کر رہا تھا۔

اس نے فون پر انگلیاں چلاتے کہا----وہ یہاں صرف سابق جج ثاقب نیاز کے کہنے پر آیا تھا۔

سر یہ بات جاننا آپ کے لیے بے حد ضروری ہے----فائق اپنی بات پوری کرتا کہ اس کا فون پھر سے گونج اٹھا---جسے کان سے لگاتا وہ سائیڈ پر ہٹ گیا۔

مس ماہ کیسی ہیں آپ---؟

ماہِ کامل! اس نے اپنے ہاتھ کا کلچ اپنے سیکرٹری کو پکڑاتے اس کی تصحیح کی۔

"جی وہی۔۔۔۔۔۔ صدیقی نے مسکراتے کہا۔"

اس کی نظر بھی باقیوں سمیت بھٹک کر اس کے حسین خدوخال پر جا رہے تھی۔۔۔وجہ اس کے جسم پر موجود وہ شفون کی کالی ساڑھی تھی جس کا پلو نیچے اس کے قدموں میں تھا۔

سلیولیس اور پیچھے کا گلہ گہرا کافی تھا جسے سادہ ڈوریوں نے باندھ رکھا تھا جس سے اس کی سفید قمر صاف جھلک رہی تھی۔

بیرسٹر ماجد خان ایک شخص نے پیچھے سے آتے اس کے آگے ہاتھ بڑھا کر اپنا تعارف کروایا۔

اسلام علیکم بیرسٹر صاحب! اس نے ہاتھ کو نظرانداز کیا تھا۔

"وعلیکم السلام!"

اس نے کہتے یہاں وہاں نظریں گھمائی اور ایکسکیوز کرتی سائیڈ پر ہو گئی۔

کتنے ہی نوجوان اس کو دیکھ کر ٹھنڈی آہیں بھر رہے تھے-----سب اس کے خواہشمند بنے تھے پل میں۔

وہ جو کال کاٹتا وہاں سے ہٹا تھا سامنے کا منظر دیکھ کر اس کی آنکھوں سے شرارے نکلے---اس کی آنکھیں شدتِ ضبط سے سرخ پڑی۔

"فائق -------فائقققق------"اس نے کچھ دور کھڑے فائق کو آواز دی۔

جی سر------اس نے سامنے دیکھتے کہا تو فائق نے بھی اسی سمت دیکھا---

سر میں یہی آپ کو بتانے والا تھا---لیکن----

بکواس نہیں------!

اس غلطی کا جواب میں تم سے کچھ لمحے بعد لوں گا فلحال پانچ منٹ بعد یہاں کی تمام بتیاں گل ہونی چاہیے ----

کیوں اور کیسے یہ سب تم جانتے ہو---گو ناؤوو------اس نے چیختے کہا---

اس کا بس چلتا تو اس وقت دنیا کو آگ لگا دیتا۔۔۔۔۔اور ان سب کی آنکھیں نوچ لیتا جن کی نظریں اس پر تھی۔

اُس کے ساتھ وہ کیا کرتا یہ تو کچھ لمحے بعد پتا چل جاتا۔

کیا وہ اس دعوت میں موجود ہے؟ اس نے دھیمی آواز میں پوچھا۔

جی میم۔۔۔۔۔کچھ دیر پہلے ہی آئیں ہیں۔۔۔۔

"اوکے دین۔۔۔۔!"

اس کے چہرے پر مسکراہٹ چھا گئی۔۔۔۔آخر اس شخص کو تڑپانے کے لیے اس نے یہ سب کیا تھا۔

اس نے کندھے سے ساڑھی ٹھیک کی ۔۔۔۔کہ پہن تو لی تھی لیکن سنبھالنا اب اسے عزاب لگ رہا تھا۔

اوپس سوری۔۔۔

وہ مڑی تو ایک وجود اس سے ٹکرایا اس سے پہلے کہ وہ گرتی سامنے موجود لڑکا اسے جان بوجھ کر قمر سے تھام چکا تھا۔

دور کھڑی یہ منظر دیکھتی دو آنکھوں کی برداشت بس یہی تک تھی اس نے قدم آگے بڑھائے۔

اٹس اوکے۔۔۔۔۔ماہ نے کہتے فوراً اپنا آپ اس سے چھڑوایا اور آگے بڑھی

۔۔۔۔دل دھڑکنے کی رفتار تیز ہوئی تھی۔

یک دم لائٹس اوف ہونے پر اس کے قدم اپنی جگہ منجمند ہوئے تھے۔

ضوریز دوراور کے چہرے پر خرکت تاثرات چھا گئے وہ آگے بڑھا اور سامنے موجود شخص کے پاس سے گزرا، اس کے بعد حال میں موجود لوگوں نے کسی مرد کی چیخ کی آواز سنی تھی۔

ضوریز دوراور اس کے ہاتھ کی پشت پر تیز دھار بلیڈ پھیر چکا تھا۔۔۔۔۔ہاتھ قابو میں رکھو نہیں تو کب تن سے جدا ہو جائیں تمہیں اندازہ بھی نہیں ہو گا۔۔۔

وہ اس لڑکے کے کان کے پاس سرگوشی کرتا اپنے شکار کی طرف بڑھا۔

مخالف کو قمر سے تھامتا اس کے لبوں پر ہاتھ رکھے وہ اسے کندھے پر اٹھاتا سیڑھیاں چڑھتا فائق کے بتائے کمرے میں لایا۔

اس کے جاتے ہی روشنی بحال ہوئی تھی اور سب اس شخص کی طرف بڑھے تھے جس کے ہاتھ سے خون بھل بھل بہہ رہا تھا۔

اس نے کمرے میں لاتے اسے نیچے اتارا اور دروازہ لاک کرتے دروازے کی پشت سے لگایا۔

ماہ اسے دیکھتے سکتے میں چلی گئی۔۔۔۔بیشک وہ اس شخص کو تڑپانے اور دکھانے کی خاطر وہاں آئی تھی لیکن اس کے اتنے قریب!!

وہ پہلی بار تو اس کے اتنا قریب نہیں آیا تھا۔۔۔۔لیکن اب احساسات باغی نہ تھے اس کے۔۔۔۔اس لیے ماہ کے جسم کی لرزش وہ صاف محسوس کرسکتا تھا۔

لیکن اس کی آنکھوں کی سرخی، ماتھے پر پڑے بل، بھینچے ہونٹ اس کی اندرونی حالت کا پتا دے رہے تھے۔

"ضا۔۔۔۔۔ضار۔۔۔۔اس کے لب ہلے۔۔۔۔"

کیسی ہو مسز ضوریز دوراور ۔۔۔۔۔ضوریز نے اس کے چہرے پر لکیر کھینچتے کہا۔

ماہ نے اپنے سوکھے ہونٹوں پر زبان پھیری۔۔۔وہ اس وقت پوری کی پوری اس شخص کی باہوں کے حصار میں تھی۔

آج وہ اس کے اتنا قریب تھا۔۔۔اس نے دیکھا۔۔۔بلیک تھری پیس سوٹ، مہنگے جوتے اور گھڑی میں وہ شخص آج بھی اتنا ہی حسین تھا، بال جیل سے سیٹ ہوئے تھے، بھوری آنکھیں جو اس نے اپنی ماں سے چرائی تھیں، صاف رنگت اور خوبصورت نقوش، اس کا دل لرزا۔

"چھوڑ۔۔۔چھوڑو۔۔۔"

کچھ یاد آتے ماہ کو ہوش آیا تو احساس ہوا کہ وہ پچھلے تین منٹ سے اسے مسلسل تق رہی تھی اور اسی کے حصار میں تھی۔

ضوریز نے اس کے ہاتھ کو مڑوڑا اور اس کی قمر کے ساتھ لگایا تو اس کے منہ سے کراہ نکلی۔

اب جھٹکے سے اسے چھوڑا اور اس کا چہرہ دروازے کی طرف کرتے اس کی پیچھے کی ڈوریوں کو دیکھا۔

آدھی قمر اس کی اس گھٹیا لباس میں جھلک رہی تھی۔۔۔اس نے جھٹکے سے اس کا جوڑا کھولا اور اس کا چہرہ اپنی طرف موڑا۔

بہت شوق ہے تمہیں مردوں کی آنکھوں کو اپنے حسن سے خیرہ کرنے کا۔۔۔؟؟ اس نے اس کا جبڑہ پکڑتے اس کی آنکھوں میں شعلہ بار نگاہیں ڈالتے کہا۔

"ہٹیں۔۔۔۔ضوریز۔۔۔!"

اس نے اپنے آپ کو اس سے دور کرنا چاہا۔۔۔آنکھوں میں نمی جھلکی تھی لیکن اس نے ایک بھی آنسو کو باہر نا آنے دیا کہ کم از کم وہ اس شخص کے سامنے تو کمزور نہیں پڑنا چاہتی تھی۔

ضوریز نے جھٹکے سے اس کے لب مسل ڈالے اس کی نفاست سے لگائی لپسٹک پھیل چکی تھی اب۔۔۔۔لیکن اس کے اندر کی آگ بڑھتی ہی جا رہی تھی۔

"ضاااررررر۔۔۔۔۔"

اس نے بے یقینی کے احساس سے اس کا نام پکارا۔۔۔۔اس کا جسم ہولے ہولے لرز رہا تھا اب کہ اس شخص کی قربت اتنی خطرناک تھی اس کے لیے۔

ضوریز نے دو لمحوں کے لیے اس کا چہرہ دیکھا اور پھر اس کی قمر پر گرفت سخت کرتے اس پر جھکا۔

اس کے لبوں پر قابض ہوتے اس نے آنکھیں بند کی تھیں۔۔۔۔۔۔وہ لڑکی اس کی راتوں کی نیند اڑا لے گئی تھی۔۔۔۔۔اسے کتنا تڑپاتی تھی وہ اور آج کی حرکت تو وہ اس کی بھول نہیں پا رہا تھا۔

ماہ کو لگا وہ اگلا سانس نہیں لے پائے گی۔۔۔اتنی شدت تھی مخالف کی پکڑ میں۔۔۔۔۔یہ پہلی بار تھا کہ مخالف نے اس پر اپنا آپ ایسے دکھایا تھا۔

اس کے کندھوں پر ہاتھ مارتے اس نے اسے دور کرنا چاہا تھا۔۔۔۔۔لیکن وہ ضوریز دوراور تھا جس نے آج تک کسی کی نہ مانی تھی اب بھی اپنی مرضی سے پیچھے ہٹا تھا۔

تمہاری ہمت کیسے ہوئی یہ بیہودہ لباس پہن کر یہاں آنے کی؟ وہ غرایا تو وہ بھی ہوش میں آئی۔۔۔۔دل چیخ کر رونا چاہتا تھا۔۔سانس اب بھی پھولی تھی لیکن اسے کمزور نہیں پڑنا تھا۔

"میری مرضی۔۔۔۔!"

میری زندگی ہے میں سب کروں گی۔۔۔۔تم مجھے روک نہیں سکتے ہٹو۔۔۔۔۔۔وہ اس سے اونچی آواز میں چیخی تھی۔

وہ یہاں آئی تھی اسے تڑپانے کے لیے اس کی توجہ کے لیے لیکن اب۔۔۔۔اب وہ پچھتا رہی تھی بُرے طریقے سے۔

بات کرنے کی تمیز بھول گئی ہو تم ماہ۔۔۔۔۔؟

اس نے اس کے بال مٹھی میں قید کرتے اس کا چہرہ اپنے سامنے کرتے کہا۔

چھوڑیں مجھے جانا ہے۔۔۔۔۔وہ اس پر سے نظریں ہٹاتی بولی کہ مزید وہ شخص اس کے قریب رہتا تو اس کا سانس رک جاتا۔

میرا قریب آنا اتنا بڑا لگ رہا ہے ----تو اس آدمی کا ہاتھ لگانا کیوں بڑا نہیں لگا---اس کا اشارہ کچھ لمحے پہلے ہونے والے منظر کی طرف تھا۔

"پلیز---!"

وارلٹ نے اس کا انکار سننے سے پہلے ہی سب کو باہر بھیجا اور اس کے نزدیک آیا۔

انکار کرنے والی ہو؟

ہاں۔۔۔

"وجہ بتاؤ؟"

"آپ مجھ سے بہت بڑے ہیں!"

اسلام اس کی اجازت دیتا ہے۔۔۔۔۔وہ بولا تو وہ لاجواب ہوئی۔۔۔۔

کوئی ٹھوس وجہ لاؤ؟

مجھے کسی کھیل کا حصہ نہیں بننا وہ بولی تو وہ سمجھ گیا کہ اس کے دماغ میں کیا چل رہا ہے۔

فلحال۔۔۔۔نکاح میں مجھے قبول کرو۔۔۔اپنے اینجل کو موقع دو۔۔۔اور۔۔۔

"مجھے کچھ نہیں کرنا مجھے واپس جانا ہے۔۔۔۔"

عوائزہ رحمان اگر تم نے منع کیا تو میں تمہیں جان سے مار دوں گا۔۔۔اس نے کہا تو عوائزہ کے قدم باہر جاتے رکے۔

مجھے اتنی بچی مت سمجھیں۔

"تو چلو مدعے پر آتے ہیں۔۔۔۔تم میرے قریب آ چکی ہو۔۔۔مجھے کس کر چکی ہو اور ان سب کے ثبوت ہیں میرے پاس میں وہ سب میڈیا پر نشر کر کے تمہیں اپنی گرل فرینڈ ثابت کر دیتا ہوں تمہاری اپنی فیملی تمہیں جھوٹا سمجھے گی ۔۔۔تم نے انہیں دھوکا دیا ہے ایک نامحرم کے قریب جا کر اور۔۔۔"

تم۔۔۔۔۔وہ ششدر رہ گئی۔۔۔۔

"ہاں یا ناں؟"

تم ایسا نہیں کرو گے اینجل۔۔۔۔

بولو ہاں۔۔۔۔۔میں نہیں چاہتا دنیا تمہیں وارلٹ کی گرل فرینڈ کے نام سے جانے۔۔۔کیونکہ اس سے تمہاری اور تمہاری فیملی خطرے میں آجائے گی۔۔۔۔

مجھ۔۔۔مجھے۔۔۔۔

"مجھے منظور ہے---!"

لیکن یاد رکھنا اس کے بعد تم عوائزہ رحمان کے اینجل نہیں رہو گے وہ بولی تو وہ اسے سخت نگاہوں سے گھور کر باہر گیا۔

نکاح کی رسم خوش اسلوبی سے ہوئی۔

وہ عوائزہ رحمان سے عوائزہ ایمر سالار بن گئی تھی۔

دادی مجھے گھر جانا ہے؟ وہ نکاح ہوتے ہی کھڑی ہوئی۔

تم کہیں نہیں جا سکتی الیور-----

اس کی جان کو خطرہ ہے اب کیونکہ خاکوانی اب بھی آزاد ہے اگر اس کی حفاظت کر سکتے ہیں تو لے جاؤ اور اگر اسے ایک بھی خروچ آئی تو تم سب کو جان سے مار دوں گا۔

تمیز سے بات کرو---ضوریز چیخا تو وارلٹ نے آئبرو اچکائی----

جو عوائزہ کہے گی وہ ہو گا دادی نے یک دم فیصلہ کیا تو سب کی نظروں کا رخ عوائزہ کی طرف مڑا۔

عوائزہ نے گھبرا کر وارلٹ کو دیکھا تو وہ مسکرایا---پُراسرار مسکراہٹ ---اسے پہلی بار اس کی مسکراہٹ سے ڈر لگا تھا۔

وہ اس کی نظروں کا مفہوم سمجھ گئی تھی---وہ یہاں سے جاتی تو بھی وہ اپنا کہا سچ کر دیتا بیشک میڈیا پر نہیں لیکن اس کی فیملی کے سامنے تو---اور وہ اپنی دادی کا سر جھکا ہوا نہیں دیکھ سکتی تھی۔

دادی میں آپ سے ملنے آؤں گی کل وہ کہتی اوپر کی طرف بھاگ گئی تو مسکراتا کھڑا ہوا۔

دادی کے قریب آیا اور سر جھکایا------کچن سے یہ منظر دیکھتا شیف آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہا تھا۔

اس نے ازمیر کو جھکانا سیکھا تھا خود جھکنا نہیں لیکن آج ایک لڑکی اسے جھکا گئی تھی۔

ilgileneceğime söz verdim

''میں اس کا خیال رکھوں گا وعدہ رہا----''اس نے کہا تو انھوں نے اسکے سر پر ہاتھ رکھ دیا۔

وہ بچی ہے وہ بہت نخرے کرتی ہے۔۔۔۔۔۔وہ بتانے لگی۔

میں سب پورا کروں گا۔۔۔۔اور جس دن آپ وارلٹ کی زمہ داری میں کوئی غلطی محسوس کریں میں اجازت دیتا ہوں اس دن آپ اسے یہاں سے لے جائیے گا

اس نے کہا تو دادی مطمئن ہوتی اس کے سر پر ہاتھ رکھ گیئں

ضوریز کی وہ بہن تھی، چھوٹی جان سے پیاری لیکن وہ مطمئن تھا کیونکہ وارلٹ کو وہ اب سے نہیں بہت سالوں سے جانتا تھا اور اس میں تبدیلیاں محسوس کرتے اس نے اس پر نظر رکھی تھی۔

اور یہ جان کر اسے جھٹکا لگا تھا کہ وہ عوائزہ میں دلچسپی لے رہا ہے۔

اور پھر کل ہی تو وارلٹ نے اس سے اس کی بہن مانگی تھی اور وہ مسکرا کر اسے گلے لگا گیا تھا۔

دھیان رکھنا وہ بہت چھوٹی ہے اسے کچھ ہوا تو میں

ضوریز نے مسکرا کر وارلٹ کو دیکھا اور آنکھ دباتا باہر نکل گیا۔۔۔

ان کو خیر آباد کہتے وہ اوپر گیا تھا۔۔۔۔جہان وہ لڑکی تھی جس نے اس کے گھر کے ساتھ اس کے دل کو تسخیر کر لیا تھا۔

وہ اوپر گیا تو وہ بیڈ پر بیٹھی رو رہی تھی۔۔۔

اس کے گال سرخ پر گئے تھے۔

وہ دروازہ بند کرتا اس کے پاس گیا اور جھٹکے سے اسے کھڑا کیا وہ بمشکل اس کے سینے سے لگنے سے بچی تھی۔

"کس بات کارونا آرہا ہے تمہیں؟ مر گیا ہے کوئی؟"

"دور رہو تم۔۔۔۔۔"

آپ بولنا اب سے مجھے نہیں تو زبان گدی سے کھینچ نکالو گا۔۔۔

مجھے نہیں پتا تھا جسے میں فرشتہ سمجھ رہی تھی وہ شیطان نکلے گا۔۔۔وہ اس وقت کہیں سے سترہ سال کی بچی نہیں لگ رہی تھی۔۔۔۔وہ بیس، بائیس سالہ میچیور لڑکی لگی تھی اسے۔

کیا شیطانیت دکھائی ہے میں نے؟ وہ خود پر ضبط رکھتا بولا۔

"مجھ سے زبردستی نکاح کیا گیا۔۔۔کہنے کو وارلٹ ازمیر کا بادشاہ ہے لیکن نکلے تم وہیں گاؤں کے روایتی مرد ہی۔۔۔۔۔

گاؤں کا روایتی مرد ہی سمجھو۔۔۔۔ہر مسلمان مرد اپنی بیوی کے لیے ایسا ہی ہوتا ہے۔۔۔۔مجھے روایتی کہو یا کچھ بھی۔۔۔۔"

"مجھے نفرت ہے تم سے۔۔۔۔وہ چیخی۔۔۔۔"

وارلٹ نے اس کی قمر میں ہاتھ ڈالتے اسے خود سے بالکل چپکا لیا۔۔۔

اتنے بڑے لفظ مت بولو۔۔۔۔پچھتاؤ گی۔۔۔۔نفرت صرف میں کرتا ہوں، اس جزبے پر میرا اختیار ہے جو میں لوگوں کو نہیں دیتا۔

دور رہو مجھ سے وہ پھر سے چیخی تو وارلٹ نے جھٹکے سے اسے چھوڑا اور ہاتھ ہوا میں بلند کرتے بری الزمہ ہو گیا جیسے کہہ رہا ہو آپ کا حکم سر آنکھوں پر، وہ گرتے گرتے بچی تھی۔

میں تم سے کبھی محبت نہیں کروں گی وہ روتے وہیں تھک کر بیٹھ گئی۔

"محبت عشق اور دیوانگی تم سب کرو گی اور مجھ سے کرو گی عوائزہ رحمان ------یہ بات جان لو----کیا چاہیے بدلے میں بولو تمہارا دل دکھایا ہے آج پہلا اور آخری موقع دے رہا ہوں بولو کیا مانگنا چاہتی ہو؟ لیکن اس کے بعد تم نفرت جیسا کوئی گھٹیا لفظ کم از کم میرے لیے تو استعمال نہیں کرو گی۔"

مجھے بھروسہ نہیں آپ پر----اس نے کہا تو وارلٹ نے تمسخرانہ نظروں سے اسے دیکھا جیسے اسے داد دے رہا ہو۔

مانگو-----

وعدہ کرو دو گے---؟

میں وعدے نہیں کرتا کر کے دکھاتا ہوں۔

میرے اٹھارہ کے ہونے سے پہلے تم میرے نزدیک نہیں آؤ گے اور ایمر سالار کو زندگی کا پہلا جھٹکا لگا تھا۔

یہ بکواس ہے وہ دھاڑا---

حال:

گاڑیاں تیزی سے آگے پیچھے اپنے سفر پر گامزن تھی۔ کسی کی اتنی ہمت نہ تھی کہ ان کی گاڑیوں کے آگے آتا۔

یہ دحشت اور احترام دونوں تھا اس کا لوگوں پر ----لوگ اس کے نام سے ہی خوف کھاتے تھے----اس کے خاص لوگوں کے علاؤہ اسے کسی نے دیکھا ہی نہیں تھا۔

لیکن اس شہر کے لوگ جانتے تھے کہ جس پر اس شخص کی نظر پر جائے وہ شخص یا تو جان سے گیا یا کام سے-----

یہاں اس کی دھاک تھی۔۔۔۔ایسے ہی نہیں تھی اس شخص نے اس خوف، اور اپنے نام کو پھیلانے کے لیے سال لگائے تھے۔

وہ چاہتا تھا لوگ اس سے ڈریں۔۔۔۔اس کے نام پر گردنیں جھکائیں، اس کا نام لینے پر ہی کام ہو جائیں۔

وہ خدا نہیں سمجھتا تھا خود کو، خدا کا بندہ سمجھتا تھا، اسے لگتا تھا اس دنیا میں اچھائی زیادہ دیر نہیں رہتی، ہر نئے ایماندار پولیس آفیسر کا دوسرے دن ٹرانسفر ہو جانا، محکموں میں بھرتیاں سفارشات پر، یونیورسٹی میں میرٹ سے زیادہ نام چلتا تھا لوگوں کا، ہر کاروبار میں دھاندلی، کرپشن سے بھری پڑی تھی دنیا۔

اور ایسا ہوتا بھی تھا یہ شہر اس کا تھا یہاں ہر اللیگل کام اس کے اشارے پر ہوتا تھا وہ ہاں کرتا تھا تو سب ہوتا تھا۔

لیکن وہ اللیگل کام بھی اتنا لیگلی کرتا تھا کہ باقی مافیا کی دنیا حیرت سے صدمے سے کنگ ہو جاتی تھی۔

وہ مافیا سے تعلق نہیں رکھتا تھا، یہ اس کا معیار نہ تھا لیکن اس دنیا پر بھی کافی نظر تھی اس کی۔

ہزاروں نے اسے گرانے کی اس کی جگہ پر آنے کی کوشش کی تھی اور پھر وہ کیا ان کی نسلیں ہی اس دنیا میں اپنا نشان کھو چکیں تھی۔

وہ دو کاموں سے کھار کھاتا تھا۔۔۔اسے عورتوں پر دھندا کر کے کمایا پیسہ چاہیے ہی نہیں تھا۔۔۔اس نے صنفِ نازک کو اتنا ضروری سمجھا ہی نہ تھا۔

یہی وجہ تھی اس کے شہر سے ایک بھی عورت، لڑکی یا بچی سمگل یا زیادتی کے کیس میں ملوث یا ماری نہیں گئی تھی۔

اور جو ایسا کرتا تھا اسے بے حد بڑی سزا دی جاتی تھی۔۔۔یہ اس کے بنائے کچھ اصول تھے۔

وہ شراب اور شباب دونوں میں دلچسپی نہ رکھتا تھا یہی چیز تھی جو حیرت انگیز تھی۔

اس کے نزدیک انسان کو کسی چیز سے اگر محبت کرنی چاہیے ہے تو وہ ہے "پاور"۔۔۔طاقت کا نشہ سر چڑھ کر بولنا چاہیے انسان کے۔۔۔

اسے پاور اور شہرت سے غرض تھی بس۔۔۔۔پیسہ تو پانی کی طرح تھا اس کے پاس۔۔۔

ازمیر اس کا شہر تھا۔۔۔۔جو ترکی کا تیسرا بڑا شہر تھا کروڑوں کے حساب سے آبادی تھی وہاں۔۔۔۔۔ اس کے ہر چپے چپے پر اس کی حکومت تھی۔۔۔ہر حکمران اور سیاستدان اس کے کہنے پر بدلے جاتے اور نئے آتے تھے۔

یہ اس کا شہر تھا۔۔۔باقی قریب کے ملکوں کے لوگ بھی اس کے نام سے اچھے سے واقف تھے۔۔۔ جن سے اس کا کافی امپورٹ ایکسپورٹ کا بزنس چلتا تھا۔

حیران کن بات اس کی ترقی اس کی شہرت نہیں تھی حیران کن بات یہ تھی کہ وہ تیس سالہ مرد مسلمان تھا جس نے انگریزوں کو اپنی ڈھول بنایا ہوا تھا۔

ہزاروں لڑکیاں اور سیاستدانوں کی بیٹیاں اس کے پیچھے تھی لیکن وہ ان کو ایک نظر تکنا گوراہ نہ کرتا تھا۔

یہ اس کے اصولوں کے خلاف تھا۔۔۔۔کہ کسی عورت کو اپنے ساتھ رکھے یہی وجہ تھی کہ اس کا کوئی بھی افئیر منظر عام پر نہ آیا تھا کبھی۔

اس کے خلاف محاذ کھولا جاتا تھا لیکن اس کی کوئی کمزوری جب مخالفین کے ہاتھ نہ لگتی تو وہ پیچھے ہٹ جاتے لیکن وہ ان کی جڑیں تک اکھیر دیتا تھا اپنے ملک میں وہ ظالم کے نام سے جانا جاتا تھا، وہ ظالم جس نے صرف ظالموں کو ہی نیست و نابود کیا تھا۔

اس کے دوستوں کی تعداد تو کیا ہی تھی دشمن بھرے پڑے تھے۔

\-------------------------

گاڑی جھٹکے سے اس عمارت کے سامنے رکی تھی۔۔۔۔وہ اترتا تیزی سے اندر گُم ہو گیا تھا۔۔۔اسے سیاہ عمارت بھی کہا جاتا تھا۔

کیونکہ اس محل نما گھر سے عجیب وحشت ٹپکتی تھی۔۔۔رات کی سیاہی میں یہ سیاہ عمارت خوفناک منظر پیش کرتی تھی۔

اس نے اپنے میٹنگ ہال میں جاتے آن لائن میٹنگ کا انعقاد کیا تھا۔۔۔آدھا گھنٹہ اور پھر دو گھنٹے گزر گئے تھے لیکن کام جاری تھا اس کا۔

ہم اگر اس ڈیل کو انکار کرتے ہیں تو ہمیں دو کروڑ کا نقصان ہو گا۔۔۔اور یہ لڑکیاں ہم بازیاب نہیں کروا سکتے یہ احمت جبران کا کیس۔۔۔۔۔

اس نے کرسی گھما کر نگاہ سامنے دیوار پر چمکتی بڑی سکرین پر ڈالی اور اس شخص کو دیکھا جس نے اس کی بات کے خلاف جانے کی ہمت کی تھی۔

تمہارا نامی گرامہ ۔۔۔۔۔۔اس خاموشی میں اس کی بھاری آواز گونجی۔۔۔۔۔

"ایڈم ۔۔۔۔۔۔وہ شخص کھنگارا۔۔۔"

نئے آئے ہو۔۔۔۔اس نے اپنی بیرڈ پر ہاتھ پھیرتے استفسار کیا۔۔

ہاں۔۔۔۔لیکن میں بہت جنونی ہوں کام کو لے کر سب کر لیتا ہوں۔۔۔۔میرا دماغ بہت تیز۔۔۔۔وہ شاید اس شہر میں کیا اس ملک میں بھی نیا تھا۔

"Bu toplantı reddedildi"----

"(میٹنگ برخاست کی جاتی ہے۔۔۔۔۔۔)" اور یک دم سامنے لگی سکرین پر اندھیرا چھا گیا۔

اس کی ساری انفارمیشن میرے میز پر کل شام تک پہنچ جانی چاہیے---اس سے پہلے ابھی دس منٹ میں اسے اس جگہ پہنچاؤ جہاں یہ سیکھے کہ زبان کا استعمال کب اور کہاں کرنا چاہیے----وہ کہتا سگار سلگاتا اٹھ کھڑا ہوا---

یہی سب تھی اس کی زندگی ----یہی تمنا تھی اس کی---اسے صرف طاقت سے مطلب تھا جہاں پاور وہاں دی ایر ------

اگر وہ ضد پر آجاتا تو کروڑوں چھوڑ دیتا اور اگر وہ ٹھان لیتا تو لوگوں سے پائی پائی کا حساب نکلواتا---

اس کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ وہ خدا کے بعد کسی سے نہیں ڈرتا---اور یہ سچ تھا---اس نے رب کے سوا کسی سے ڈرنا نہیں سیکھا تھا۔

اسے کوئی چیز نہیں ڈرا سکتی---وہ کھلے عام کہا کرتا تھا---لیکن نہیں جانتا تھا لوگ اس کی آنکھوں میں ڈر ایک دن ضرور دیکھے گی----

خوف کسی کو کھونے کا---یہ وقت بتانے والا تھا۔

کاش وہ سب نہ ہوا ہوتا تو شاید آج ہمارے درمیان اتنے اختلافات نہ ہوتے، میری محبت پر یقین کرتی تم وہ ماضی کو یاد کرتے اسے دیکھنے لگا۔

"ماہ۔۔۔۔۔ماہ۔۔۔!"

وہ اسے ڈھونڈتا سارے گھر میں گھوم رہا تھا جب اسے پتا چلا کہ وہ گر گئی تھی سکول میں اور اب سو رہی ہے۔

وہ سب چھوڑتا اس کے کمرے میں بھاگا تھا۔۔اس کے والدین نے ایک دوسرے کو دیکھا اور پھر ماہ کی ماں کو جو ہلکا سا مسکرائی تھیں۔

وہ اندر آیا تو وہ سو گئی تھی۔۔۔اس کے قریب بیٹھتے اس کی کہنی دیکھی جہاں بیڈیج ہوا تھا۔

اس نے وہ ہاتھ پکڑتے معائینہ کیا اور پھر کمرے کا دروازا ہلکے سے بند کرتا نیچے آیا۔

"کیسے لگی اسے چوٹ؟"

وہ سنجیدہ سا وہاں کھڑا سب سے پوچھ رہا تھا۔

وہ سولہ سالہ نوجوان ویسے تو کافی سلجھی ہوئی طبیعت کا مالک تھا لیکن جہاں بات ماہ میڈیم کی آتی تھی وہ سب بھول جاتا تھا۔

گر گئی تھی بتایا تو ہے۔۔۔۔۔اس کی ماں نے کھڑے ہوتے کہا۔

وہ اتنی چھوٹی نہیں ہے پندرہ سال کی ہی کیسے گر سکتی ہے خود ہی۔۔۔۔۔وہ بے یقین تھا جیسے اس کا گرنا کوئی انہونی بات ہو۔۔۔۔

فضول باتیں مت کرو ضوریز۔۔۔۔۔فاروق دوراور نے اسے دیکھتے باز رکھنا چاہا۔

بابا بتائیں پلیز۔۔۔۔۔کیا اس کا پھر سے جھگڑا ہوا ہے کسی نے مارا ہے اسے۔۔۔۔وہ سمجھ جاتا تھا اس کے متعلق ہر بات خود سے ہی۔

ہمم۔۔

بس ہلکی سے لڑائی ہو گئی تھی اس کی کلاس کی لڑکی سے وہ اپنا بھائی بلا لائی اور اس نے ماہ کو دھکا دے دیا لیکن ماہ بھی اسے باقاعدہ مار کر آئی ہے اب کہ ثمرین بیگم ماہ کی والدہ نے کہا۔

تو آپ میں سے کوئی گیا کیوں نہیں شکایت لے کر اب کی بار اس کی آواز اونچی تھی۔

ضوریز۔۔۔۔اس کے باپ نے اسے منع کرنا چاہا۔

بابا۔۔۔آپ لوگ سمجھ کیوں نہیں رہے اسے کتنی چوٹ آئی ہے۔۔۔۔وہ تکلیف میں ہے۔۔۔۔اس لڑکے کی ہمت کیسے ہوئی ماہ کو دھکا دینے کی وہ دھاڑا تھا۔۔۔۔وہ جب غصے میں ہوتا تھا تو کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ وہ سولہ سالہ نوجوان ہے جس نے اگلے ہی مہینے سترہ کا ہو جانا ہے۔

"کچھ نہیں ہوا۔۔۔۔"اب ٹھیک ہے وہ ثمرین بیگم بولی۔۔۔۔لیکن وہ تن فن کرتا باہر نکل گیا تھا۔

اب کل تیار رہیں سکول میں حاضری لگوانے اور اس لڑکے کے والدین سے معافی مانگنے کے لیے ہمنہ بیگم نے فاروق دوراور کو کہا تو وہ نفی میں سر ہلانے لگے۔

بھائی صاحب ----آپ منع کریں کہیں وہ خود کو نقصان نہ پہنچا لے ----ماہ تو ویسے بھی اب ٹھیک ہے ثمرین بیگم بولی۔

وہ ماہ کے معاملے میں کسی کی نہیں سنتا بھابھی---آج بھی نہیں سنے گا بیکار ہے سب---آپ بس اپنی بیٹی کو ہمیں سونپے میرے بیٹے کے دماغ کو کچھ سکون آئے۔

آپ کی امانت ہے بھائی صاحب جب چاہیں نکاح کی رسم رکھ لیں---

دادی اندر آرام کر رہیں تھیں، نہیں تو ضوریز کو وہیں قابو کر سکتیں تھیں۔

یہ چھوٹا سا گھرانہ تھا فاروق دوراور کا جہاں ان کے بڑے بھائی اسحاق دوراور اپنے خالق حقیقی سے کچھ سال پہلے ہی جا ملے تھے۔

ان کی اہلیہ اور ان کی بیٹی ان کے بیٹے اور بیوی کے ساتھ ایک ہی گھر میں رہائش پذیر تھے کیونکہ وہ سب محبتوں سے رہنے والے لوگ تھے۔

ضوریز دوراور کو سب بچپن سے دیکھتے آئے تھے۔۔۔ بچپن سے ماہ کی ہر ایک ایک حرکت وہ دھیان سے دیکھتا آیا تھا۔۔۔۔اس سے پیار کرنا، اسے اپنے ساتھ رکھنا ہر چیز پر اسے فوقیت دینا۔۔۔۔ماہ نے کھانا نہیں کھایا تو خود بھی بھوکے رہنا، ماہ کے لیے دوسرے سے لڑ جانا، وہ پاگل تھا اس لڑکی کے پیچھے جس کے لیے وہ صرف بیسٹ فرینڈ سے زیادہ کچھ نہیں تھا۔

کبھی کبھی وہ اس کی ان سب حرکتوں سے تنگ آجاتی تھی۔۔۔۔ضوریز دوراور اس پر بھی اس کا بس نہیں چلنے دیتا تھا۔

ضوریز دوراور یہ جان ہی نہیں پایا کہ ہر رشتے کو وقت درکار ہے ہر رشتے میں مخالف کو اسپیس دینا چاہیے جو وہ ماہ کو وہ نہیں دیتا تھا۔

اتنی محبت بھی انسان کو باغی کر دیتی ہے، مزاج کو چڑچڑا اور آپ کی اہمیت گھٹتی چلی جاتی ہے۔

اور توقع کے عین مطابق سکول سے فون آچکا تھا وہ اس لڑکے کا سر پھاڑ چکا تھا۔۔۔اس کے اپنے والدین اس کی ان حرکتوں پر پریشان تھے لیکن بیٹے کی محبت کو جنون بنتے نہیں دیکھنا چاہتے تھے۔

"اس لیے "نکاح" کی ڈیٹ رکھ دی۔۔۔۔!"

وہ یہ سب اچھے سے سمجھتا تھا اور مطمئن تھا۔۔۔ہوتا بھی کیوں نا اس کی زندگی کی واحد خواہش پوری ہونے جا رہے تھی۔

اس نے ہر سالگرہ پر اپنے باپ سے ماہِ کامل کو مانگا تھا۔۔۔۔اس کا باپ اپنے لاڈلے بیٹے کی ہر بار کی گئی فریاد کو مزید جھٹلا نہیں سکتا تھا۔

ساری تیاریاں مکمل تھی کیونکہ ان کے والدین مرحوم ہشمت دوراور اور فاخرہ بیگم کی بھی یہی تمنا تھی۔

نکاح کے دن سے پہلے ماہِ کامل کو تیز بخار ہو چکا تھا۔۔لیکن فاروق دوراور نکاح کی رسم کرنا چاہتے تھے ناجانے کیوں انہیں لگ رہا تھا کہ زندگی ان کا ساتھ چھوڑنے والی ہے۔

ماہ نے بخار کی حالت میں قبول ہے کیا تھا اپنی ماں کے کہنے پر جو بے حد خوش تھیں اس رشتے پر، سب خوش تھے۔

دادی ان کی نظر اتارتی نا تھکتی تھی۔۔۔ان دنوں سب نے ضوریز کے چہرے پر الگ چمک دیکھی تھی۔

دادی کے حوالے بچوں کو چھوڑ کر وہ سب عمرے کے لیے گئے تھے اور پھر واپس نہ آئے پلین کریش میں وہ سب دارے فانی سے کوچ کر گئے تھے۔

ضوریز نے ماہ کو سنبھالا تھا جو بالکل بکھر گئی تھی۔۔۔۔۔فاخرہ خاتون اپنے بچوں کے غم میں گھل گئی تھی لیکن ان کی اولادوں کو ایسے رلتے نہیں دیکھ سکتی تھی۔

ضوریز کے اٹھارہ کا ہوتے ہی انھوں نے یہ ملک چھوڑنے کا فیصلہ کیا تھا جو انہیں صرف دکھ ہی دے رہا تھا۔

انہیں دنوں انہیں روڈ ایکسیڈنٹ میں ایک ننھی کلی ملی تھی جس کے ماں باپ موقع پر جان گنوا بیٹھے تھے لیکن وہ بچی بچ گئی تھی انھوں نے اسے ساتھ لگایا۔

وہ اسے یہاں نہیں چھوڑ سکتی تھی ------ اس ملک کے حالات سے آشنا تھیں وہ ----شاید رب نے انہیں اس کلی کا آسرا بنایا تھا وہ کیسے نہ اسے قبول کرتیں ----اور پھر وہ اس ننھی کلی، ضوریز اور ماہِ کامل کو لیتی ترکی کے شہر ازمیر میں جا بسی ---- جہاں ان کے شوہر کا کاروبار ہوا کرتا تھا، اور وہ آتی جاتی رہتی تھی تب۔

ضوریز کو اچھی تعلیم دلوائی تھی انہوں نے، وہ زیادہ عرصہ ہوسٹل رہا تھا----وہ سب چھوڑ کر اپنی فیملی کے لیے کچھ کرنا چاہتا تھا۔

وہ ایک سال جو اس نے پاکستان میں روتے گزارے تھے اس میں اس کا دھیان ماہِ کامل سے بالکل ہٹ چکا تھا نہیں تو وہ جان جاتا جو اسے مستقبل میں دھچکا دینے والا تھا۔

فاخرہ بیگم کی اتنی جائیداد تھی کہ وہ سکون سے اپنے بچوں کے ساتھ رہ سکتی تھی ---- لیکن یہاں رہتے انہوں نے ضوریز کو وکیل بنایا تھا اور ماہِ کامل بھی اسی کے نقشِ قدم پر وکالت کی ڈگری حاصل کر رہی تھی۔

وہ ننھی کلی بھی اب دس سال کی ہو چکی تھی۔۔۔اس کا نام انہوں نے عوائزہ رکھا تھا اور جو چیزیں انہیں اس گاڑی سے ملی تھیں اس میں ان میاں بیوی کے نام موجود تھے، اس کے والد کا نام رحمان تھا، اور والدہ کا مارخ۔۔۔۔

انہوں نے ان کی جانچ پڑتال کروائی تھی ۔۔۔۔وہ ایک عام حادثہ تھا لیکن ان کے رشتے دار عوائزہ کی زمہ داری نہیں اٹھانا چاہتے تھے۔

اس لیے عوائزہ کے مرحوم باپ کے بھائی سے انہوں نے عوائزہ کی کسٹڈی لے لی تھی تاکہ مستقبل میں کوئی مسئلہ نہ ہو۔

جسے انہوں نے ہاتھوں کا چھالہ بنا رکھا تھا سب نے، ضوریز نے اسے چھوٹی بہن اور ماہ کی تو جان بستی تھی اس میں۔

ان کی ساری توجہ اپنے بچوں پر تھی جسے انہوں نے سنبھال کر رکھا تھا۔

وقت کا کام تھا گزرنا وقت گزر رہا تھا۔۔۔۔ضوریز اب وکالت کی ڈگری حاصل کر کے پہلا کیس لڑتا جیت گیا تھا اور پھر جیسے جیت تو اس کا مقدر بن گئی

تھی۔۔۔وہ چاہتا تھا کہ وہ ماہ، دادی اور عاوی کو ہر سہولت دے ان سب میں اس نے اپنا آپ مٹا ڈالا تھا۔

بھائی جان!

"جی میری جان؟"

مجھے کپ کیکس کھانے ہیں عاوی کے فون پر اس نے فوراً کپ کیکس بھجوائے تھے اسے۔

یہی وجہ تھی کہ ازمیر میں آج وہ جانا مانا وکیل تھا جس سے ملنے کے لیے لوگ مہینوں اس کے پیچھے پھرا کرتے تھے۔

وہ جانا مانا کامیاب وکیل اپنی زندگی کے کیس میں ہارنے والا تھا۔۔۔ان سب سالوں میں وہ ماہ سے بالکل فراموش ہو گیا تھا۔

گھر سے دور رہتے وہ اسے بھولا نہیں تھا، لیکن اس پر دھیان دینا بھول گیا تھا یہی غلطی ہوئی تھی اس سے۔

وہ بھی وکیل بن رہی تھی۔۔۔۔لیکن وہ اس سے نا فون پر بات کرتی تھی نا ملتی تھی۔۔۔وہ جسے اس کی ہچکچاہٹ سمجھ رہا تھا وہ گریز تھا صاف۔۔۔۔

کیونکہ ماہِ کامل اپنا راستہ خود ڈھونڈتی آگے بڑھ رہی تھی۔۔۔۔اسے مدد دی تھی عالیان چوہدری نے۔

"اور پھر ماہِ کامل نے اپنا سارا دھیان عالیان چوہدری پر لگایا تھا۔۔۔وہ بھول گئی تھی کہ وہ کسی کے نکاح میں ہے۔۔۔۔"

سٹیفی تمہیں نہیں لگتا آج بارش ہونے والی ہے ہمیں چھتری ساتھ لانی چاہیے تھی۔۔۔؟

وہ سبز آنکھوں والی لڑکی جھک کر بولی۔۔۔ایسا کرنے سے اس کے گال پر پڑتا گڑھا دکھ کر معدوم ہو گیا تھا۔

مہربانی کر کے عاوی اب تم شروع مت ہو جانا۔۔۔اتنی پیاری لگتی ہے یہ بن موسم کی برسات۔۔۔۔ سٹیفی نے انگریزی میں کہا۔

"مجھے تو خوف آتا ہے---- عوائزہ محترمہ کی سوئی وہیں اڑی تھی----"

تم اتنی ڈرپوک کیوں ہو عاوی----مجھے سمجھ میں نہیں آتا---تمہیں تو ہر دوسری چیز سے ڈر لگتا ہے سٹیفی نے چڑ کر کہا۔

وہ سہی ہی تو کہہ رہی تھی اس کی اس ننھی دوست کو ہر دوسری چیز سے خوف آتا تھا------

مجھے تو سمجھ نہیں آتی تمہاری وہ بہن اتنی بہادر کیسے ہے-----کل میں نے دیکھا تھا وہ کتنی خوبصورت لگ رہی تھی --

ہاں----وہ بہت خوبصورت ہیں -----وہ دلکشی سے مسکرائی----ماہ کے زکر پر وہ ایسے ہی کِھل جاتی تھی۔

لیکن تمہارے جیسا کوئی نہیں ہے عاوی---- سٹیفی نے اس کے گالوں کو کھینچتے کہا تو وہ قہقہہ لگا کر ہنسی---

اس کی ہنسی پر کتنے ہی منچلوں نے مڑُ کر دیکھا تھا----کچھ نے اسے اوپر سے لے کر نیچے تک دیکھا تھا اپنی حوس بھری نظروں سے۔

تمہاری آپی جان اتنی بہادر ہیں تم ان پر کیوں نہیں گئی۔۔۔۔ تم دونوں ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہو۔۔۔۔

ہاں شاید کیونکہ میں ان کی سگی بہن نہیں ۔۔۔۔اس کے چہرے کی چمک پل میں ماند پڑی تھی۔۔۔

اب تم اداس نہ ہو پلیز۔۔۔۔ تم میں تو ان کی جان ہے سٹیفی نے اسے دیکھ کر کہا تو مسکرائی۔۔۔۔۔۔وہ سچ کہہ رہی تھی۔۔۔۔اور پھر اپنی سکوٹی دوڑانے لگی۔

کل ملیں گے سٹیفی۔۔۔بارش کی پہلی بوند اس پر پڑی تھی اور اس نے گھبرا کر اسپیڈ بڑھائی تھی۔

اسے گھر جاتے بھی ابھی بیس منٹ لگ جاتے اور اگر اس دوران بارش تیز ہو جاتی تو۔۔۔۔یہ خیال ہی اس کی جان نکالے ہوئے تھا۔

اسپیڈ پر دھیان دینے سے وہ بالکل اردگرد سے بیگانہ تھی۔۔۔اس کا ایک ہی مشن تھا بارش تیز ہونے سے پہلے گھر پہنچنا۔۔۔

اس لیے اس نے آج دوسرے راستے کا انتخاب کیا تھا جو شہر کو جاتا تھا لیکن اس کا چونکہ شہر اور اس قصبے کے درمیان تھا تو یہ راستہ پڑتا تھا۔

لیکن یہ شہر کی سڑکیں تھی کھلی---جہاں سے اسے اس کی دادی اور آپا جان نے آنے سے سختی سے منع کیا تھا۔

وہ تیزی سے سکوٹی چلاتی جا رہی تھی جب گاڑی کے ہارن پر اس کے قدم منجمد ہوئے----

اس نے مڑ کر دیکھا تھا وہ چھ سے آٹھ کالی گاڑیاں تھی جو تیزی سے اس کے نزدیک آرہی تھی---

اس کے ماتھے پر پسینے کی بوندیں ابھریں----اس کے ہاتھ کانپنے لگے تھے------آنکھوں کے آگے دھند ہو گئی کیونکہ آنسو جمع ہونے شروع ہو گئے تھے۔

گاڑیاں ہارن بجاتی تیزی سے اس کے پاس آئی---لیکن وہ خوف میں بھول گئی کہ اس وقت سڑک کے بیچ و بیچ کھڑی ہے.

پہلی گاڑی نے تیزی سے اس کے نزدیک آتے بریک ماری تھی۔۔۔۔اس کی چیخ اس سڑک پر موجود آخری گاڑی کے گارڑ تک نے سنی تھی۔

اس نے آنکھیں کھولیں جہاں گارڈز اب گاڑی سے باہر نکل کر کھڑے ہو گئے تھے ۔۔۔۔اس نے حیرت سے آنکھیں کھولی۔

اور پھر ان سب کو دیکھتے اس کی آنکھوں میں چمک ابھری ۔۔۔

"kız! görmüyor musun?"

"اے لڑکی۔۔۔۔نظر نہیں آتا کیا۔۔۔"ہارن سنائی نہیں دیتا پہلی گاڑی کا وہ دیو ہیکل گارڈ تیزی سے اس پر چیخا تھا۔

کیا مسئلہ ہو گیا ہے رومان۔۔۔؟اس نے آگے بیٹھے اپنے مینیجر سے پوچھا۔۔۔اس وقت وہ دوسرے شہر میں ہونے والی نئی میٹنگ میں جا رہا تھا جو نئے وزیراعظم کے چناؤ کے لیے رکھی گئی تھی۔

سر کوئی بچی ہے شاید۔۔۔۔سکوٹی پر آگے آگئی ہے میں دیکھتا ہوں اس کا مینیجر بھی باہر نکلا تو دیکھا وہ بچی بحث کر رہی تھی۔

سر کیا آپ کے ساتھ کوئی ایکٹر ہے----کوئی سٹار---جلدی بتائیں مجھے-----اس نے اتنی گاڑیوں اور گارڈ سے یہی اخز کیا تھا۔

وہ براق تو نہیں -----پیار لفظوں میں کہاں والا؟ اس نے چمکتی آنکھوں سے استفسار کیا۔

اے بچی کچھ ایسا نہیں ہے ایسا---اپنے کام پر نکلو----اوہو-----!

یہ اتنا ایٹیٹیوڈ تو ایسے دکھا رہے ہو جیسے براق تم خود ہی ہو---اس نے آنکھیں پٹپٹاتے کہا۔

دور سے اس شخص کو آتے دیکھا جو درمیان کی گاڑی سے اترا تھا اب انہیں کی طرف آرہا تھا۔

سر آپ شکل سے تھوڑے سمجھدار لگتے ہیں ---ان کو سمجھائیں بچی سے ایسے بات کی جاتی ہے----اس نے اس مینیجر کو دیکھتے کہا۔

"ne oldu? o kim?"

(کیا ماجرا ہے؟کون ہے یہ لڑکی) اس مینیجر نے آنکھوں سے چشمہ ہٹاتے کہا۔

سر یہ بچی راستے میں آ گئی ہے اور فضول گفتگو کر رہی ہے گارڈ نے اس چھوٹی لڑکی کو گھورتے کہا۔

بچی اپنے گھر جاؤ۔۔۔۔اور یہ راستہ آئیندہ سے استعمال نہ کرنا وہ کہتا پلٹنے لگا تھا۔

ایک منٹ سر۔۔۔۔بس مجھے یہ بتائیں کہ کون ہیں آپ لوگ۔۔۔کیا آپ کے ساتھ کوئی سٹار ہے وہ آنکھیں پٹپٹاتے بولی۔

تمہارا نام کیا ہے۔۔۔؟

اس مینیجر نے اس سبز آنکھوں والی بچی کو اب کی بار دلچسپی سے دیکھتے پوچھا۔

کیوں بتاؤ۔۔۔۔پہلے میری بات کا جواب دو۔۔۔۔۔جلدی بتاؤ بھئی دادی میرا انتظار کر رہی ہوں گی اور آپا جان تو سزا بھی دیں گے دیر سے آنے پر۔۔۔۔۔

کوئی نہیں ہے ساتھ تم اپنے گھر جاؤ۔۔۔رومان بیزاری سے بولا۔

"Oradan yükselen dumana bak"۔۔۔

(وہ دیکھو وہاں سے دھواں اٹھ رہا ہے) اس نے انگلی سے اشارہ کیا تو سب کی نظروں نے اس کے ہاتھ کی اشارے کی سمت دیکھا۔

اور واپس اس کی طرف دیکھا جو بھاگ رہی تھی پیچھے انہیں کی گاڑیوں کی طرف۔
مینیجر نے گارڈ کو اشارہ کیا تو اس نے اس بھاگتی بچی کا نشانہ باندھا۔۔۔وہ لڑکی ان کے کام میں خلل ڈال رہی تھی۔
اگر وقت پر ان کا بوس اپنی جگہ پر نہ پہنچتا تو وہ سب اوپر پہنچ جاتے۔۔۔۔
اس سے پہلے کہ وہ ٹرگر دباتا چھٹی گاڑی کا دروازہ کھلا تھا اور وہ آنکھوں پر چشمہ رکھتا بھاری بوٹوں کو زمین پر رکھتا باہر نکلا۔
اس بچی کو دیکھا جو اس کے پاس بھاگتی آئی تھی اور پھر یک دم تھم گئی۔۔۔۔
کیا آپ کسی مووی میں آتے ہیں انکل؟؟؟ اس کی رعب دار شخصیت کو دیکھتے اس نے مخالف سے پوچھا۔
جس نے اس لڑکی کے پیچھے گارڈ کو نشانہ رکھتے دیکھ دائیں ہاتھ کی دو انگلیاں اٹھائی اور اسے گن نیچے کرنے کو کہا۔
"Şimdi içeri otur"
اندر بیٹھو سب ابھی۔۔۔اس نے اپنی گاڑی کے گارڈ کو کہا اور سگار سلگاتے اس بچی کو دیکھا تھا جو چمکتی نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

آئندہ اس سڑک پر مجھے نظر مت آنا۔۔۔گھر جاؤ۔۔۔وہ گھمبیر آواز میں تھوڑا اس کی طرف جھکتا بولا۔

اور آپ میرے کیا لگتے ہیں جو میں آپ کی بات مان لوں۔۔۔وہ دونوں ہاتھ قمر پر رکھتی آنکھیں چھوٹی کر کے بولی۔

تم جانتی ہو میں کون ہوں۔۔۔؟اس نے چشمہ آنکھوں سے ہٹاتے پوچھا۔۔۔

ہم اممم۔۔۔اسی لیے تو پوچھ رہی ہوں۔۔۔اگر کوئی سٹار ہیں تو فٹافٹ یہاں آٹوگراف دے دیں میں سٹیفی کو جلاؤ گی جس نے مجھے براک سے ملنے کے بعد جلایا تھا وہ نیچے بیٹھتی اپنے بیگ سے کاپی پین نکالنے لگی۔

اٹھو لڑکی اور نکلو یہاں سے وہ دھاڑا۔۔۔۔

تو اس نے آنکھوں میں آنسو بھرتے کھڑی ہو کر اسے دیکھا۔۔۔۔

"تم تم۔۔۔۔"

ہاں! آج کا تمہارا سارا کام خراب ہو جائے گا دیکھنا۔۔۔ تم اپنے آپ کو سمجھتے کیا ہو مغرور بلیک مین۔۔۔۔ تم ۔۔۔۔پہلا آنسو اس کے گال پر بہہ گیا تھا۔۔۔ایک

دن دیکھنا تم عاوی کا آٹو گراف لینے آؤ گے اور عاوی تمہیں بھی ایسے ہی کہے گی---وہ گال رگڑتی اپنی سکوٹی اٹھاتی مڑی اور پھر بنا اسے دیکھے آگے نکل گئی۔

اس نے ہنکارا بھرا اور گاڑی میں بیٹھا---جیسے نہایت قیمتی وقت برباد ہوا ہو---

گاڑی اپنی منزل کی طرف رواں دواں تھی---جون کو بولے اگلی بار گن سنبھال کر رکھے میری اجازت کے بغیر تم سالے کیڑا نہیں مار سکتے لڑکی پر گن اٹھانے کی ہمت کیوں کی---وہ بولا نہیں تھا دھاڑا تھا۔

اور یہ خبر سب گاڑیوں میں موجود گارڈز کو پہنچ گئی تھی جو آپس میں رابطے میں تھے۔

وہ پہنچ گیا تھا میٹنگ میں --------اس نے اپنی مرضی کا چناؤ کیا تھا اور اب کروفر سے چلتا باہر نکلا تھا جب اس کا فون بجنے لگا تھا۔

اس نے مینیجر کو اٹھانے کا کہا----

بنگلادیش میں پہنچنے والا مال ٹرک کے ساتھ جھلس گیا ہے-----اسے جو خبر ملی تھی تباہ کن تھی---

اس ٹرک ڈرائیور کی ساری انفارمیشن نکلواؤ---اس کی نسلیں تو تباہ ایسے ہوں گی کہ اسے شک ہو گا اپنی پہچان پر بھی یہاں---وہ بولتا گاڑی میں بیٹھ گیا اور آنکھیں بند کر کے کھولیں---

آج تمہارا سب کام خراب ہو گا----اس لڑکی کی آنسوؤں بھری آواز دوبارہ اس کے کانوں میں گونجی تو اس نے فوراً آنکھیں وا کی اور طنزیہ مسکرایا۔
وہ پہلی لڑکی تھی جس کی بددعا اسے لگ گئی تھی------

"kucak işi kız"

گڈ جاب لڑکی-----جلد ملاقات ہو گی تم سے----اس بددعا کا بدلہ سود سمیت تم سے لوں گا اور یہ کام میں خود زاتی طور پر تم سے مل کر کروں گا----

----

وہ گھر پہنچ گئی تھی---لیکن اس کے گال سرخ ہو رہے تھے وہ جب بھی روتی تھی اس کے گال سرخ پر جاتے تھے کیونکہ وہ آنسوؤں کو صاف کرنے کے لیے چہرہ رگڑ ڈالتی تھی۔

"عاوی---میری جاااان----"

دادی جان نے اپنی باہیں وا کیں تو وہ اس میں سما گئی انہوں نے اس کا منہ چوم ڈالا۔

کیا ہوا۔۔۔؟

کسی نے کچھ کہا ہے۔۔۔۔اپنی آپا جان کو بتاؤ اس کا نام۔۔۔۔۔اس گھر میں سب اس کے لیے حد درجہ حساس تھے۔

نہیں ایک بلیک مین نے مجھے ڈانٹا ہے۔۔۔۔لیکن دادی دیکھنا ایک دن میں بھی اسے ڈانٹوں گی۔۔۔وہ رونا بند کر کے انہیں ساری روداد سنانے لگی۔۔۔

عاوی میری جان تمہاری آپا جان نے کتنی بار کہا ہے تمہیں کہ تم وہ راستہ نہیں استعمال کرو گی۔۔۔

اچھا نا دادی۔۔۔۔اب آپ آپا جان کو مت بتانا نہیں تو وہ ناراض ہوں گی۔۔۔۔

اچھا میری جان نہیں بتاتی اس کو پھر سے چومتے کہا تو وہ کھلکھلائی۔۔۔۔۔اس کی اسی کھلکھلاہٹ سے تو گونجتا تھا یہ گھر۔

چلو اب کھانا کھاؤ اور کپڑے بدل کر سو جاؤ---- صبح تمہاری پارٹی ہے نا سکول میں ---؟

ہم----کیا میرا فراک آ گیا ہے---؟

بالکل! تمہاری آپا جان نے تمہارے کمرے میں رکھ دیا ہے---وہ میٹنگ پر گئی ہے کہہ رہی تھی میری عاوی کی اچھی سی تصویریں مجھے بھیجنا لے کر---

میں دیکھ کر آتی ہوں----وہ اپنا فراک دیکھنے کے لیے بھاگی----

وہ سولہ سالہ لڑکی نہیں بچی تھی---جسے گھر والوں نے بڑے ہونے ہی نہیں دیا تھا---اس کی معصومیت اس کے چہرے سے جھلکتی تھی۔

اور صبح وہ اپنا سرخ فراک پہنتی ایک دم تیار تھی---

اس کی دادی اس کے ناجانے کتنے صدقے اتار چکی تھی اور اس کی تصویریں اس کی آپا جان کو بھی بھیج دیں تھی۔

آج تمہیں ڈرائیور چھوڑے گا میرا بچہ ----اس موے فراک کے ساتھ کہاں اس سکوٹی پر جاتی پھرے گی----

اوکے دادی۔۔۔۔وہ آج خوش تھی۔۔۔کیونکہ یہ فراک اس کی آپا جان نے خاصی منتوں کے بعد دلایا تھا۔

وجہ اس کی قیمت نہیں اس کی بولڈنیس تھی۔۔۔۔وہ گھنٹوں تک آتی فراک تھی جس کی بازو نہ تھی اور گلہ ڈیپ تھا۔۔۔

اس کی آپا جان نے اسے نیچے میچنگ لیگنز اور گلہ کو صحیح کروا کر دیا تھا ۔۔۔۔آستینیں اب بھی نہ تھیں۔

اب وہ ڈرائیور کے ساتھ سکول کے لیے روانہ ہو گئی تھی۔۔

آج وہ اپنا کیس مکمل کرتا واپس آیا تھا، اب اپنا کچھ وقت وہ گھر والوں کو دینا چاہتا تھا کہ ایک مقام وہ پا چکا تھا۔

دادی اس سے ہمیشہ وقت نا دینے کا شکوہ کرتی تھی۔

وہ گھر آگیا تھا سب موجود تھے۔۔۔۔دادای نے اسے گلے لگا کر اس کا ماتھا چوما۔۔۔عاوی بھائی سے چپکے بیٹھے تھی۔

لیکن وہ جس کا وجود دیکھنا چاہتا تھا وہ صبح سے شام ہو گئی تھی لیکن موجود نہیں تھا وہاں۔

دادی ماہ کہاں ہے؟

اپنے دوست کے ساتھ۔۔۔۔

"دوست۔۔۔۔کون سا دوست۔۔۔؟"

ارے عالیان اور کون؟ کل وہ پاکستان واپس جا رہا ہے نا تو بہت اداس تھی وہ۔۔۔۔

وہ وہیں بیٹھا رہا۔۔۔۔وہ دوست بنا چکی تھی اور اسے کچھ پتا بھی نہیں تھا وہ کتنا کچھ فراموش کر بیٹھا تھا۔

وہ شاید اس دوست سے ملتا لیکن اب جب وہ جا رہا تھا تو کوئی خاص بات نہ تھی۔

وہ جو بے حد اداس تھی عالیان کے جانے پر۔۔۔۔ گھر آ گئی۔۔۔۔اس کی وکالت کی ڈگری مکمل ہو گئی تھی اور عالیان کی بھی اس لیے وہ واپس اپنے والدین کے پاس پاکستان جا رہا تھا۔

وہ اندر داخل ہوئی تو خاموشی تھی---دادی اور عاوی سو چکے تھے----دادی عالیان کو بچپن سے جانتی تھی اس لیے اس پر بھروسہ کرتی تھیں۔

وہ کچن میں بیٹھ کر چائے بنانے لگی ----جب پیچھے اسے کسی کی موجودگی کا احساس ہوا۔

ضوریز کو دیکھتے اس نے آنکھیں جھپکی----وہ حسین مرد اب سولہ سترہ سالہ لڑکا نہیں پچیس سالہ بھرپور مرد تھا۔

ماہ اس سے دو سال چھوٹی تھی ------تئیس کی ہو گئی تھی وہ---

اٹھو ملو گی نہیں مجھ سے؟ اسے ایسے ہی بیٹھے دیکھ ضوریز نے کہا تو وہ کھڑی ہوئی لیکن اگلے لمحے سن رہ گئی جب وہ شخص اسے اپنی باہوں میں بھر چکا تھا۔

میں نے تمہیں بہت مس کیا ماہ-----وہ مہینوں بعد گھر چکر لگایا کرتا تھا----ہوسٹل میں رہتا تھا کیونکہ اس کی یونیورسٹی گھر سے کافی دور تھی۔

وہ اپنی ذہانت کے بل بوتے آگے بڑھ رہا تھا----ڈگری کے دوران ہی اس کا اٹھنا بیٹھنا وکیلوں میں تھا۔

اپنی ماں کی وفات کے بعد وہ اکیلی ہو گئی تھی۔۔۔۔۔ضوریز ازمیر آنے کی تیاریوں میں تھا وہاں کا سارا کام دیکھ رہا تھا، سب بیچنے والے تھا۔

دادی عاوی کے ساتھ مصروف ہوتی تھی۔۔۔۔وہ کئی لمحے اپنی ماں کو یاد کرتے روتی رہی اور پھر اس کی ملاقات عالیان سے ہوئی۔

عالیان وہی لڑکا تھا جس نے اسے دھکا دیا تھا اور بدلے میں ضوریز اس کا سر پھاڑ کر آیا تھا۔

لیکن وہ دوستی کر چکا تھا۔۔۔۔ماہ کا سارا وقت اس کے ساتھ گزرنے لگا تھا۔

وہاں سے ازمیر آتے اس نے عالیان کو فون پر فون کر ڈالے تھے وہ چاہتی تھی کہ وہ اپنی پڑھائی یہاں سے مکمل کرے اس کے ساتھ۔

اور پھر عالیان نے دل کی سنتے اپنے ماں باپ کو منایا اور یہاں آ گیا اور پھر دونوں کی نزدیکیاں بڑھتی گئی۔

ماہ اپنی ہر بات اس سے منواتی تھی۔۔۔۔سب کچھ، وہ کیسا محسوس کر رہی کیا اچھا لگتا ہے کیا نہیں سب۔۔۔

وہ اس کا بہترین دوست تھا۔

وہ جا رہا تھا لیکن اس نے وعدہ کیا تھا کہ وہ واپس آئے گا۔۔۔۔یہ وعدہ پورا ہوتا یا نہیں یہ تو وقت ہی بتانے والا تھا۔

ماہ ہچکچاتے اس سے دور ہوئی۔

"تم کب آئے؟"

میرا آنا اچھا نہیں لگا؟ وہ اسے گہری نظروں سے دیکھتا بولا۔

نہیں! تمہارا گھر ہے تم آ سکتے ہو وہ ہلکی سی مسکراہٹ سے بولی۔

ضوریز کو وہ کچھ بدلی ہوئی سی لگی، ایسی تو نہ ہوا کرتی تھی وہ، وہ کیوں یہ بھول گیا تھا کہ ان سالوں میں بہت کم بار بات کی تھی اس نے ضوریز سے فون پر۔۔۔۔

لیکن ضوریز نے خاص دھیان نہیں دیا تھا، وہ تو بس زندگی کے کسی مقام پر پہنچنا چاہتا تھا اور پھر اسے پانے کے لیے وہ واپس آتا۔

اس کی محبت ہر دن کے ساتھ بڑھی تھی۔۔۔وہ اس سے فون پر باتیں نہ کرتی تھی جسے وہ اس کی جھجک سمجھا تھا، لیکن اس نے بھی زیادہ زور نہ دیا تھا وہ اس سے ایک ہی روز ملنا چاہتا تھا، لیکن ہر گزرتے دن کے ساتھ اس کی محبت میں اضافہ ہی ہوا تھا۔

اسے پانے کی تڑپ بڑھی تھی، لیکن وہ اپنی محبت کو فراغت پا کر ہی اپنانا چاہتا تھا جانتا تھا وہ نشے کی طرح ہے جو لگ گئی تو وہ اور کچھ نہیں کر پائے گا۔

اسی لیے آج وہ کامیاب ہوتا اپنا مقصد پورا کرتا اپنی امانت لینے لوٹ آیا تھا لیکن مخالف وجود تو اس امانت کو بھول بیٹھا تھا یا شاید جان کر بھی یاد نہیں کرنا چاہتا تھا۔

تمہیں کیسا لگا میرا آنا یہ بتاؤ۔۔۔ضوریز نے ایک قدم اس کی طرف بڑھاتے کہا۔

اچھاا۔۔۔۔اس نے جھجکتے کہا۔۔۔

ضوریز کئی لمحے اسے دیکھتا رہا اور پھر جھکتا اس کے ماتھے پر لب رکھتا وہاں سے چلا گیا۔

وہ جلد سے جلد دادی سے رخصتی کی بات کرنا چاہتا تھا کہ اب تو ماہ کی ڈگری بھی مکمل ہو چکی تھی۔

وہ کئی لمحے وہیں کھڑی رہی۔۔۔۔اسے یہ لمس بہت ناگوار گزرا تھا۔۔۔۔۔لیکن نظرانداز کرتی عالیان کا فون نمبر ملانے لگی۔

وہ کمرے میں چلا گیا اور کئی لمحے سوچتا رہا، ان آنکھوں میں اسے دیکھ کر کوئی خوشی کی رمق نہیں تھی صرف اجنبیت تھی جو اسے گراں گزری تھی۔

وہ کل ہی دادی سے بات کرنے کا فیصلہ کرتا آنکھیں موند گیا۔

وہ عالیان سے بات کرنے میں مصروف تھی۔

پہنچ گئے اور مجھے بتایا بھی نہیں؟ وہ شکوہ کرنے کے انداز میں بولی تو وہ مسکرایا۔

ابھی تو پہنچا ہوں ڈارلنگ کیسے بتاتا۔۔۔بس سب سے ملنے کے بعد فون کرنے والا تھا اس کی آواز آئی۔

ہمممم۔۔۔۔

"اچھا بتاؤ اداس کیوں ہو؟"

ضار واپس آ چکا ہے------

کون--؟ وہ تمہارا کزن----اسے اچھے سے یاد تھا ضوریز دوراور کیسے بھولتا وہ اسے---لیکن پھر بھی پوچھنے لگا۔

ہاں---!

اچھی بات ہے---میں نے سنا ہے ازمیر کے نامور وکیلوں کی فہرست میں آتا ہے

وہ----

ہاں! اس نے بہت محنت کی ہے، اتنے سال لگائے ہیں وہ یہ سب ڈیزرو کرتا ہے وہ بولی۔

تم نے اس شخص کو ڈسکس کرنے کے لیے فون کیا ہے مجھے تو میں رکھ رہا ہوں عالیان نے کہتے فون کاٹ دیا۔

وہ حیرانی سے فون دیکھنے لگی-----اس نے تو صرف اس کی بات کا جواب دیا تھا، شاید اسے میرا ضوریز کی تعریف کرنا نہیں پسند آیا۔

یو جیلس مین! وہ مکسرائی اور اسے واٹس ایپ پر سوری کے میسیجز لکھنے لگی۔

کیونکہ عالیان نے اسے اپنے علاؤہ کوئی دوست نہ بنانے دیا تھا، اور نہ اس کے منہ سے کسی اور کی تعریفیں وہ سنتا تھا۔

لیکن ماہ یہ نہ سمجھ پائی کہ یہ سب جزبات محبت میں ہوتے ہیں دوستی میں نہیں، وہ اسے دوستی ہی سمجھتی رہی تھی ہمیشہ سے۔

وہ اپنے محرم رشتے کو فراموش کرتی غیر محرم کے ساتھ سکون ڈھونڈ رہی تھی جو ناممکن تھا۔

"کہا جاتا ہے مرد وفا نہیں نبھاتے لیکن یہاں تو ضوریز دوراور سالوں سے وفا نبھاتا آیا تھا اس نے تو جیسے کسی دوسری لڑکی سے بات کرنا بھی خود پر حرام کر دیا تھا۔۔۔وہ یقین رکھتا تھا محبت کے رشتوں پر۔۔۔۔۔ماہِ کامل اس کی بچپن کی محبت تھی اور جو محبتیں کچے زہن پر نصب ہو جائیں نا انہیں موت کے علاؤہ دل سے کوئی نہیں نکال سکتا۔"

سب نے اس کی بہت تعریفیں کی تھیں کہ وہ گلابی ہوئی چلی جا رہی تھی۔

سٹیفی آج ہم واپسی پر کپ کیکس خریدیں گے-----

نہیں عاوی---وہ دکان کافی بڑی ہے-----وہاں بہت مہنگے ہوں گے ہم کسی چھوٹی دکان سے لے لیں گے---اور وہاں رش بھی تو بہت ہوتا ہے---

ام ہمم---آج میں وہیں سے خریدوں گی -------ضارر بھائی بھی میرے لیے وہیں سے لاتے ہیں وہ بضد تھی تو سٹیفی کو ماننا پڑا----

وہ سٹیفی کے ساتھ اسی کے سکٹور پر آئی تھی ---------اب وہ دونوں اندر جاتی ایک دوسرے کو دیکھ رہی تھی---وہ جگہ عام جگہ نہ تھی۔

وہ وہاں کی سب سے بڑی اور مہنگی دکان تھی میٹھے کی------ سٹیفی نہیں لیکن وہ افورڈ کر سکتی تھی آخر اس کا بھائی نامور وکیل تھا۔

لیکن اس کی آپا جان اسے اتنے پیسے دیتی ہی کہاں تھی-----وہ اسے ساری چیزیں خود دلاتی تھی۔

لیکن پچھلی بار ضوریز نے اسے چھپکے سے پیسے دیے تھے اس نے بیگ سے اپنا والٹ نکال کر پیسے نکالے اور کاؤنٹر کی طرف بڑھی---

اس کے پانچ کپ کیکس خریدنے تھے---ایک اس کا، ایک آپا جان کا ایک دادی کا ایک ضوریز کا اور ایک سٹیفی کا اس کی دنیا میں بس اتنے ہی لوگ تھے۔

وہ پیک کرواتی بلنگ کاؤنٹر پر پہنچی اور اپنے مٹھی میں دبوچے پیسے دیے اسے----

ہنی ان پیسوں میں صرف تین ہی آئیں گے یہ دو واپس کرنے پڑے گیں تمہیں ----کیشیر نے اسے اپنی مادری زبان میں بتایا۔

نہیں آجائیں گے تم دوبارہ سے چیک کرو----وہ بضد تھی----

نہیں آئیں گے ہنی----دو واپس کرنے پڑے گے----اس نے اپنی بات دہرائی اور اس حسین لڑکی کو دیکھا جس کے گال اب پھول گئے تھے۔

وہ کس کو چھوڑتی----سب ہی تو ضروری تھے اس کے لیے----

اچھا برے لڑکے تم ایک کم کر دو ----ایک کے پیسے میں کل دے جاؤں گی تمہیں اس نے حل نکالتے کہا---اپنا اس نے نکال کر چار رہنے دیے تھے۔

یہاں یہ سب نہیں ہوتا لڑکی۔۔۔وقت ضائع نہیں کرو۔۔۔ مینیجر نے آتے غصے میں کہا۔

تمہیں پتا ہے میری بہن کا۔۔۔وہ تمہارا یہ کپ کیکس کا پورا سیکشن میرے کہنے پر ایک ہی بار میں خرید سکتی ہے ۔۔۔۔۔اور آواز آہستہ رکھو۔۔۔

گارڑ اس لڑکی کو نکالو۔۔۔ مینیجر نے اس کی باتوں کو گیدر بھگیاں ہی سمجھا تھا۔۔۔

وہ روتے باہر نکل آئی۔۔۔۔اس نے اپنے سارے پیسے ضد میں مانگنے والے کو دے دیے تھے۔۔۔

خود اسکی آنکھوں سے بھل بھل آنسو گر رہے تھے۔۔۔اس کا کتنا من تھا کپ کیکس کھانے کا۔۔۔

وہ باہر آتی اب گال رگر رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔ایسا کرتے وہ کسی کی نظر میں آ گئی تھی۔

یہ جگہ اس کے انڈر نہ تھی۔۔۔۔لیکن اسے یہ جگہ کافی پسند آئی تھی ۔۔۔کیونکہ یہ بیچ کے پاس تھی۔۔۔۔۔اگر وہ یہ بیکری خرید کر کے یہاں گولف کلب بنا دے تو۔۔۔۔۔۔؟

اس نے مسکراتے شاطرانہ انداز میں اس جگہ کو دیکھا

اس جگہ کا مالک کون ہے؟ رومان سے پوچھا گیا تھا۔

سر کوئی شہری ہے ۔۔۔۔

"یعنی کے عام انسان۔۔۔"

جی!

ٹھیک ہے۔۔۔اسے اس جگہ کی منہ بولی قیمت دو اور خرید لو اس جگہ کو۔۔۔اس سے ہمیں بہت بزنس ملے گا۔۔۔

اوکے سر۔۔۔۔

گاڑی روکو۔۔۔۔اس نے سامنے اسی دن والی لڑکی کو روتے دیکھ گاڑی رکوائی۔۔۔

رومان بھی اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔رومان کی آنکھوں میں چمک ابھری۔۔۔۔اسے وہ سبز آنکھوں والی لڑکی اسی دن پسند آئی تھی۔

سر مجھے دو منٹ مل سکتے ہیں ۔۔۔۔؟ اس نے ہمت کرتے پوچھا۔۔۔۔۔تو وارلٹ (بیسٹ) نے اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا۔

جانتے ہو اسے۔۔۔؟

وارلٹ یہ وہی ہے جو اس دن گاڑی کے سامنے۔۔۔۔

زاتی طور پر۔۔۔۔؟

وارلٹ نے سگار سلگاتے اس سے پوچھا جو بیچین ہی ہوا چلا جا رہا تھا باہر جانے کے لیے۔۔۔

نہیں ۔۔۔۔۔۔اس نے وارلٹ کی آنکھوں میں دیکھا جہاں وارننگ تھی وہ سنبھلا۔۔۔۔اور سیدھا ہو کر بیٹھا۔۔۔۔

ابھی جاؤ اس جگہ کے مالک کے پاس اور کام گھنٹے میں ہو جانا چاہیے

-----آؤٹنٹ----وہ چلایا تو رومان بھاگ کر گاڑی سے اترا اور مخالف سمت گم ہو گیا۔

سر چلیں ----

کیا میں نے ایسا کچھ کہا ہے---؟

ڈرائیور جھجکا۔

وارلٹ نے آنکھوں پر چشمہ لگایا اور گاڑی کا شیشہ نیچے کیا تاکہ سن سکے کہ وہ لڑکی کیا بات کر رہی ہے-----

عاوی تم ناراض تو نہ ہو-----ضار بھائی کو بولنا وہ لا دیں گے-----

نہیں اس نے مجھے باہر کیوں نکالا---کیا میں جھوٹی ہوں----جو اسے دھوکا دیتی---میں نے کہا تھا کہ ایک کے پیسے کل دے دوں گی---اس کی سوئی وہیں آڑی تھی----

اب وہ گال رگڑ رہی تھی جو سرخ ہو گئے تھے۔۔۔۔۔۔ سرخ فراک میں وہ چھوئی موئی سے لڑکی تھی جس کا چمکتا چہرہ ، بھورے بال، سبز آنکھیں اور ایک گال میں پڑتا گڑھا کسی کو بھی اپنی جانب متوجہ کر سکتا تھا۔۔۔۔۔

"hey tatlım sana yardım edebilir miyim"

(پیاری کیا میں تمہاری کوئی مدد کر سکتا ہوں۔۔؟) ایک نوجوان مرد نے اسے دیکھتے آفر کی۔

نہیں ۔۔۔۔۔!

اس نے سٹیفی کا ہاتھ پکڑا اور اس آدمی سے آگے نکل گئی تو وہ آدمی بھی کندھے اچکاتا چلا گیا۔

اندر جاؤ۔۔۔۔کپ کیکس کے سارا حصہ خریدو اور اس لڑکی کے گھر پر پہنچاؤ۔۔۔۔اس نے فون کان سے لگاتے اپنے آدمی کو حکم دیا۔

اس نے ایسا کیوں کیا تھا ۔۔۔۔ نہیں جانتا تھا۔۔۔کہ اس کے دماغ میں کیا چل رہا ہے۔۔۔وہ گاڑی کا شیشہ اوپر چڑھتا کہ سامنے کے منظر پر اس نے مٹھیاں بھینچی۔۔۔

وہ لڑکی کسی لڑکے سے ٹکرائی تھی۔۔۔۔صرف ٹکرائی تھی اس نے غور اس ہاتھ پر کیا تھا جس نے اس لڑکی کے سفید بازو پر غلازت سے پھیرا تھا۔

اس کے چہرے پر پراسرار مسکراہٹ چھائی۔۔۔۔جس چیز پر میری نظر پر جائے اسے کوئی تب کوئی چھیر نہیں سکتا جب تک وہ میری نظروں سے اوجھل نہ ہو جائے۔۔۔۔

"چلاؤ گاڑی۔۔۔۔۔"

اور پھر دس سیکنڈ بعد اس ماحول میں گولی کی آواز گونجی تھی۔۔۔۔جو اس لڑکے کے ہاتھ پر لگی تھی۔۔۔۔

وہ مسکرایا۔۔۔۔وارلٹ کا نشانہ اپنے شکار پر نہ لگے یہ ممکن نہیں۔

اگلے روز گھر میں قہرام برپا تھا ایک جس کی بھنک اب تک اسے نا لگے تھی۔

ضوریز رخصتی کی دوخواست کر چکا تھا دادی سے جو دادی کو بھی مناسب لگی تھی وہ بھی اپنی اپنی زمہ داری اب پوری کرنا چاہتی تھی۔

ماہ کو وہ اب ضوریز کو سونپنا چاہتی تھی اور اسی کا انتظار کر رہی تھیں کہ وہ آئے اور اس سے بات کریں۔

اور وہ سنتے ہتھے سے اکھڑ گئی تھی۔

کس کی رخصتی؟ کس کی بات ہو رہی ہے----

لڑکی دماغ خراب ہو گیا ہے تمہارا----تمہارا نکاح ہوا ہے تو رخصتی کی بھی بات تمہاری ہی ہو گی وہ زرا سختی سے بولیں۔

مجھے کوئی رخصتی نہیں کرنی اور ضوریز کے ساتھ تو بالکل نہیں کروانی----

دماغ خراب ہو گیا ہے----میری سالوں کی پرورش کو مٹی میں ملانے چلی ہو تم-----؟ دادی غضب ناک انداز میں بولی۔

دادای----پلیز سمجھیں ----وہ منتوں پر اتر آئی تھی۔

کیا تم بھول گئی ہو اس نکاح کو؟ اتنی بچی بھی نہ تھی کہ تمہیں یاد نہ ہو اور تم پر بہت بار میں نے واضح کیا تھا کہ تم ضوریز کی امانت ہو----

دادی پلیز میری بات سنیں۔

کیا سنوں۔۔۔۔کیا سنانا چاہتی ہو۔۔۔۔میرے بیٹے کی اولاد اس طرح کا کچھ کرے گی مجھے اندازہ ہوتا تو ان کے ساتھ ہی میں منوں مٹی تلے سو جاتی تب ہی۔۔۔

دادی پلیز۔۔۔!

اگر وقت لینا چاہتی ہو تو بتاؤ۔۔۔۔جہاں اس لڑکے نے اتنے سال گزارے ہیں اب بھی کچھ وقت گزار لے گا۔۔۔وہ میرا پوتا ہے۔۔۔۔میری کوئی بات نہیں ٹالے گا وہ فخر سے بولی۔

میں کسی اور سے محبت کرتی ہوں۔۔۔۔۔

ضوریز کو وہ نہیں جانتی تھی بالکل بھی اس کی عادات، اس کا رہنا سہنا۔۔۔کیسے کسی ایک انجان شخص سے وہ شادی کر لیتی؟

اسے خود کے لیے کچھ کرنا تھا۔۔۔۔۔اس لیے جو سمجھ آیا بول دیا۔

فاخرہ بیگم کے سر پر جیسے ساتوں آسمان آ گرے تھے اور اٹھی اور زندگی میں پہلی بار ان کا ہاتھ اٹھا تھا۔

چٹاخ!

"چٹاخ!"

کیا بکواس کی ہے؟ دوبارہ بولو؟ تمہاری اتنی ہمت؟ تم نکاح میں ہوتے ہوئے اس طرح کی گھٹیا بات کہہ گئی ہو۔۔۔۔

انہوں نے پھولوں کی طرح پالا تھا اسے، اس کی ہر جائز ناجائز بات کو مانا تھا جس کا صلح آج وہ کچھ یوں دے رہی تھی انہیں۔

اور وہ یہ سب کس منہ سے بناتی ضوریز کو۔۔۔جس نے ساری زندگی ان کے لیے وقف کر دی تھی اور وہ اس کی امانت کی حفاظت بھی نہ کر سکیں تھی۔

میں وہی کروں گی جو مجھے کرنا ہے۔۔۔۔وہ روتے بولی تو وہ تھم گئی۔۔۔۔وہ باغی ہو گئی تھی۔

کیسے انہیں پتا نہ چلا۔۔۔؟ کیسے وہ سب وہ ان کی ناک کے نیچے کر گئی۔

تم مجھے یہاں سے قدم باہر نکال کر دکھاؤ میں تمہاری قبر بنوادوں گی

یہاں۔۔۔۔تمہیں زرا خیال نہ آیا اپنی مرحوم ماں کا۔۔۔جس نے یہ نکاح کروایا تھا، تم نے زرا لاج نہ رکھی اس تربیت کی۔

یہ حق ہے میرا۔۔۔آپ یہ سب نہیں کہہ سکتی۔۔۔۔۔وہ آج ضوریز کو اس پر فوقیت دے گئیں تھی جو اسے بالکل پسند نہ آیا تھا۔

ہمارا دین تمہیں حق تب دیتا جب تم کسی کے نکاح میں نہ ہوتی لیکن کسی کے نکاح میں ہوتے ہوئے اور جانتے ہوئے کہ کسی کی امانت ہو تم، تم نے غداری کی اس رشتے کی امانت میں خیانت کی رب کے بنائے اس رشتے کی توہین کی۔۔۔۔وہ چلا رہی تھیں۔

دادی پلیز۔۔۔۔میں اس کے ساتھ کیسے رہ لوں جب مجھے کسی اور سے محبت ہے۔۔۔۔

کون ہے وہ؟ وہ سیدھی ہوتی بولیں تو وہ ان کے قدموں میں جا گری۔

"عالیا۔۔۔عالیان۔۔۔۔"

میری ناک کے نیچے تو یہ کرتی رہی ماہ۔۔۔۔مجھے شرم آ رہی ہے خود سے۔۔۔بے حد شرمندہ ہوں میں تیری ماں سے، ضوریز سے۔۔۔میں کیسے کسی کو منہ دکھاؤ۔۔۔

ایک لڑکی نہ سنبھالی گئی مجھ سے ؟ان کی آنکھوں سے آنسو گرنے لگے تو وہ تڑپ گئی۔

"دادی ---دادی --"

ماہ یہ بات کان کھول کر سن لے حالات اب بدترین ہو جائیں یا بہتر سے بہترین تو میرے لیے مر گئی وہ کہتی باہر نکل گئی تو وہ وہیں پڑی سسکنے لگی۔

ہوش تب آیا جب وہ واپس آئیں ----

دادی دادی ---میری بات ----

کل رخصتی کی بات میں ضوریز کو فون کر کے کہہ چکی ہوں ---وہ حتمی انداز میں بولی۔

نہیں! مجھے یہ منظور نہیں!

تو نکل جاؤ اس گھر سے ----اس گھر کے دروازے بند ہیں تم پر ----وہ کہتی وہیں بیٹھ گئی اور وہ وہ تو تھم گئی تھی۔

دادی ----

نکلو۔۔۔! مجھے نظر مت آنا۔

ماہ کامل نہیں تو میں بھول جاؤں گی کہ میرے چھوٹے بیٹے کی اکلوتی اولاد ہو تم وہ روتے چلائی تو وہ باہر نکل گئی۔

کیا بچا تھا کچھ نہیں۔۔۔۔۔انہوں نے اس پر ضوریز کو چنا تھا۔۔۔

انہوں نے فون کر کے ضوریز کو بلایا۔

اسے سب بتاتی وہ ناجانے کتنی بار روتے بیہوش ہوئی تھیں اور وہ جو رخصتی کا سن کر ناجانے کتنی تیاریاں کر چکا تھا ساکت بیٹھا رہ گیا۔

میری دادی کو رلایا ہے تم نے۔۔۔ماہ۔۔۔۔اس کا بدلہ پہلے پھر بے وفائی کا۔۔۔لیکن بھول جاؤ کہ میرے علاؤہ کسی کا میں تمہیں ہونے دوں گا۔۔۔

وہ چلی گئی تھی۔۔۔۔ضوریز نے اس پر نظر رکھی تھی وہ اپنی دوست کے ساتھ اس کے فلیٹ میں رکی تھی۔

ضوریز سب معلومات لے رہا تھا۔۔۔اس لڑکے تک بھی وہ جلدی پہنچ جاتا۔۔۔۔۔

لیکن اس لڑکی نے اسے آسمان سے زمین پر گرا دیا تھا۔

اور پھر دن ہفتوں میں اور ہفتے مہینوں میں بدلتے گئے۔۔۔۔وہ واپس نہیں آئی۔
آتی بھی تو عوائزہ سے ملتی دادی کو مخاطب کرنے کی کوشش کرتی تو خالی دامن رہ جاتی۔
دادی مطمئن تھی کہ ضوریز نے اس کی ساری خبر رکھی ہے۔۔۔وہ اس سے پوچھتی رہتی تھیں اس لڑکی کا خون سفید ہوا تھا ان کا نہیں جو وہ اپنی اولاد کو یوں غیر ملک میں تنہا رہنے دیتی۔
وہ وکالت کا پہلا کیس لے چکی تھی جسے جیت بھی گئی تھی اور آج مٹھائی لے کر آئی تھی اس امید پر کہ اپنی دادی کو منا لے گی۔
کیوں آئی ہو؟
اسے دیکھتے ہی عوائزہ تو خوش ہوئی تھی لیکن وہ اب تک ویسی ہی تھیں جیسے وہ چھوڑ کر گئی تھی۔
دادی! میں اپنا پہلا کیس جیت گئی ہوں۔۔۔اور۔۔۔

افسوس زندگی کا سب سے بڑا کیس تم ہار گئی یہاں بھی اور رب کے در پر بھی وہ کہتی کھڑی ہو گئیں۔

دادی آپ مجھے معاف کب کریں گی؟

جب تم اپنی زندگی کے ساتھ سنجیدہ ہو جاؤ گی۔۔۔۔ضوریز سے معافی مانگو گی اور اپنے رشتے کے ساتھ انصاف کرو گی۔

ایسا کیسے ممکن ہے دادی۔۔۔میری بھی کچھ خواہشات ہیں۔

"کیسی خواہشات؟"

نکاح میں ہوتے ہوئے کسی دوسرے مرد کو لبھانے کی خواہشات، کسی دوسرے کے ساتھ شادی کی خواہشات، غیر مرد کے ساتھ روابط بڑھانے کی خواہشات کیسی خواہشات بتاؤ وہ صاف لہجے میں بولی تو وہ لمحے کے لیے سن رہ گئی۔

تمہیں پتا ہے ماہ۔۔۔۔میں معاف کر بھی دوں نا تو وہ بچہ میرا تمہیں معاف نہیں کرے گا، جس نے بچپن سے ہے کر اب تک تمہارا خواب دیکھا ہے۔

میں نے تو نہیں کہا تھا نا؟

"تم سچ میں معافی چاہتی ہو؟"

ہاں جی! وہ تیزی سے سر ہلانے لگی۔۔۔۔

آٹھ ماہ! آٹھ ماہ تمہیں ضوریز کے ساتھ اس کے فلیٹ پر رہنا ہے اپنے رشتے کو موقع دینا ہے، اگر اس کے بعد بھی تمہیں لگے کہ اس رشتے میں جو تمہاری ماں کی خواہش تھا اس میں دم نہیں رہا تو جیسا تم کہو گی ویسا ہو گا۔

دادی۔۔۔۔۔وہ دنگ رہ گئی۔۔۔۔آٹھ ماہ۔۔۔آٹھ ماہ کا عرصہ کافی لمبا تھا اور پھر بیوی کی حیثیت سے اس شخص کے ساتھ رہنا۔۔۔

بولو منظور ہے تو ٹھیک! نہیں تو اب جاؤ تو واپسی کے راستے بھول جانا، عوائزہ سے ملنے تو بالکل مت آنا۔

مجھے منظور ہے۔۔۔۔لیکن وعدہ کریں آٹھ ماہ کے بعد آپ وہ کریں گی جو میں کہوں گی۔۔۔۔

"وعدہ رہا۔۔! وہ خوش تھی۔۔۔"

اپنی حیاتِ زندگی میں وہ اپنی اولاد کو غیروں میں ہرگز نہیں بھیجنا چاہتی تھی، اس لیے ایک موقع ڈھونڈا تھا انہیں نے شاید وہ سب ٹھیک کر پاتی۔
جو کتنا ٹھیک ہوتا اور کتنا مزید بگڑتا تھا یہ تو وقت بتاتا۔

وہ گھر آئی تو دادی کی آواز آ رہی تھی-----جو نا جانے کس سے بات کر رہی تھیں

اندر آئی تو اس کے منہ سے ایک چیخ برآمد ہوئی اس کے سامنے اسی بیکری کے تمام کپ کیکس کے ڈبے تھے---
دادییییییی------وہ چیخی تو ان کے ہاتھ سے فون گر گیا---
کیا ہوا میری بچی----؟ کیوں دل دہلا رہی ہے----
دادی یہ کس نے بھیجے ہیں---؟ ضرور آپا جان نے یا ضاررر بھائی لائے ہوں گے----

نہیں دونوں سے بات ہو گئی ہے کوئی نہیں لایا۔۔۔میں حیران ہوں موا کون چھوڑ گیا یہ سب۔۔۔۔

دادی۔۔۔۔کوئی بھی چھوڑ گیا ہو اب میرے ہیں یہ سب۔۔۔۔

بالکل نہیں۔۔۔۔کیا پتا کسی کے غلط پتے پر آگئے ہوں۔۔۔دادی نے اسے جھڑکا۔۔۔

دادی پلیز نا۔۔۔۔ہم اسے پیسے ادا کر دیں گے اگر ایسا ہوا تو۔۔۔لیکن یہ میرے ہیں اب۔۔۔۔۔۔وہ ضد کرنے لگی۔۔۔

راوی میری دھی بات کو سمجھا کر۔۔۔۔دادی نے اسے سمجھانا چاہا تو وہ بیگ پھینکتی اپنے کمرے میں بند ہو گئی اور شام کے سات بجے تک بھی وہ باہر نہ نکلیں تھی۔

دادی اس کے کمرے میں آئی اور اسے دیکھا جو اسی لباس میں سو گئی تھی۔۔۔۔سفید چہرے پر آنسوؤں کے نشان تھے۔

عاوی میری جان۔۔۔۔تجھے کھانے ہیں تو کھا لے تیری آپا یا ضوریز پیسے دے دے گا میری جان اپنی جان پر ایسے ظلم نہ کر۔۔۔۔انھوں نے اس کی پیشانی چومی تو وہ بیدار ہوتی مسکرائی۔۔۔۔

ضوریز نے فون پر صاف کہا تھا کہ وہ اسے کھانے دے وہ پیسے ادا کر دے گا۔

اور ماہ کو انھوں نے بتایا تک نہ تھا۔۔۔۔نہیں تو اس کا بھی یہی جواب ہوتا۔

یہی تو میں آپ کو سمجھا رہی تھی۔۔۔۔لیکن آپ ہو کہ۔۔۔

"بیٹا۔۔۔اگر کوئی لینے آجاتا تو۔۔۔۔"

دادی جو چیز عاوی کو پسند آگئی وہ عاوی کی ہے۔۔۔۔میں ہر طریقے سے اسے حاصل کر کے رہوں گی وہ شدت پسندی سے بولی تو دادی نے اسے جا کر کھانے کا کہا۔

اس کی اسی شدت پسندی سے وہ ڈرتی تھی ناجانے آگے کیا کرتی یہ لڑکی۔۔۔۔۔۔

آہہہہ۔۔۔۔مجھے معاف کر دو۔۔۔۔۔اس شخص کی چیخیں اس سیاہ عمارت میں گونج رہی تھیں۔

ٹرک میں آگ کیسے لگی۔۔۔؟وارلٹ نے ہاتھ میں ایک تار پکڑتے اسے دیکھتے کہا۔

میں نہیں جانتا۔۔۔اس شخص نے پسینے سے تر ہوتے کہا۔۔۔

اچھاااا۔۔۔وارلٹ نے اشارہ کیا تو اس پر چوہے چھوڑے گئے۔۔۔۔اس کی دل دہلا دینے والی چیخیں گونجی۔۔۔

مزہ نہیں آیا وارلٹ نے کھڑے ہوتے کہا۔۔۔۔

چل آیک آخری موقع ۔۔۔۔آج وارلٹ کا موڈ اچھا یے۔۔۔۔بتا کیسے جلا ٹرک۔۔۔۔کس سے پیسے کھائے تھے۔۔۔؟

میں نہیں بتاؤں گا۔۔۔۔

وارلٹ نے اس ننگی تار کو اس پر اچھالا اور پھر چیخیں آتی اوریک دم ختم ہو گئیں۔

وارلٹ جانتا تھا یہ کام کس کا ہے لیکن اس سے اگلوانا چاہتا تھا۔۔۔لیکن وہ شخص شاید اپنے مالک کا خاصہ وفادار کتا تھا۔

خاکوانی! اچھے لوگ رکھیں ہیں تم نے پر افسوس!

وارلٹ سے ہوشیاری ازمیر میں ممکن نہیں۔۔۔۔۔۔وہ کہتا وہاں سے نکل کر دوسرے سیل میں آیا اور اس شخص کو دیکھا جس کی آنکھوں پر کالی پٹی بندھی تھی اور وہ شاید نیند میں تھا۔

اس کے ایک اشارے پر ٹھنڈا پانی اس پر انڈیلا گیا تو وہ شخص ہانپتا اٹھا اور وارلٹ کو سامنے دیکھ کر ٹھٹک گیا۔۔۔۔

اب کیوں آواز بند ہو گئی ایڈم۔۔۔۔۔۔۔کل بڑی صلاحیتیں گنوا رہے تھے تم اپنی۔۔۔۔اس کی وحشت زدہ آواز اس سیل کی چار دیواری میں گونجی۔۔۔

سر مجھے معاف کر دیں۔۔۔۔۔۔میں نیا ہوں۔۔۔مجھے اندازہ نہ تھا۔۔۔۔

اچھا تو نے کہا تھا تو بہت سمجھدار ہے۔۔۔۔تو چل ایک موقع دیتے ہیں۔۔۔۔وارلٹ کا اصول ہے موقع دیے بغیر سزا یہاں کسی کو نہیں ملتی۔۔۔۔

میں سب کروں گا۔۔۔۔۔۔۔وہ شخص تیزی سے کھڑا ہوتا بولا۔۔۔۔۔

ایک شخص سے بیکری خریدنی چاہی ہے۔۔۔۔لیکن وہ سیدھے طریقے سے مان نہیں رہا۔۔۔۔اب تو مفت میں اس سے وہ جگہ میرے نام کروا تو تجھے مانو۔۔۔۔

سر۔۔۔۔وہ شخص حیران ہوا وہ کیسے کسی کی لیگلی خریدی ہوئی جگہ کو اس کے نام کرواتا۔۔۔۔

پہلا اور آخری موقع ایڈم۔۔۔وہ سنجیدگی سے کہتا سگار کا دھواں منہ سے نکالتا اٹھا اور وہاں سے نکلتا چلا گیا۔۔۔۔

اس دن کے بعد وہ پھر سے مصروف ہو گیا تھا وہ لڑکی اسے دوبارہ یاد تک نہ آئی تھی۔

ابھی ایڈم کے آنے پر اسے سارا منظر یاد آیا تو اس کے لب زہریلی مسکراہٹ میں ڈھلے۔۔۔۔

مجھے لگتا ہے میں نے غلط شخص چن لیا۔۔۔۔

سر۔۔۔۔کام تقریباً ہو گیا ہے۔۔

تقریباً نہیں پورا چاہیے مجھے۔۔۔۔

پورا بھی کل ہو جائے گا---اس جگہ کا مالک مکان اپنے بیٹے کے پیچھے خوار ہو رہا ہے---جو کسی لڑکی کے پیچھے پڑا ہے----

اچھا----اس نے سگار سلگاتے سننے والے کو بات جاری رکھنے کا بولا۔

اس کا بیٹا پینتیس کا ہے اور جس لڑکی کے پیچھے وہ پڑا ہے وہ سولہ سترہ سالہ بچی ہے----

ہمیں کام سے مطلب ہونا چاہیے ایڈم-----

سر اس شخص نے سودا کیا ہے کہ اگر میں اس کے بیٹے کو ایک رات کے لیے وہ لڑکی دلوادوں تو بیکری میری-----

آہاں------

"اور تم کیا چاہتے ہو---؟"

میں کروں گا-----جیسا اس نے کہا ہے----یہاں لڑکیاں تو خود آنے کو تیار ہے---وہ لڑکی بھی اتنا پیسہ دیکھتے بھاگی چلی آئی گی---

تم کرو اپنے حساب سے-----لیکن اگر لڑکی رضا مند نہ ہوئی تو راستہ بدل لینا---زبردستی نہ ہو اس کے ساتھ کسی قسم کی۔

اوکے سر---وہ کہتا باہر نکل گیا---

اور لگلے دن وہ پھر سے اسی سڑک والے راستے سے گھر جا رہی تھی-----کیونکہ آج ضوریز نے آنا تھا اور اسے جلدی پہنچ کر ملنا تھا اسے---نہیں تو وہ واپس چلے جاتا۔

ابھی وہ آدھے راستے پہنچی تھی کہ ایک گاڑی نے جھٹکے سے اس کے پاس رکتے اسے اندر کھینچنا چاہا تھا۔

"yardım!!!yardım!!"

بچاؤ، بچاؤ! ----وہ چلانے لگی تھی ----ایسا اس کے ساتھ پہلے کبھی نہیں ہوا تھا-----

وہ جو اپنی کسی میٹنگ سے واپس آرہا تھا اس سکوٹی کو دیکھ کر رکا------تو چلو آج تم سے بھی ملاقات کر کے اس بددعا کا حساب برابر کر لیتے ہیں ----وارلٹ نے سوچا۔

لیکن قریب آتے دیکھا جہاں اس کی سکوٹی اس کی پڑی چیزوں کے سوا کچھ نہ تھا---

گاڑی روکو---اور پتا کرو یہاں کیا ہوا ہے----اس نے رومان کو کہا تو گارڈز تمام رک گئے----

سر یہ کسی لڑکی کی چیزیں ہیں -----

میں سالہ اندھا دکھتا ہوں تم لوگوں کو جاہلو----دیکھ چکا ہوں---اب وہ لڑکی کہاں گئی وہ پتا لگواؤ----

سر یہاں آس پاس کچھ نہیں ہے----

آج تم لوگ میری جگہ پر پتا ہے کیوں نہیں ہو----؟کیونکہ تم لوگ عقل کا استعمال نہیں کرتے---اس جگہ کے کیمراز چیک کرواؤ فورا----

سر کسی وین میں لڑکی کو لے جایا گیا ہے----

وین نمبر-----چھانو----کہاں پہنچی ہے----اس لڑکی کو بحفاظت وہاں سے نکلواؤ اور سیاہ عمارت پہنچاؤ----

اوکے سر۔۔۔۔روما ن نے کہا اور اسے سیاہ عمارت اتارتے سب اپنے کام پر لگ گئے۔۔۔۔

اسے دادی کی یہ شرط بالکل منظور نہیں تھی جسے سنتے وہ ہتھے سے اکھڑ گیا تھا۔
یہ ممکن نہیں ہے دادی۔۔۔آٹھ ماہ کیا آٹھ سالوں بعد بھی میں اسے نہیں چھوڑوں گا۔
تمہیں نہیں کہا میں نے چھوڑنے کو۔۔۔۔میں جانتی ہوں ہمارا خون ہے وہ۔۔۔تم بدل سکتے ہو اسے، وہ باغی ہو گئی ہے، اسے اپنی محبت پر بھروسہ کرواؤ اگر ساتھ چاہتے ہو اس کا تو، نہیں تو آٹھ ماہ بعد میں بھی کچھ نہیں کرو پاؤں گی۔
وہ وہیں بیٹھا سوچتا رہا، اب اپنی شادی کو ایک کونٹریکٹ کے طور پر نبھائے گا وہ۔۔۔۔آہ! کس موڑ پر لے آئی ہو تم مجھے ماہ۔۔۔۔ان سب کا بدلہ ایک دن سود سمیت لوں گا۔
عاوی کہاں ہیں دادی؟

گھومنے گئی ہے باہر----

دادی دھیان رکھا کریں اس کا----اس کے لہجے میں محبت کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔

لیکن تمہیں خود سے محبت نہ کروا دی تو ضروریز دوراور اپنا پیشن، اپنی لگن وکالت کو خیر باد کہہ دے گا وہ کہتا اٹھا اور اس کی دوست کے فلیٹ کے لیے نکلا جہاں سے اسے اپنے فلیٹ لے جانا تھا۔

وہ دونوں گاڑی میں موجود تھے، خاموشی تھی، محرم رشتہ لیکن خون کو جما دینے والی خاموشی اور پھر اس خاموشی کو ماہ نے توڑا تھا۔

"تمہیں دادی نے شرط تو بتا دی ہو گی؟"

اس وقت آواز حلق سے نہ ہی نکالو تو بہتر ہے، مجھے تمہاری آواز نہیں سننی اس وقت وہ درشتی سے بولا تو وہ سہم گئی۔

ضوریز دوراور نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ اس کی بچپن کی محبت جس کے لیے پاگل تھا وہ، ایک دن جب اسے ساتھ لائے گا تو وہ کسی اور کے لیے اظہارِ محبت کرے گی یہ بات اسے تازیانے کی طرح لگی تھی۔

وہ لڑکی اس رشتے کی بھی لاج نہیں رکھ پائی تھی، اس سے بے وفائی کی تھی اس نے۔

وہ گھر آگئے تو وہ چھوٹے چھوٹے قدم فلیٹ میں رکھتی اس کے پیچھے اندر داخل ہوئی۔

فلیٹ زیادہ بڑا نہ تھا دو کمرے، ٹی وی لاؤنج، بالکونی اور اوپن کچن لیکن زیادہ سجا نہ تھا بس ضرورت کا سامان تھا۔

وہ اسے ایک کمرے میں دیکھتے دوسرے میں داخل ہونے لگی۔

لڑکی! وہ جو اندر داخل ہونے لگی تھی تھم گئی۔

وہ کمرہ مہمانوں کے لیے ہے، اور خود کو مہمان تو بالکل مت سمجھنا، اور اگر تمہیں لگتا ہے کہ سب اختیارات رکھتے ہوئے بھی فلموں ڈراموں کی طرح تمہیں الگ

رہنے دوں گا یا تم صوفے پر سو گی تو جتنی جلدی ہو سکے یہ سوچیں دماغ سے نکال دو۔

اور ہاں! فریش ہو کر آتا ہوں وہ سامنے کچن ہے چائے تیار کرو۔۔۔۔وہ کہتا اندر داخل ہو گیا۔

وہ کئی لمحے وہیں کھڑی رہی اور پھر کچن کی طرف بڑھ گئی۔۔۔۔آنکھوں میں نمی تھی وہ سہم گئی تھی اس کے اس انداز سے۔

اس سے تو کسی نے کبھی ایسے بات نہ کی تھی۔۔۔۔۔خیر آٹھ مہینے اگر اسے یہ برداشت کر کے آزادی مل جاتی تو وہ یہ سب کرنے کو تیار تھی۔

اس نے سامان ڈھونڈا اور چائے رکھی، کوننگ اسے زیادہ آتی نہ تھی لیکن اس کا کیا جاتا تھا۔

وہ تو ہمیشہ سے نازک دل رہی تھی، عالیان نے اس کی بہت مدد کی تھی ڈپریشن سے باہر آنے کی اپنی ماں اپنا واحد سہارا چھن جانے کے بعد،عالیان نے اس سے

دوستی کی تھی اور پھر ہر روز وہ سب وہ عالیان کو بتانے لگی جو وہ ضوریز کو کبھی بتایا کرتی تھی۔

مختصراً یہ کہ اس نے ضوریز دوراور کو عالیان چوہدری سے ری پلیس کر دیا تھا یہ جانے بنا کہ-----

لوگ آتے ہیں چلے جاتے ہیں، حال ماضی بن جاتا ہے اور پھر مستقبل حال، نئ چیزیں پسند آتی ہیں اور پرانی چیزوں پر غلبہ پا لیتی ہیں---- نیز دنیا میں ہر طرح کی چیزوں میں ریپلیسمنٹ ہو سکتی ہے، سب خرید کر دل کو سمجھایا جا سکتا ہے، یہ سستی چیزیں خرید کر خود کو تسلی دی جا سکتی ہے، دل جڑتا ہے پھر ٹوٹ جاتا ہے، لوگ چلے جاتے ہیں یا انہیں آنے والے نئے لوگ ریپلیس کر دیتے ہیں لیکن کچھ اگر اس دنیا میں ریپلیس نہیں ہوتا تو وہ ہیں جزبات---

اور ضوریز نے اسے ان پچیس، چھبیس سالوں میں کبھی بھی ری پلیس تو کیا، سوچا بھی نہیں تھا ایسا۔

جزبات، جو اس پہلے شخص کے لیے ہیں جو دل کے اونچے مقام پر خاموشی سے فائز ہوا۔۔۔۔پھر دنیا اسے لاکھ بڑا سمجھے کیا فرق پڑتا ہے۔۔۔۔۔۔اس کی جگہ دس نئے لوگ آ جائیں نا تو میں شرط لگا سکتی ہوں وہ دس لوگ مل کر اس ایک شخص کو ری پلیس نہیں کر سکتے۔۔۔۔۔

ماہ کی ہر غلطی کے باوجود بھی آج وہ اس کے آگے کھڑا تھا اسے ساتھ لایا تھا، شاید سب مردوں میں اتنا ظرف نہیں ہوتا کہ اپنی منکوحہ کہ منہ سے کسی اور کا نام سنتے، نام کیا اظہارِ محبت سنتے اسے اپنائے۔

وہ شخص پھر موجود ہو یا نہیں کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔۔۔۔۔دنیا بیشک کچھ بھی سمجھے لیکن ہم دل میں موجود اس شخص کو دل کے ایک کونے میں قید کر کے اس دروازے پر تالہ لگا دیتے ہیں اس ایک جگہ پر پھر کسی کی رسائی عمر بھر نہیں ہو پاتی۔۔۔۔۔۔کوئی شخص، کوئی چیز، کوئی دولت اس ایک شخص کے لیے جزبات کو ریپلیس نہیں کر سکتی، دل کا وہ مقام کوئی نہیں پا سکتا۔۔۔۔

کوئی دل کے اس مقام پر فائز نہ ہو سکتا تھا جس پر اس بچپن سے لے کر اب تک ماہِ کامل تھی۔

اسے حیرت ہوتی ہے ان لوگوں پر جو دوسروں کو تسلی دیتے ہیں کہ تمہیں اس سے بہتر مل جائے گا کیا ہم نے اس سے بہتر کی طلب کی ہے---نہیں مر کر بھی نہیں----جو دل میں بس گیا ہے نا پھر وہ بہترین کیا بہتر بھی نا ہو نا تب بھی دل کو وہی چاہیے، وہی ایک مخصوص شخص کوئی اس کے برابر کا ہو ہی نہیں سکتا---یہ دنیا کی دی فقط چند لفظ کی تسلیاں کم از کم اسے تو نہیں چاہئے۔

شام ہو گئی تھی---لیکن وہ گھر نہ پہنچی تھی------دادای کا بی پی لو ہوتا جا رہا تھا۔

ماہ بھی آگئی تھی اس کی غیر موجودگی کا سنتے---میں دیکھتی ہوں----خود جا کر---ماہ جو کب سے چکر کاٹ رہی تھی باہر نکل گئی---کہ اب وہ اور انتظار نہیں کر سکتی تھی۔

وہ اپنے کام میں مصروف بھول گیا تھا کہ اس نے کیا کام اپنے بندوں کو دیا تھا۔۔۔رات کے کھانے پر اس کے ملازم نے اسے اس کمرے میں موجود وجود کے لیے کھانا لے جانے کا پوچھا تھا۔۔۔

"کون۔۔۔۔۔؟"

سر رومان کسی لڑکی کو شام میں لایا تھا۔۔۔آپ کے ساتھ والے کمرے میں موجود ہے وہ۔۔۔۔

اوو۔۔۔۔۔اس نے ہاتھ صاف کیے اور اندر کی طرف بڑھا۔۔۔اندر داخل ہوا جہاں وہ سامنے بستر میں دبکی تھی۔۔۔۔

اس کے قریب گیا تو وہ چھوٹی موئی سی لڑکی بستر میں دبکی تھی۔۔۔سفید ملائی جیسے گالوں پر ہاتھ کی انگلیوں کے نشان تھے اور ہونٹ کا کنارہ پھٹا تھا۔

وارلٹ اپنی نظریں اس حسن سے ہٹا نہ پایا۔۔۔اتنا شفاف اور پاکیزہ حسن اس نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔۔۔

ہزار لڑکیاں اس کے نزدیک ضرور آئیں گے تھی۔۔۔۔لیکن کسی کے چہرے پر یہ معصومیت نہ تھی۔۔۔۔

وہ جہاں تھا وہیں کھڑا رہا۔۔۔۔۔

سر یہ مل گئی تھی ۔۔۔۔۔میں شام کو اس کو لایا تھا۔۔۔اس بیکری والے کے بیٹے نے اسے اٹھوایا تھا۔۔۔۔۔۔اور اسے مارا بھی گیا ہے کیونکہ یہ کافی روئی تھی کہ اسے چھوڑ دیا جائے۔

اسے اٹھا کر لائے ہو۔۔۔۔سنجیدہ سی آواز ابھری۔۔۔

جی اور سر۔۔۔۔۔

"Kollarında taşındı?"

باہوں میں اٹھایا تھا۔۔۔؟ایک اور سوال۔۔۔۔

جی سر۔۔یہ بیہوش تھیں۔۔میں ۔۔۔۔۔

"چٹاخ۔۔۔۔۔"اور پھر سکتہ چھا گیا۔۔۔۔

"آؤٹ۔۔۔۔۔۔"وارلٹ کی وحشت زدہ آواز پوری سیاہ عمارت میں گونجی۔۔۔۔۔

رومان حیران ہوتا باہر نکل گیا تو وہ دروازہ بند کرتا اس کے پاس واپس آیا اور سٹول اس کے نزدیک رکھتا واپس بیٹھ گیا۔۔۔

یہ اس کی زندگی میں پہلا وجود تھا جس نے وارلٹ کی توجہ اپنی جانب مبذول کروائی تھی۔

سفید فراک میں وہ اس وقت کوئی آسمان سے اتری پری ہی معلوم ہوتی تھی۔۔۔اس نے اپنے ہاتھ آگے بڑھائے اور اس کے گال پر رکھا۔۔۔۔۔

اس کے وجود میں دور کہیں ہلکی سی دڑار پڑی تھی شاید۔۔۔۔۔۔

اس نے فوراً اپنا ہاتھ ہٹایا۔۔۔ایسا نہ کرتا تو شاید اس وجود کو وہ میلا کر دیتا۔۔۔۔۔

وہ اس کی نظروں کے ارتکاز پر کسمسائی تھی اور پھر مندی مندی آنکھیں کھول کر اسے دیکھنے لگی۔۔۔۔

مجھ۔۔۔مجھے۔۔۔گھ۔۔۔گھر۔۔۔جانا ہے۔۔۔دا۔۔۔دا ی۔۔۔آپا۔۔جان۔۔۔۔

ششششش۔۔۔۔۔

وہ اس کے اوپر جھکا تھا ہلکا سا۔۔۔تو وہ سانس روک گئی۔۔

وہ اس کی ساری انفارمیشن اسی دن نکلوا چکا تھا جب اس کی بددعا رنگ لے آئی تھی اور اسے جان کر جھٹکا لگا تھا کہ وہ ضوریز کی بہن ہے۔

تم بچ گئی ہو۔۔۔۔تمہیں وہاں سے نکال لایا ہوں میں۔۔۔۔۔۔۔وہ خفیہ انداز میں بولا۔

کیا اب وہ مجھے نہیں ماریں گے۔۔۔۔؟وہ یہاں وہاں دیکھنے لگی۔۔۔وہ سچ کہہ رہا تھا وہ جگہ تو ڈبوں سے بھرا کوئی پرانا تہہ خانہ تھا اور یہ کسی ہوٹل کی طرح کا لگژری کمرہ۔

نہیں ۔۔۔۔۔اب تم وارلٹ کے پاس ہو۔۔۔۔۔وہ مسکرایا۔۔۔پُراسرار مسکراہٹ

۔۔۔۔

"اینجل۔۔۔۔۔۔!!!!"

وہ جھٹکے سے کھڑی ہوتی اپنے اوپر جھکے شخص کے گلے لگی تو وہ تھم گیا۔۔۔

وارلٹ دی گریٹ بیسٹ کا دل پہلی بار دھڑکنا بھولا تھا۔۔۔۔۔۔دل کی رفتار سست پڑی تھی۔۔۔

آج تک کسی کی ہمت نہ ہوئی تھی کہ کوئی اس سے قریب ہو کر بات بھی کرتا اور سامنے موجود وجود اس کی گردن میں بازو باندھے ہوئے تھا۔

تم تو اینجل ہو میرے۔۔۔تم نے مجھے بچایا ہے ۔۔۔پتا ہے اس نے مجھے مارا تھا۔۔۔میرے کتنے بال بھی ٹوٹے تھے اور اس شخص نے مجھے یہاں کاٹا تھا۔۔۔وہ پیچھے ہوتی اپنی گردن اسے دکھانے لگی۔۔۔

وارلٹ واپس اپنی جون میں لوٹا تھا۔۔۔اس کی گردن پر پڑے نشان کو دیکھنے اس نے خود میں لاوا ابلتا محسوس کیا تھا۔

ان سب کو سزا ملے گی۔۔۔۔وہ بولا اب اس کی نظریں سامنے دیوار پر تھی۔۔۔

کیا سچ میں ۔۔۔؟

تم انہیں مارو گے۔۔۔مجھے پہلے ہی پتا تھا تم کوئی ہیرو ہو۔۔۔لیکن اس دن تم نے مجھے رلایا تھا وہ اسے پہچان گئی تھی۔۔۔

اب کیا چاہتی ہو۔۔۔وہ پھر سے اسے دیکھتا بولا۔۔۔۔

مجھے گھر جانا ہے-----وہ نظریں جھکاتی بولی---

ڈرائیور چھوڑ آئے گا جاؤ-----وارلٹ نے کہتے قدم باہر کی طرف بڑھائے اور پھر گم ہو گیا---

وہ بھی اس کے پیچھے باہر نکلی لیکن وہ تو غائب ہی ہو گیا تھا---وہ روشنی کی سمت جاتی مین دروازے پر پہنچی جہاں ڈرائیور پہلے ہی کھڑا تھا شاید۔

کیا آپ مجھے میرے گھر چھوڑ آئیں گے---؟ اس نے پوچھا۔

جی میم آجائیں -----ڈرائیور نے تعبداری سے کہا تو وہ اس کے پیچھے چلتی گاڑی تک آئی۔

گاڑی میں بیٹھنے سے پہلے اس نے کسی احساس کے تحت پلٹ کر پیچھے دیکھا اور نظر اوپر ٹیرس پر گئی جہاں وہ کھڑا تھا لیکن نظریں آسمان پر تھیں۔

اینجلللل-----

وہ نیچے سے چلائی تو وہ متوجہ ہوا----

شکریہ ------اب تم عاوی کے خاص دوست ہو------اگلی بار تمہارے لیے بھی کپ کیک لاؤ گی -----بائے--

وہ وہیں سے چلا رہی تھی۔

وہ کیا سیاہ عمارت کا ہر فرد ساکن تھا---اس عمارت میں سناٹا ہوتا تھا، خوفزدہ کرنے والی خاموشی اور آج پہلی بار کسی کی آواز گونجی تھی----

اور وہ بھی پھر وارلٹ کو مخاطب کیا گیا تھا ایسے------

وارلٹ نے دور تک جاتے اس گاڑی کو دیکھا تھا----ہلکی سے مکسراہٹ اس کے عنابی لبوں پر چھائی جس کا اندازہ اسے خود بھی نہیں ہوا تھا--

----

کیا وہ ان آٹھ ماہ میں اس سے چھٹکارہ پا پائے گی، اور اسے تو لگتا کہ ضوریز کو اس سے محبت ہے لیکن اس کا لہجہ ان سب کے برعکس تھا۔

وہ واپس آیا تو وہ وہیں کھڑی تھی، چائے سوکھ گئی تھی اس نے آگے ہوتے چولہا بند کیا تو وہ ہوش میں آئی۔

"دھیان کہاں ہے تمہارا؟"

"میں وہ-----"

میں ملازمہ تو نہیں ہوں آپ کی----وہ دھیمے سے بولی۔

کیا میں نے ایسا کہا کہ تم میری ملازمہ ہو، یا آتے ہی گھر کا تم سے کون سا ایسا کام کروایا ہے، یا اپنے جوتے صاف کروائے ہیں جو تمہیں لگا کہ میں نے تمہیں ملازمہ بنایا ہے۔

ہمارے دین میں نا انہیں حقوق و فرائض کہتے ہیں ماہِ کامل میڈیم----جلدی سیکھاوں گا تمہیں۔

پھر تو آپ پر بھی بہت سے فرائض ہیں میرے----وہ ناجانے کیوں لیکن بول گئی تھی۔

بالکل----ہزاروں ہیں سب پورے کروں گا لیکن تب جب مجھے لگا کہ تم میری بیوی بننے کے قابل ہو وہ اسے لاجواب کرتا واپس دودھ پتیلی میں ڈالنے لگا۔

"کیا میں جاؤں؟"

وہ مسکرایا۔۔۔اسے زیر کرنا اتنا بھی مشکل نہیں تھا جو آج پہلے ہی دن اس سے اجازت طلب کر رہی تھی۔

چائے پیو گی؟

نہیں!

نہیں تو بنانا سیکھو یہاں کھڑی ہو کر۔۔۔وہ سنجیدہ سا بولا تو ماہ کو غصہ آیا لیکن پھر دھیان سے اسے دیکھنے لگی جو تیزی سے ہاتھ چلا رہا تھا۔

اسے لگا نہیں تھا کہ اتنا نام کمانے کے بعد وہ اس چھوٹے سے فلیٹ میں بنا کسی سہولیات کے رہ رہا ہو گا۔

"بیٹھو اب!"

"میں کیا کروں گی۔۔۔یہاں؟"

میرا منہ دیکھنا۔۔۔اور بہت سے باتیں تمہیں کلئیر کرنی ہیں آج میں نے۔۔۔

"تو آفٹر آل نکاح کے اتنے سال بعد رخصتی میری جھولی میں ڈال ہی دی۔۔۔اس کے چہرے پر تمسخر پھیلا۔

تم اپنی وکالت جاری رکھو۔۔۔۔کوئی روک ٹوک نہیں ہے، لیکن ہر کیس کو تم مجھ سے پوچھ کر ہاں کرو گی، دوسرا کام بانٹ لیتے ہیں اب تم میری بیوی ہو تو تمہارا حق بھی بنتا ہے اس گھر پر، تیسرا دادی سے میں تمہیں اونچی آواز میں بات کرتا نہ سنوں اور آخری بات اپنے غیر رشتوں کو میرے اس رشتے سے دور رکھنا ماہِ کامل نہیں تو میں بھول جاؤں گا کہ بچپن کی میری محبت ہوا کرتی تھی تم۔۔۔"وہ کہتا چائے کا آخری گھونٹ پیتا اٹھ کر اندر چلا گیا اور وہ وہیں بیٹھی رہ گئی۔

کتنا مشکل تھا سب، وہ بچپن کی محبت تھی تو کیا اب اسے مجھ سے محبت نہیں؟

یہ سوال اس کے دل میں اٹھا تھا لیکن پھر دبا گئی کیا ہی فرق پڑتا تھا۔

وہ اٹھ کر اندر گئی تو وہ لیٹ چکا تھا اس نے بتی جلائی اور یہاں وہاں دیکھنے لگی۔

کوئی صوفہ نہیں ہے یہاں لیٹو آ کر۔۔۔۔تھوڑا چھوٹا ہے بیڈ لیکن اتنا بھی نہیں!

بیڈ واقع بڑا نہ تھا لیکن بہت چھوٹا بھی نا تھا وہ بنا چینج کیے آ کر دوسری طرف سمٹ کر لیٹ گئی کہ اس وقت وہ دماغی طور پر بہت تھک گئی تھی۔

اس کے سونے کا انتظار وہ کر رہا تھا، اس کی گہری سانسوں کی آواز کمرے میں بکھری تو وہ مسکرایا اور پھر کھینچ کر اسے قریب کیا۔

میں شکر گزار ہوں تیرا کہ تو نے مجھے وہ دیا جس کی چاہت میں نے برسوں سے کی ہے۔

ماہِ کامل تم میری محبت ہو، یہ محبت اب ہر دن کے ساتھ بڑھے گی ہی تمہیں دیکھتے تمہیں پاس محسوس کرتے میری دل کی دھڑکنوں میں انتشار برپا ہے۔

میں صرف تمہاری آنکھوں میں خود کے لیے محبت دیکھنا چاہتا ہوں، میں چاہتا ہوں تمہارے دل و دماغ پر میں رہوں صرف میں وہ شدت پسندی سے بولتا اسے حصار میں لے گیا۔

یہ احساس ہی دل کو موہ لینے والا تھا کہ آج اس کی بیوی اس کی محبت اس کے پاس اس کے حصار میں تھی۔

اس کی طرف جھکتے اس نے گہرا سانس بھرتے اس کی خوشبو کو خود میں اتارا۔

وہ گہری نیند سوتی تھی یا آج تھاوٹ کی وجہ سے ایسا تھا وہ اندازہ نہ لگا پایا اور پھر خود بھی آنکھیں موند گیا۔

صبح اس کے اٹھنے سے پہلے وہ اٹھ گیا تھا، لیکن باہر واک کے لیے چلا گیا اور پاس آیا تو وہ اب تک سو رہی تھی۔

اس کے قریب آتے بیٹھا اور اس کے چہرے سے بال ہٹائے۔

"ماہ-----ماہِ کامل----"

ہمم---وہ نیند میں تھی۔

اٹھو!

ابھی نہیں مجھے اور سونا ہے وہ نیند میں بڑبڑائی تو ضوریز دوراور نے اس کی گلے سے شرٹ میں انگلی رکھتے اسے جھٹکے سے اپنی طرف کھینچا۔

وہ اس کے سینے سے لگی تو چودہ طبق روشن ہوئے آنکھیں پھاڑ کر اسے دیکھنے لگی۔

"کیا ہوا؟"

اٹھو کپڑے نکالو میرے اور ناشتہ بناؤ اس نے کہا تو وہ سنجیدگی سے اسے دیکھنے لگی۔

مجھے سونا ہے۔۔۔۔

میرے جانے کے بعد سو جانا ابھی اٹھو۔۔۔روٹین بناؤ جب میں گھر ہوں تب تم سو نہیں سکتی میرے جانے کے بعد بیشک جتنا مرضی سونا وہ اسے لمحے بہ لمحے نئے رولز بتا رہا تھا۔

وہ اٹھنے لگا اور پھر واپس جھکتے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا تو وہ برق رفتاری سے پیچھے ہوئی۔

دوبارہ یہ حرکت نہ ہو۔۔۔اس نے ہاتھ بڑھایا اور اس کے ماتھے کو ہلکا سا مسلا جو اس کے سینے سے زور سے ٹکرایا تھا۔

اٹھو شاباش! اس کا گال تھپتھپاتا وہ چلا گیا تو اسے بھی اٹھنا پڑا۔

ضوریز نے ساری رات سوچا تھا اس کے بارے میں، وہ سختی کرتا تو وہ مزید بدزن ہو جاتی اس سے۔۔۔اسے نرمی سے اپنی چاہت اور توجہ سے زیر کرنا تھا۔

اس کی الماری کھولی اور پھر جو سمجھ آیا وہ نکال دیا اور ڈریسنگ روم میں لٹکاتے خود فریش ہوتے باہر گئی جہاں وہ کچن میں تھا۔

وہ ناشتہ تیار کر چکا تھا۔۔۔۔وہیں پڑی چھوٹی سی میز پر رکھتے اس نے اپنی ہی پلیٹ میں بس ڈالا تو وہ اسے حیرانگی سے دیکھنے لگی۔

مجھے تو بھوک لگی ہے بہت۔۔۔۔کیا اس نے میرے لیے نہیں بنایا وہ سوچنے لگی۔

ضوریز نے اپنے ہاتھ کا بنا لقمہ اس کے آگے کیا تو وہ پھر سے پیچھے ہوئی لیکن اس کی گھورتی نگاہوں میں دیکھا جن سے اسے خوف آتا تھا اور پھر ہلکا سا منہ کھول لیا۔

میں اپنا بنا لوں گی دوسرے نوالے پر اس نے کہا۔

یہ تمہارا بھی ہے۔۔۔۔اس نے کہتے اس کے منہ میں دوسرا نوالہ بھی ڈالا اور پھر آہستہ آہستہ اسے اپنے ساتھ ناشتہ کروانے لگا۔

ماہ کے لیے یہ سب نیا تھا بالکل،وہ سختی میں بھی اس کی کئیر کر رہا تھا اگر اسے یہ اچھا نہیں لگا تھا تو برا بھی ہرگز نہیں لگا تھا۔

وہ رات کو اس کا بیگانہ انداز دیکھتی اب یہ کئیرنگ انداز دیکھتی حیران تھی وہ انسان ہر پل بدلا ہوا تھا۔

"جانا ہے آج تم نے؟"

"نہیں ۔۔۔۔"

ابھی کوئی نیا کیس نہیں ہے اس نے دھیرے سے کہا تو وہ چینج کرنے چلا گیا اور چیزیں لیتا واپس آیا۔

کوئی بھی آئے تو کیمرے میں دیکھنا دروازہ نہیں کھولنا اوکے؟

ہمم۔۔۔

"خدا حافظ!"

وہ کہتا باہر نکلنے لگا اور پھر باہر نکلتے اس نے وہی سے اسے آواز دی تو وہ بیزاری سے اٹھی باہر آئی۔

کل سے ہر روز مجھے باہر چھوڑنے آجانا وہ کہتا واپس آیا اور اس کے ماتھے پر بوسہ دینے لگا لیکن وہ پھر ڈر کر ایک قدم دور ہوئی تھی۔

ضوریز نے غصے سے دروازہ بند کیا اور اسے دروازے کے ساتھ لگایا تو اس کی چیخ نکلی۔

"ماہ!"

مجھے بُرا بننے پر مجبور مت کرو۔۔۔۔کیونکہ اس ضوریز دوراور کو سمجھنا تمہارے بس میں نہیں ہو گا۔

اس کی گردن پر جھکنے لگا تھا وہ جب وہ اسے دھکا دیتی ہٹا گئی۔

میں آپ کی خریدی غلام نہیں ہوں، میں کل سے سب برداشت کر رہی ہوں کہ شاید آپ سنبھل جائیں لیکن نہیں، ہیں تو مرد نا، آنا آرہی ہے بیچ میں۔

مجھے آپ کا نزدیک ہونا بے آرام کرتا ہے لہذا فاصلہ رکھیں، میں ہمیشہ کے لیے یہاں نہیں آئی ہوں اور۔۔۔۔

ضوریز نے اس کے بال پیچھے سے مٹھی میں دبوچے اور اس کا سر اونچا کیا۔

میرے سامنے آج تو یہ بکواس کر لی ہے دوبارہ مت کرنا، ڈھیل دے رہا تو حد میں رہو۔۔۔۔اور قریب آنے کی باتیں مجھے مت سکھاؤ۔۔۔

میری بیوی ہو تم، میری ملکیت میں کب چاہوں قریب آؤں گا روک سکتی ہو تو روک لینا۔

وہ جھٹکے سے اس کی کی گردن پر جھکا تھا۔۔۔ماہ نے اپنے جسم پر پہلی بار کسی مرد کا لمس محسوس کیا تھا وہ تڑپ گئی۔

ضوریز نے اس کی گردن پر دانت رکھے تو اسکے منہ سے سسکی برآمد ہوئی پھر وہیں اپنے لب رکھتا وہ پیچھے ہوا۔

اگر وہ زخم دینا جانتا تھا تو مرحم بھی رکھنا بخوبی جانتا تھا۔۔۔کاش یہ بات ماہ کامل کو جلد سمجھ آجاتی۔

لو ہو گیا قریب، تمہارے جسم،تمہاری روح پر پہلا لمس ضوریز دوراور کا مبارک ہو۔۔۔

آئی ہیٹ یو۔۔۔۔وہ آنکھوں میں آنسو لیے چلائی۔

آنسو صاف کرو۔۔۔۔اور آواز آہستہ۔۔۔۔ مجھ پر چلاؤ پوری کالونی کو مت سناؤ۔۔۔۔وہ کہتا اسے جھٹکے سے دروازے سے پیچھے کرتا باہر نکل گیا۔

تو وہ دروازے کے ساتھ بیٹھتی چلی گئی۔

میں کمزور نہیں ہوں، میں کمزور نہیں پڑوں گی تمہارے سامنے مسٹر ضوریز دوراور۔۔۔۔وہ چلائی اور اپنی گردن کو ہاتھ سے رگڑنے لگی۔

اس دن کے بعد وہ اسے ملی نہیں تھی۔۔۔۔کیونکہ عوائزہ کی بڑی بہن نے اس واقعے کے بعد اس کا باہر نکلنا بند کر دیا تھا۔

وہ آہستہ آہستہ اس میں دلچسپی لینے لگا تھا۔۔۔۔۔۔اب بھی وہ اسی بیکری میں بیٹھا تھا۔

اس لڑکے کو اس کے لوگ بھی سزا دے سکتے تھے لیکن وہ آج خود وہاں کے مالک سے ملنے آیا تھا۔

اس کے داخل ہوتے ہی پوری بیکری کے الارمز بجا کر خالی کروا دیا گیا تھا کیونکہ آج بیکری کا مالک خود موجود تھا۔

وہ اسی کی آمد کا سنتے آئے تھے ----اب پوری بیکری میں ان کا راج تھا---وارلٹ اپنے آدمیوں کے گھیرے میں بیٹھا تھا۔

"تمہیں اندازہ ہے میں کون ہوں----؟؟؟"اس نے ٹانگ پر ٹانگ چڑھاتے کہا--

اتنے لوگوں کی فوج دیکھ کر کوئی بڑے انسان ہی معلوم ہوتے ہو---بیکری والے نے عام سے انداز میں کہا۔

اور اگر میں کہوں کہ یہ علاقہ میرا ہے----تو؟

تو اس میں بھی حیرت کی بات نہیں ----کیونکہ اس سے اگلا علاقہ میرے بھائی کا ہے-----اس نے کروفر سے کہا۔

زبان کو ابھی سے لگام لگاؤ---یہ نصیحت نہیں صرف ٹپ ہے میں مفت میں پہلی بار دیا کرتا ہوں وارلٹ سیدھا ہو کر بیٹھا۔

دیکھو تم جو کوئی بھی ہو------کیا چاہتے ہو بتاؤ---نہیں تو اپنے بھائی کو بلواؤں گا میں ----

نام بتاؤ اپنے بھائی کا وارلٹ نے اپنے آدمیوں کو گن نیچے کرنے کا اشارہ کیا جو سب نے اس آدمی کے گستاخ لہجے پر اٹھالی تھیں۔

فیروز بھائی------

ہاہاہا---میرا پالتو کتا ہے وہ---ازمیر میرا شہر ہے---اور ناجانے ترکی کے کتنے چھوٹے شہر میرے پیسے پر چل رہے ہیں ----اور بتا کیا سننا چاہتا ہے وہ اب کھڑا ہو گیا تو سب الرٹ ہوئے---

وارلٹ------اس شخص نے ہتلاتے کہا---اسے اندازہ ہوا تھا کہ وہ کوئی بڑا آدمی ہے لیکن جس شخص کا نام وہ روز ہر گلی اور سڑک پر سنتا تھا وہ اس کے سامنے موجود ہو گا اسے اندازہ نہ تھا۔

اچھا لگا سن کر کے تجھ جیسے کیڑوں مکوڑوں کو میرا نام یاد ہے----تو چل مدعے پر آتے ہیں ----

یہ بیکری چاہیے مجھے-----

"یہ میرے والد کی تھی---میں کیسے ---؟"

پہلے لیگلی میں نے یہ لینا چاہی تھی قیمت ادا کر کے---اور باپ کی نہیں ہے یہ تیرے ----یہ تو نے جس انسان کی جگہ ماری ہے میرے بندے انہیں اس جگہ کی قیمت ادا کر چکے ہیں۔

چل شاباش آج رات---- صبح کا اجالا ازمیر پر پھیلنے سے پہلے یہ جگہ خالی ہو جانی چاہیے ----

سر مجھے وقت-----

بکواس نہیں -----اور ہاں----اپنے بیٹے کو بول وارلٹ کی بیسمنٹ میں سمگل ہوئی تمام نئی بندوقوں کو وہ اس پر ٹیسٹ کرے گا اگر وہ اپنی حرکتوں سے باز نہ آیا۔

وہ باہر نکلنے لگا تھا لیکن سامنے اس کے سکوٹی کو دیکھتے ہی وہ پہچان گیا تھا----

وہ دھیرے سے اندر داخل ہوئی تو دیکھا وہ دروازے پر ہی کھڑا تھا۔

اینجل۔۔۔۔تم یہاں کیسے۔۔۔؟وارلٹ کو دیکھتے وہ بھاگتی اس تک آئی تھی۔

اندر موجود تمام لوگوں کو اس لڑکی پر ترس آیا تھا۔۔۔کیونکہ وارلٹ غصے میں خود کا بھی نہیں رہتا تھا۔

آؤ۔۔۔۔

آج ہم مل کر کپ کیکس کھائیں گے اور تمہیں تو میں نے اپنی مدد کرنے کا شکریہ بھی بولنا تھا وہ اس کی طرف چمکتی آنکھوں سے دیکھتی بولی۔

ابھی نہیں ۔۔۔۔۔۔وہ سنجیدگی سے بولا اور چشمہ آنکھوں پر لگاتا باہر نکلنے لگا۔

تھما وہ تب جب اپنے فولادی ہاتھ پر اس کی مخملی انگلیوں کی پکڑ محسوس کی۔۔۔

پلیز نا۔۔۔اور میں کھلاؤ گی میرے پاس پیسے ہیں ۔۔۔۔ویسے تم بھی کم امیر نہیں ہو۔۔۔۔اس نے آنکھیں چھوٹی کرتے کہا۔

وارلٹ ان ہاتھوں کی گرفت سے خود کو آزاد نہ کروا پایا لیکن دل اس لڑکی کے آگے جھکنے پر حامی نہیں بھر رہا تھا۔

اس نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے چھڑوایا۔۔۔۔

لڑکی حد میں رہو اپنی۔۔۔۔۔وہ خود کو بمشکل کچھ سخت کہنے سے روک گیا تھا نہیں تو غصے میں تو وہ اکثر خود کو ایسی چوٹ لگا جاتا تھا جس کا زخم بھرتے مہینوں لگ جاتے تھے۔

تم تو میرے اینجل نہیں ہو۔۔۔۔۔وہ بولتی اس سے ایک قدم دور ہوئی۔۔۔۔آنکھوں کی چمک پل میں ماند پڑی تھی۔

dinle kız!

"سنو۔۔۔۔لڑکی !"

وارلٹ نے اسے بلایا لیکن وہ اسے نظر انداز کرتی اندر داخل ہو گئی تو وہ بھی اپنے بندوں کو اشارہ کرتا گاڑی کی طرف چل پڑا۔

وہ اندر جا کر بیٹھ گئی۔۔۔۔بیکری کا کام پھر سے شروع ہو گیا تھا لیکن مالک وہاں کا جا چکا تھا آج رات اسے یہ جگہ خالی کرنی تھی۔

اس نے کپ کیکس آرڈر کیے اور وہیں بیٹھ گئی۔۔۔۔اسے دو کے ساتھ ایک فری ملا تھا۔

آج فری کیوں۔۔۔۔؟وہ حیران تھی۔۔۔۔

آج اس بیکری کا یہاں آخری دن ہے اسی لیے ویٹر اسے اپنی زبان میں کہتا چلا گیا تو وہ اداس ہو گئی۔

اپنے کپ کیسک پیک کرواتی وہ اٹھی اور سکوٹی چلاتی نکل پڑی۔۔۔۔

وہ ایسی ہی تھی چھوٹی باتوں پر خوش ہونے والی اور چھوٹی سی بات کو دل سے لگا کر پہروں خاموش رہنے والی یا رونے والی لڑکی۔

وہ راستے میں تھی جب اس نے گاڑی کا ہارن سنا تو وہ سڑک سے سائیڈ پر ہو گئی۔۔۔۔اور پیچھے والی گاڑی کو راستہ دیا۔

لیکن مسلسل ہارن پر اس نے مڑ کر دیکھا وہ ان گاڑیوں کو پہچان گئی تھی۔۔۔۔رکنا نہیں چاہتی تھی لیکن رک گئی۔

وارلٹ نے اسے دیکھتے گاڑی کو رکوایا تھا۔۔۔۔ا

یہ تبدیلیاں خوش آئیند نہیں تھی اس معصوم لڑکی کے لیے اس کے گارڑز کے مطابق۔

سنو عوی۔۔۔۔۔وہ اس کے نام سے بلاتا سگریٹ کا دھواں ہوا میں چھوڑنے لگا۔

اندر آؤ۔۔۔۔اس نے حکم دیا تھا۔۔۔۔

میں کیوں اندر آؤ تم باہر آؤ۔۔۔۔ عوائزہ نے نخرے سے کہا تو وارلٹ کی گاڑیوں میں موجود تمام باڈی گارڈ نے ایک دوسرے کو صدمے سے کنگ دیکھا چونکے گاڑیوں کے مائیکرو فون سارے وارلٹ کی گاڑی کے ساتھ کنیکٹ تھے اس لیے سب سن سکتے تھے۔

جلدی اندر آؤ۔۔۔۔وہ کہتا اب کھڑکی سے دور ہوتا سیدھا ہو کر بیٹھا۔

عوائزہ اندر جانا نہیں چاہتی تھی لیکن وہ اینجل تھا اس کا اسی لیے منہ بسورتی اندر بیٹھی۔

اٹھو نکلو باہر۔۔۔۔اس نے ڈرائیور کو کہا تو وہ باہر نکل گیا۔۔۔۔۔ عوائزہ نے حیرت سے اس کا لب و لہجہ سنا۔

اینجل کیسے بدتمیزی سے بات کرتے ہو تم۔۔۔۔ جیسے کہیں کے مہاراجہ ہو یا کسی سلطنت کے بادشاہ۔۔۔۔۔اس نے آنکھیں بڑی کرتے کہا۔

وہ کیک نکالو میرا۔۔۔۔۔وہ اس کی بات کو نظر انداز کرتا بولا نظریں اب بھی اس پر نہیں تھی۔

تمہارے لیے نہیں لیا بچو۔۔۔۔۔۔تب تو تم نے بڑے نخرے دکھائے تھے۔۔۔۔اور عاوی نخرے دکھاتی ہے دیکھتی نہیں وہ بال ادا سے جھٹکتی بولی تو اس نے پہلی بار اسے دیکھا۔

جو آج آسمانی رنگ کے آدھے بازوؤں والے ٹاپ کے ساتھ جینز پہنے ہوئے تھی بال میسی جوڑے میں بندھے تھے۔۔۔۔

تمہیں نہیں لگتا تمہیں کھلے کپڑے پہننے چاہیے نا کہ یہ چست لباس جس سے تمہاری رعنائیاں واضح ہوں وہ سگار سلگاتا سخت لہجے میں بولا۔

عوائزہ تو شرمندہ ہو گئی کہ کچھ بول نہ پائی---

اپنے بیگ سے سکارف نکالا اور اپنے اوپر پھیلایا--

وہ کس حد تک بے باک تھا۔

چلو دو اب---اس نے اس کے ہاتھ سے ڈبہ لینا چاہا تو وہ ہوش میں آئی۔

خاموشی سے اسے ڈبہ دیا اور کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی جہاں سامنے ہی سمندر نظر آرہا تھا۔

وارلٹ نے ڈبے میں کپ کیکس دیکھے جو ہلکے سے پگھل گئے تھے شاید گرمی کی وجہ سے----اس نے اندر پلاسٹک کا چمچ دیکھا جس پر چاکلیٹ لگی تھی یعنی وہ اس کا جوٹھا تھا۔

اس نے وہ چمچ اٹھایا اور وہاں لگی چاکلیٹ کو دیکھا پھر اسی چمچ میں کیک بھرا، ہونٹوں کے پاس لایا اور پھر پراسرار سا مسکرایا اور چمچ منہ میں ڈال گیا۔

یہ وارلٹ دی گریٹ کی زندگی سے منسلک اسے جاننے والا کوئی دیکھتا تو حیرت سے دس بار مر چکا ہوتا---

اینجل تم نے میرا جھوٹھا ہی کھا لیا۔۔۔۔؟اچھا ایک لے لو اب اگر تمہارا دل چاہ رہا ہے تو۔۔۔۔۔

وارلٹ خاموشی سے کھانے لگا۔۔۔اور پھر وہ ایک کی بجائے دوسرا اور پھر تیسرا بھی کھانا شروع ہو گیا تھا۔

اینجلللل۔۔۔۔۔وہ چیخی۔۔۔۔۔۔

وارلٹ نے ایک ناگوار نظر اس پر ڈالی تو وہ جھجکی۔۔۔۔۔

یہ میں نے اپنے لئے لیے تھے۔۔۔آج آپی جان نے اتنی مشکل سے پیسے دیے تھے اور تم سب کھا گئے۔۔۔اور اب وہ دکان بھی نہیں کھلے گی۔۔۔اس کی آنکھیں پل میں نم ہوئی۔۔۔۔

پاگل ہے یہ لڑکی۔۔۔اسپیکر پر آواز گونجی۔۔۔۔شاید کسی گارڈ کے منہ سے نکلا تھا جو ان کو سن سکتے تھے۔

وارلٹ کے ماتھے پر سلوٹیں بکھری ۔۔۔۔۔اس نے مائکرو فون بند کیا اور اس کو دیکھا جو سر جھکائے ہوئے تھی۔

پیسے لے لو مجھ سے۔۔۔۔۔۔وارلٹ نے کہا۔۔۔۔

ام ہمم۔۔۔۔کوئی بات نہیں ۔۔۔۔اس نے سر جھکائے ہی کہا۔

سر اونچا کرو۔۔۔۔وہ سنجیدگی سے بولا تو عوائزہ نے جھٹکے سے سر اٹھایا۔

تمہارا سر مجھے کبھی جھکا نہ ملے۔۔۔۔مجھے دیکھ کر بات کیا کرو۔۔۔۔وہ کہہ گیا تھا نا چاہتے ہوئے بھی۔

اینجل۔۔۔۔ تم تو اتنے امیر ہو۔۔۔۔کیا میں تم سے کچھ مانگو۔۔۔۔۔؟؟اس نے آنکھیں پٹپٹاتے امید سے کہا۔

وارلٹ کے دل میں دور کہیں ہلچل ہوئی تھی۔۔۔۔

بولو۔۔۔۔لیکن دو سیکنڈ میں وقت نہیں ہے زیادہ میرے پاس۔۔۔۔

سارا دن وہ وہاں بور ہوئی تھی نہ کہیں گئی تھی اور نہ کوئی آیا تھا۔

اس نے عالیان کو فون کیا تھا لیکن اس نے نہیں اٹھایا تھا، اب وہ وہاں بیٹھی کسی نئے کیس پر کام کر رہی تھی۔

اس کو بہت سے کیس کی ڈیمانڈ آئی تھی کہ وہ لڑے، ابھی وہ ان سب کو دیکھ رہی تھی جس پر سارا دن لگ گیا تھا۔

اپنے فون پر بیل آتے دیکھ اس نے جھٹکے سے اٹھایا عالیان کی کال کے گمان پر لیکن فون ضوریز کا تھا۔

جی؟

سامان بھیجا ہے دروازہ کھول دینا، گارڈ آرہا ہے آدھا میرے پاس ہے---

اوکے!

اور پھر وہ گیٹ کھولنے گئی، گارڈ نے کئی شاپر لا کر رکھے تھے جسے وہ باری باری اٹھاتی اندر چلی گئی۔

آخری شاپر اٹھا رہی تھی جب وہ سامنے سے آیا اسے جھکے دیکھ اس نے گارڈ کو دیکھا جو واپس آرہا تھا۔

اس کی ماتھے کی رگیں ابھری---وہ اندر جا چکی تھی اس نے سامان اندر رکھا۔

ماہ-----

ماہ---تیز آواز میں آوازیں دینے لگا، وہ جو کچن میں سامان نکال رہی تھی فوراً باہر آئی۔

ضوریز نے اسے شعلہ بار نگاہوں سے دیکھا جو ابھی بھی سلیپنگ ڈریس میں تھی بے بی پنک کلر کی کھلی سے شرٹ جس کا گلہ ہلکا سا گہرا جو جھکنے پر بیشک زیادہ گہرا لگتا تھا۔

وہ تن فن کرتا اس کے قریب آیا اور اس کی شرٹ کو پکڑ کر کھینچا---

کیا بدتمیزی ہے---وہ چیخی----

بدتمیزی میں کر رہا ہوں---تمہیں خیال ہے کچھ، اپنی نہیں تو میری عزت کا خیال کرو، تم گھر میں جو چاہے پہنو لیکن باہر نکلتے وقت تھوڑا دھیان رکھو۔

باہر کہاں نکلی ہوں میں؟ وہ حیران تھی اسے غصہ کیوں آرہا تھا۔

رکو---اس نے اپنی پاکٹ سے پین نکالا اور زمین پر پھینکا----

پکڑو---

ماہ نے اسے حیرانی سے دیکھا اور نیچے جھک کر پین اٹھانے لگی۔۔۔۔ضوریز نیچے بیٹھا۔

حلیہ درست رکھنا آئندہ سے۔۔۔۔وہ بولو تو وہ ٹھٹھک گئی اور پھر شرمندہ ہوتی کھڑی ہوئی۔

آپ ٹیپیکل مرد ہیں ۔۔۔یہ پاکستان نہیں ترکی ہے، یہاں یہ سب عام ہے اس نے احتجاج کیا۔

مجھے کوئی شرمندگی نہیں ٹیپیکل مرد ہونے میں، اور پاکستان ہو ترکی ہو یا لندن ہمیں اپنے دائرے پتا ہونے چاہیے میں ایک ہی بات دوبارہ دہرانے کا عادی نہیں ہوں خیال رکھنا۔

افففف۔۔۔۔عالیان نے اسے کبھی نہیں روکا تھا کچھ بھی کرنے سے کچھ بھی پہننے سے لیکن یہاں ایک ہی دن میں وہ اس پر ہزار پابندیاں لگا گیا تھا۔

آجاؤ۔۔۔

کھانا بنائیں وہ چینج کر کے آیا تھکا تھا اسے بھی کہہ سکتا تھا لیکن رشتے میں برابری کا قائل تھا وہ۔

وہ دیکھ چکا تھا اندر اس کی فائیلز بکھری یعنی وہ بھی کام کر رہی تھی۔

مجھے نہیں بنانا باہر سے لے آئیں۔۔۔۔وہ کہتی اندر جانے لگی۔

واپس آؤ۔۔۔فورا باہر کا کھانا بہت کھا لیا ہے میں نے اب گھر کا ہی کھانا ہے اور مدد کر رہا ہوں تمہاری جلدی آؤ۔۔۔۔اس نے کہا تو وہ پیر پٹختی اندر داخل ہوئی۔

چکن پر مصالحہ اس نے لگائے تھے اور پھر ضوریز کو دیکھا جس نے کبھی فرائی نہیں کیا تھا لیکن اب کرنا تھا۔

اس نے جھٹکے سے ایک پیس اندر رکھا اور گھی اچھل کر اس کے ہاتھ کی پشت پر پڑا تھا۔

وہ جو اسے دیکھ رہا تھا، اس نے ایک بھی قدم آگے نہیں بڑھایا تھا شاید اسے فرق ہی نا پڑا تھا اس کی تکلیف سے اس نے بھاری دل سے ہاتھ نل کے نیچے رکھا۔

اور باقی کے آرام سے ڈالے۔۔۔۔اس نے آگے بڑھ کر اس سے نہیں تھامے تھے۔۔۔۔۔

شاید کوئی اور عورت اس کی جگہ ہوتی تو اپنے شوہر کے لیے آگے ضرور بڑھتی۔۔۔۔۔وہ خاموش ہو گیا تھا۔

وہ اس رشتے کو نبھا پائے گا؟ پہلی بار اس کے زہن میں یہ سوال ابھرا تھا۔

وہ جو دھنیا کاٹ رہی تھی ہلکا سا کٹ لگا تو منہ سے سسکاری برآمد ہوئی وہ فوراً سے اس کے پاس گیا اور اس کی انگلی دیکھی۔

یہ میں کر لوں گا تم اس پر پینڈیج لگا کر آؤ۔۔۔اس نے مصروف سے انداز میں کہا تو وہ شرمندگی کی گہرائیوں میں ڈوب گئی۔

وہ اس کے ہاتھ جلنے پر بھی آگے نہیں بڑھی تھی اور وہ اس کے ہلکے سے کٹ پر دوڑا تھا اس کی طرف۔

وہ نادم سی چلی گئی اور پھر باہر نہ آئی۔۔۔ عجیب سے احساسات ہو رہے تھے اس کے۔

آجاؤ---کھانا لگا دیا ہے میں نے---

مجھے بھوک نہیں ہے آپ کھا لیں اس نے فائلز سے سر اٹھائے بنا کہا۔

تو وہ خاموشی سے چلا گیا ور پھر دس منٹ بعد واپس آیا ٹرے لے کر---

اس کے سامنے کرسی رکھ کر ٹرے گود میں رکھی اور پہلا لقمہ بناتے اس کے آگے کیا۔

بھوک نہیں -----

کھانے کو نہ نہیں کرتے اس نے سنجیدگی سے کہا تو اس نے منہ کھول لیا۔

"میں کھا لیتی ہوں----"

ام ہم---تم کام کرو میں کھلا تو رہا ہوں---اور جلدی کرو ختم سب مووی دیکھیں گے آج---اس نے کہا تو وہ خاموشی سے کام کرتی اس کے ہاتھ سے کھانا کھانے لگی۔

وہ برتن رکھ کر آیا اور چینج کر کے مووی لگانے لگا وہ اب تک فائیلز میں سر دیے بیٹھی تھی۔

بند کرو اسے باقی کل کر لینا---

ابھی رہتا ہے ---

ماہ---رکھو ان کو---اس نے حتمی لہجے میں کہا تو اس نے بند کیا اور وہیں بیٹھی رہی۔

وہ لائیٹ اوف کرتا واپس آیا، وہ ہارر مووی تھی کوئی جو وہ تجسس سے دیکھنے لگی۔

آدھی مووی کے دوران اسے بالوں کی چبھن اپنی گردن پر محسوس ہوئی تو اس نے دھیان دیا وہ اس کے گردن میں منہ دیے ہوئے تھا۔

"آپ---"

ضوریز اس کی توجہ ہی تو اپنی طرف کروانا چاہتا تھا اپنی آنکھیں اٹھا کر اسے دیکھا اور اس کے بال کان کے پیچھے اڑسے۔

کیا کیا پسند ہے تمہیں؟ واپس اس کے کندھے پر سر رکھتے اس کا ہاتھ تھاما۔

ماہ نے فوراً اپنا ہاتھ چھڑوایا اور تھوڑا دور ہونا چاہا اور ہو بھی گئی لیکن نگاہیں جیسے ہی ضوریز سے ٹکرائیں ڈر گئی۔

اگر نہیں چاہتی ہو کہ میں کچھ برا کروں تو واپس آؤ۔۔۔اس نے خطرناک تیور لیے کہا، اسے سب سے ناگوار اس کا خود سے دور جانا لگتا تھا۔

وہ ڈرتے واپس آئی تو ضوریز نے جھٹکے سے اپنے ٹانگیں سیدھی کیں اور اسے اپنی گود میں بٹھایا۔

اس کی آواز بند ہوئی تھی جیسے۔۔۔۔

کیا چاہتی ہو ماہ؟ میرا قریب آنا کیوں برا لگتا ہے تمہیں؟ وہ آہستہ سے اس کے بالوں کو انگلی پر لپیٹتا بولا۔۔

میں ابھی ان سب کے لیے تیار۔۔۔۔

تیار کرو خود کو۔۔۔کیونکہ یہی زندگی ہے اور مستقبل بھی۔۔۔۔اس نے بہت کچھ اسے باور کروانا چاہا تھا۔

مجھے نیند آرہی ہے!

سو جاؤ اسے اپنے سینے کے ساتھ لگاتے کہا تو وہ بے بس ہوئی----

اور پھر خاموش رہی وہ ناجانے اسے کیا کیا بتا رہا تھا شاید اپنی آج کے سارے دن کی روداد سنا رہا تھا لیکن وہ تو اپنے ہی خیالوں میں تھی۔

اور پھر اپنی قمر پر اس کی رینگتی انگلیوں کا لمس محسوس کرتے وہ ہلکا سا پیچھے ہوئی وہ خمار آلود آنکھوں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

ضوریز نے اسے دیکھا جو بکھرے بالوں کے ساتھ اس کے سینے سے سر اٹھا کر اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

کمرے میں صرف ٹی وی کی روشنی تھی اور ان دونوں کی دھڑکنوں کا شور، محرم رشتہ اور بچپن کی محبت۔

وہ اس کے چہرے کو اپنے ہاتھوں کے ہالے میں تھام کر اس پر جھکا اور اس کے لبوں پر اپنے لب رکھے۔

وہ جو اسے سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی اپنے لبوں پر اس کا لمس محسوس کرتے ہی اسے جھٹکے سے پیچھے کیا اور پھر ---

"چٹاخ!"

ضوریز نے بے یقینی سے اسے دیکھا، وہ خود بھی خوفزدہ ہو گئی تھی یہ سب کیا کیا تھا اس نے۔

ضوریز کی آنکھیں ضبط کی شدت سے سرخ پر گئی اور دماغ کی رگیں ابھری۔

اس نے جھٹکے سے اسے بستر پر دھکا دیا اور اس کے اوپر جھکا۔

میں تمہیں ڈھیل دے رہا تھا کیونکہ یہ رشتہ میں دل سے نبھانا چاہتا تھا لیکن نہیں تم جیسی عورتیں ان سب کے قابل نہیں ہیں وہ جھکا اس کی سانس بند کر گیا تھا۔

وہ پہلا لمس جس میں عقیدت تھی اس لمس میں صرف جنون تھا۔۔۔

ضاررر۔۔۔وہ چیخی لیکن وہ اس کے کندھے سے شرٹ کھسکھاتا وہاں اپنے دانت رکھ گیا۔

اس کے رونے کی آواز کو سنتا وہ اٹھا اور اپنی شرٹ اتار کر اس کے منہ پر ماری تو اس کے رونے میں اور تیزی آئی۔

اب مجھ سے کسی نرمی کی امید مت رکھنا ماہِ کامل وہ اس کے منہ پر شرٹ مارتے ٹھاہ کی آواز سے دروازہ بند کرتا باہر نکل گیا۔

اس نے بہت مشکل سے اپنے جنون کو قید کیا تھا، نہیں تو آج وہ ہر حد پار کر جاتا اس لڑکی پر واضح کر دیتا کہ وہ اسکا شوہر ہے لیکن نہیں وہ رشتوں میں زبردستی کا قائل نہیں تھا۔

ماہ ضوریز دوراور۔۔۔اب میری قریب کے لیے تڑپو گی تم اور تم خود آؤ گی میرے پاس۔۔۔وہ باہر بیٹھا ناجانے کتنے سگریٹ پھونک چکا تھا جو اس نے دو دن پہلے ہی خریدا تھا۔

اس نے کبھی ایسی حرکت نہ کی تھی ترکی جیسے شہر میں رہتے ہوئے بھی لیکن وہ لڑکی اسے پل پل دھتکارتی رسوا کرنے کے در پر تھی۔

ام ہممم۔۔

وقت نہیں ہے میرے پاس۔۔۔کپ کیکس کھانا کا وقت تھا وہ بڑبڑائی لیکن وہ سن چکا تھا اور اوپر دیکھا جہاں اس کی خطرناک نگاہیں اسی پر تھیں۔

اینجل کیسے تم کہہ رہے ہو کہ میں تمہیں دیکھ کر بات کیا کرو ویسے میں کہہ رہی ہوں تم مجھے دیکھ کر کبھی بات نہ کرنا تمہاری آنکھیں بے حد خطرناک ہیں اس نے بولا تو وہ واقعی نگاہیں موڑ گیا۔

بولو لڑکی۔۔۔ایک سیکنڈ ہے تمہارے پاس۔۔۔۔

اینجل تم تو اتنے امیر ہو تم وہ بیکری خرید لو۔۔۔اسے تم چلاؤ۔۔۔مطلب اپنے آدمیوں سے۔۔۔پلیززززز۔۔۔۔وہ یہاں کی میری سب سے پسندیدہ جگہ ہے۔۔۔۔۔وہ پوری اس کی طرف گھوم کر اب اس سے درخواست کرنے لگی تھی۔

یہ ممکن نہیں ۔۔۔۔۔۔۔

پلیز نا۔۔۔اینجل۔۔۔۔اس کے بدلے میں تمہیں کچھ بھی دوں گی۔۔۔۔۔۔۔

"کچھ بھی۔۔۔۔۔۔؟"

ہاں۔۔۔۔وہ زور و شور سے سر ہلانے لگی۔۔۔۔۔

ایک رات۔۔۔۔ایک رات میرے نام کرو وہ کچھ سوچتا شیطانی مسکراہٹ لیے بولا۔

ناں۔۔۔اس نے تیزی سے سر ہلایا۔۔۔شام کے سات بجے کے بعد مجھے گھر سے نکلنے کی اجازت نہیں رات نہیں لیکن دن تمہارے ساتھ گزار سکتی ہو۔۔۔۔

وہ بنا اس کی بات کا مطلب سمجھے اپنی ہی ہانکے گئی تھی۔۔۔۔وہ واقع معصوم تھی کہ اس کا پراسراریت سے بھرا ارادہ نہ سمجھ ہائی۔۔۔۔

کس دن۔۔۔۔۔۔

ہفتہ۔۔۔۔؟

نہیں!

اوکے اتوار۔۔۔۔۔

ہمممم۔۔۔۔۔۔

تم سچ میں وہ بیکری خرید لو گے نا۔۔۔؟

ہمممم۔۔۔۔

اور ایک اور بات تم سب کپ کیسک کی قیمت کو کم کر دینا۔۔۔اتنے پیسے مجھ سے نہیں دیے جاتے اور پہلے دن فری میں دینا۔۔۔۔۔وہ سب سوچتی اسے بتا رہی تھی۔

وارلٹ نے چمچ پر لگی اپنی جھوٹی چاکلیٹ دیکھی اور اپنا وہی جھوٹھا چمچ اس کے آگے کیا۔

کھاؤ۔۔۔۔۔۔!اس نے عوائزہ کے ہاتھ میں پکڑایا۔

عاوی کسی کا جھوٹھا نہیں کھاتی لیکن تم تو اینجل ہو نا میرے وہ کہتی اس کا جوٹھا چمچ منہ میں ڈال گئی تو وہ مسکرایا۔۔۔۔

تم کتنا پیارا مسکراتے ہو اینجل۔۔۔۔وہ کہتی اس کے سامنے آئی اور اس کے گال پر پڑتے گڑھے پر ہونٹ رکھ رکھ دیے وہ وہیں تھم گیا۔۔۔۔

اٹھو اور جاؤ۔۔۔ہوش میں آتے ہی اس نے تیزی سے منہ پھیرتے اسے کہا۔۔۔

افففف-------ظالم------وہ کہتی اتر گئی اور بنا مڑ کر ایک بھی نظر اسے دیکھتے چلی گئی۔

وہ کئی لمحے وہیں بیٹھا رہا---- عوی وارلٹ------وہ قہقہ لگا گیا------

----

اب وہ سری لنکا کسی کام کے سلسلہ میں تھا---اسے خبر ہو گئی کہ بیکری کا سامان شفٹ کر لیا گیا ہے۔

مجھے دو دن میں وہاں ایک نئی بیکری چاہیے-----

ایک شاندار جس کے سامنے ترکی کی ہر بیکری کی چمک ماند پڑے---- اس کا نام کل تمام ترکی کے بل بورڈز پر مجھے نظر آئے----

"Allure of warlet"

(وارلٹ کی کشش) اور جیسا اس نے کہا تھا ویسا ہی ہوا تھا---کام مکمل تھا سارا لیکن اس کا سری لنکا میں کام زیادہ ہو گیا تھا۔

وہ جو وہاں گولف کلب بنانا چاہتا تھا اس لڑکی کی خود سے کی ڈیمانڈ پر یہ ارادہ ترک کر گیا تھا۔

ہفتہ اور پھر دو ہفتے تین ہفتوں اور تین دن بعد وہ واپس آیا تھا۔۔۔۔

سیاہ عمارت میں داخل ہوتے بھی اس کا دل مطمئن نہ ہوا تھا اور ایسا پہلی بار ہوا تھا۔۔۔۔۔

اس نے سگریٹ پر سگریٹ پھونک ڈالا تھا۔۔۔۔لیکن اسے سکون نہ ملا تھا۔۔۔۔

اور پھر پل میں خیال آتے وہ سڑک پر نکل آیا۔۔۔۔۔۔۔۔وہ جانتے ہوئے بھی نہیں جانتا تھا کہ کہاں جا رہا ہے۔

پندرہ منٹ کے پیدل سفر کے بعد آج وہ اکیلا ایک گھر کے سامنے کھڑا تھا۔۔۔۔۔گارڈ کو اچھے سے اپنی پہچان بتائی۔۔۔۔

پہچان کے ساتھ ڈرایا بھی کہ اسے اندر جانے دیا جائے ہر بار اور یہ بات کسی کو کبھی پتا نہیں چلنی چاہیے۔۔۔

یہی وجہ تھی کہ اب وہ اس وجود کے کمرے میں موجود تھا جس کا پورا وجود کمفرٹر میں چھپا تھا۔

وہ قدم قدم چلتا اس کے پاس آیا۔۔۔۔پھر دل کے ہاتھوں مجبور ہوتا اس کے پاس بستر پر بیٹھا اور کمفرٹر اس کے چہرے سے ہٹایا۔

اور جو سکوں اسے سیاہ عمارت میں نہیں ملا تھا وہ پل میں ملا تو اسے خود پر طیش آیا۔۔۔۔۔اس سکون کے لیے وہ کب سے ترس رہا تھا۔

وہ سلیولس شرٹ میں بال بکھیرے سو رہی تھی۔۔۔۔

وارلٹ نے اس کے بازو پر لکیر کھینچی تو اسے اندازہ ہوا وہ وجود نیند کا کتنا پکا ہے۔

پھر اس کے بازو پر ہاتھ پھیرتے اس نے یک دم آنکھیں بند کی اور گہرا سانس بھرا۔

پھر جھکا اور اپنے ہونٹ اس کے بازو پر رکھ گیا۔۔۔۔اب وہ اس کی گردن پر لکیریں کھینچنے لگا۔۔۔۔۔

نیند میں سوئے وجود نے اس کا ہاتھ جھٹکا تھا نیند میں ہی لیکن وہ کافی ڈھیٹ ثابت ہوا تھا۔

اس وجود پر وارلٹ کی مہر لگ گئی ہے الیور(کشش) یہ وجود اب وارلٹ کا ہے-----کیونکہ تم والٹ کی خواہش بن گئی ہو۔

اس دنیا میں کوئی ایسی چیز نہیں جس کی تمنا ان تیس سالوں میں کی ہو لیکن یہ تمہارا وجود ہے جس کی تمنا جاگ گئی ہے سینے میں۔

"sen benim arzumsun ama sadece değil"

You are my desire but not only!!!

وہ کہتا واپس اس کے بازو پر جھکا اور ہلکا سا وہاں دانتوں کا زور بڑھایا اور اس سے پہلے وہ جاگتی وہ غائب ہو گیا۔

عوائزہ نے نیند میں جھولتے اپنے بازو پر ہاتھ پھیرا تھا جہاں اسے ہلکسا سا درد ہوا تھا لیکن پھر وہ سو گئی۔

یہ جانے بنا کہ اس کے وجود پر وارلٹ دی گریٹ بیسٹ اپنی مہر لگا گیا ہے۔

اس نے واپس جاتے سکون سے شاور لیا اور اپنے بستر پر بیٹھ کر کام کرنے لگا----اب مطمئن تھا وہ جیسے دنیا فتح کر لی ہو۔

اس نے لڑکیوں کا برینڈ کھولا اور وہاں سے کئی اپنی پسند کے کپڑے آرڈر کر دیے۔۔۔۔۔وہ ایسا کرتا پاگل معلوم ہوتا تھا لیکن وہ وارلٹ تھا سب اپنے حساب سے کرنے والا۔

تم تو نشہ ہو۔۔۔۔اور یہ واحد نشہ ہے الیور جو وارلٹ کو پسند آیا ہے۔۔۔۔۔اس نے اسے سوچتے خود سے کہا۔

دل کی دھڑکن پر
کہرام مچا ہے پہلی بار
شاید کسی نے دل کے
دروازے کو کھٹکھٹایا ہے پہلی بار
وحشتوں میں جیتے سکون
محسوس کیا ہے پہلی بار
شاید کوئی وجود پہنچا
رہا ہے دل کو تسکین پہلی بار

اس سیاہ عمارت کو رنگیں
دیکھنے کی تمنا نہیں کی

لیکن اب لگتا ہے ہر اینٹ
پر چڑھے گا رنگ پہلی بار

اس خافناکی کو ایک
وہی ہے جو ختم کر سکتی ہے

یعنی صنفِ نازک نے
کیا ہے گھر پہلی بار

اس کا نام لینے کا
حق بھی اب کسی کو نہیں

میں ہر نئے نام سے اسے بلاؤ گا ہر بار

از قلم سُنیہا رؤف۔

اس نے اس کی ہر خبر رکھی تھی وہ کیا کرتی ہے کہاں جاتی ہے۔۔۔۔۔ لیکن ازمیر اور ترکی سے فراموش نہیں ہوا تھا وہ، اس کے لیے سب سے اوپر اب بھی اپنی پاور تھی کچھ اور نہیں۔

یہ سائٹ کس کی ہے۔۔۔؟ اس نے اپنے بندے سے پوچھا۔۔۔

سر یہ کسی عورت نے خریدی ہے ابھی حال ہی میں ۔۔۔۔۔ رومان نے فوراً سے جواب دیا۔

خرید لو اس کو۔۔۔اس نے آنکھوں سے چشمہ ہٹاتے کہا۔۔۔

سر وہ یہ عورت۔۔۔۔رومان نے کچھ کہنا چاہا۔۔۔

ڈبل قیمت بھی مانگتی ہے تو دو۔۔۔۔۔ لیکن اس جگہ میرا کلب بنے گا۔۔۔۔اس نے پرسوچ نگاہ وہاں دور تک جاتی زمین پر ڈالی۔

اوکے سر۔۔۔رومان نے تابعداری سے کہا۔

جو اسے پسند آتا تھا وہ خرید لیتا تھا بنا کسی کا حق مارے۔۔

وہ اندر پڑی کتنی دیر تک سسکتی رہی۔۔۔۔اسے ہاتھ نہیں اٹھانا چاہیے تھا۔۔۔لیکن اگر آج وہ اپنا حق لینے پر آ جاتا یہ سوچتے ہی وہ کانپنے لگی تھی۔

میں معافی مانگ لوں گی۔۔۔۔جو بھی تھا وہ ہاتھ نہیں اٹھانا چاہتی تھی، ناچاہتے ہوئے بھی لیکن وہ اس کا شوہر تھا وہ حق رکھتا تھا اس پر وہ چاہتا تو پہلے روز ہی اپنا حق اس سے لے لیتا یا ابھی بھی لیکن اس نے ایسا نہیں کیا تھا۔

وہ ہمت کرتے اٹھی اور باہر نکلی۔۔۔۔رات کے ڈھائی بج رہے تھے وہ باہر صوفے پر لیٹا تھا۔

وہ قریب آئی اور دیکھنے کی کوشش کرنے لگی کہ وہ سویا ہے یا نہیں لیکن اس نے حرکت نہ کی۔

تو اس نے اے سی کی اسپیڈ لو کی اور اندر سے اس کا بلینکٹ لا کر اس کے اوپر اوڑھا۔

ان سب ڈراموں کی صورت نہیں ہے۔۔۔۔اس نے بلینکٹ اتار کر زمین پر پھینکتے جیسے اس بلینکٹ کے ساتھ اس کی اوقات یاد کروائی تھی اسے۔

یہ---وہ----

"میں--معاف---ی---"

میری نظروں سے دور ہو جاؤ---تمہاری آواز تو دور شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتا میں---اور ہاں اپنے آپ کو آنے والے دنوں کے لیے تیار کر لو---آج کیا کہا تھا تم نے ٹپیکل مرد---ہاں ٹپیکل مرد بن کر دکھاؤ گا میں تمہیں اب سے----میں دیکھتا ہوں تم کیسے کوئی کیس لڑتی ہو اس گھر سے قدم بھی باہر نکالا تو میں زندگی حرام کر دوں گا تم پر---وہ چیخ رہا تھا وہ ڈر پر اندر بھاگ گئی۔ اپنے پیچھے اس نے چھناکے کی آواز سنی تھی---اس کا غصہ برداشت کرنے کی سکت نہ وہ پاتی تھی خود میں----

اب میں کیا کروں---وہ روتی یہاں سے وہاں چکر کاٹنے۔لگی--

میں کیس تو لڑوں گی---یہ کون ہوتا ہے مجھے روکنے والا---وہ اب تک اڑی تھی----ویسا ہی سوچ رہی تھی۔

اس نے فون اٹھاتے نمبر ملایا جو پہلی بیل پر اٹھا لیا گیا۔

"واپس کب آرہے ہو۔۔۔؟؟؟؟"

ڈارلنگ۔۔۔ جلد ہی۔۔۔ بولو ہوا کیا ہے؟

بس جلدی پہنچو۔۔۔! وہ کہتی فون کاٹ گئی۔۔۔۔

میں نہیں رہوں گی اس کے ساتھ، یہ مجھے مار دے گا مجھے خوف آتا ہے اس سے

وہ شل ٹانگوں سے بستر پر گری اور وہیں سو گئی اور وہ باہر ساری رات جاگا رہا تھا۔

جتنی ڈھیل وہ دے سکتا تھا دے دی تھی، اس کی آواز اسے باہر تک سنائی دی

تھیں اور جس سے وہ بات کر رہی تھی وہ جانتا تھا۔

ماہ میڈیم اتنی جلدی نہیں! تمہیں تڑپا نہیں دیا تو میرا نام بھی ضوریز دوراور نہیں وہ

صبح ہونے کا انتظار کرنے لگا۔

وہ صبح دس کے قریب اٹھی۔۔۔۔۔ سر تیزی سے گھوم رہا تھا۔۔۔رونے کے بعد

اکثر اس کا سر ایسے ہی دکھتا تھا۔

اس نے یہاں وہاں دیکھا چیزیں بکھری تھی کافی۔۔۔۔جس کا مطلب تھا وہ جا چکا

تھا۔۔۔۔

وہ باہر نکلی تو باہر بھی چیزیں بکھری تھی---اس نے کوفت سے یہاں وہاں دیکھا اور اس امید سے کچن میں گئی کہ شاید وہ ناشتہ اس کا بنا کر گیا ہو۔

لیکن کچن صاف تھا شاید وہ خود بھی ناشتہ نہیں کر کے گیا تھا----اس نے انڈا بریڈ بنائی اور کھا کر باہر نکل گئی۔

یہ بکھرا سامان اسے کوفت کا شکار کر رہا تھا---لیکن اٹھانے کا وہ ارادہ نہیں رکھتی تھی جس نے بکھیرا تھا وہی سمیٹتا۔

وہ اندر گئی اور ہلکا سا تیار ہو کر آئی وہ اپنی دوست سے ملنے اور کچھ کھلے ماحول میں جانے کا ارادہ رکھتی تھی۔

لیکن جیسے ہی اس نے مین ڈور کا دروازہ کھولنا چاہا تو وہ لوک تھا اس نے کوشش کی لیکن پھر احساس ہوا کہ دروازہ باہر سے لاک کیا گیا ہے۔

اسے شدید غصہ آیا-----وہ اسے گھر میں بند کر کے گیا تھا---

اس نے فون اٹھایا اور نمبر ملایا---لیکن نیٹ ورج بھی نہیں تھا وہ بالکونی میں بھی گئی دو دن سے پورے سگنل آرہے تھے-----

آہ۔۔۔۔۔۔۔ضوریز دوراور ۔۔۔۔اسے نہیں پتا تھا وہ یہ سب کرے گا وہ اسے لاک کرتا نیٹ ورک بھی کاٹ گیا تھا۔

اس نے جوتے اتار کر زمین پر پھینکے اور پھر بیڈ کی شیٹ بھی۔۔۔۔۔

آہہہہ۔۔۔تم نے زندگی عذاب کر دی ہے میری۔۔۔۔وہ چلائی اور پھر ٹی وی لگا کر بیٹھ گئی۔۔۔۔صفائی تو کبھی نہ کرتی کھانا تو دور کی بات تھی۔

وہ شام کو سات پر واپس آیا۔۔۔اس کی توقع کے عین مطابق گھر ویسے ہی گندا تھا۔۔۔وہ تن فن کرتا اندر آیا اور ٹی وی کا سوئچ اتارا۔

مجھے باہر جانا ہے وہ تیزی سے اس کے نزدیک آئی۔

چائے بناؤ۔۔۔تفصیل سے بات کریں گے۔۔۔

نوکرانی نہیں ہوں میں ۔۔۔۔۔مجھے باہر جانا ہے بس۔۔۔چابی دو۔۔۔۔وہ چلائی۔۔۔۔

آواز آہستہ رکھو۔۔۔میرا طریقہ یقیناً تمہیں ناگوار گزرے گا۔ ۔۔۔

تم---تم اپنے آپ کو کیا سمجھتے ہو میں زرخیز غلام نہیں ہوں مجھے رہا کرو----اس بے نام رشتے سے وہ اس کا گریبان پکڑتی چلائی۔

ضوریز نے جھٹکے سے اسے دھکا دیتے دور کیا----

آج ہاتھ ڈال لیا ہے آئیندہ ہمت نہ کرنا----وہ کہتا واش روم میں بند ہو گیا وہ وہیں بیڈ پر اوندھے منہ پڑی رونے لگی۔

پھر ضوریز نے زبردستی اس سے کھانا بنوایا تھا----اب وہ سو گئی تو وہ کام کرنے لگا تھا۔

دن ایسے ہی بے ضرر سے گزر رہے تھے----ضوریز اپنا کام اس سے ہی کرواتا تھا، وہ ان دنوں میں ایک ہی روٹین سے تنگ آگئی تھی۔

ایسی زندگی تو نہیں سوچتی تھی میں نے----وہ سسکنے لگی----

وہ اندر آیا تو اس نے ماہ کو روتے دیکھا----دل ڈوب سا گیا ایسا تو نہیں چاہتا تھا وہ----

وہ واش روم میں بند ہو گیا۔۔۔اور گھنٹہ شاور کے نیچے کھڑا رہا۔

ماہ نے یہاں وہاں دیکھا ۔۔۔اسے کچھ کرنا تھا اس قید سے نکلنا تھا۔۔۔

اس نے سامنے پڑی پھلوں کی باسکٹ میں چھری دیکھی اور پھر دروازے کو دیکھا۔۔۔۔اب اس کے باہر آنے کا انتظار تھا اسے۔

جب اسے محسوس ہوا کہ شاور بند ہو گیا اس کے تھوڑی دیر بعد دروازے کا ہینڈل گھوما اس نے چھری کو اپنی کلائی پر رکھا اور دباؤ بڑھایا۔

وہ جو باہر نکلا تھا سیدھی نظر اس سے جا ٹکرائی۔۔۔وہ دوڑاتا اس کے پاس آیا تھا۔

اس کے ہاتھ سے چھری لے کر پھینکی اور اسے دیکھا۔

ماہ۔۔۔ تم پاگل ہو؟

یہ کیا کرنے لگی تھی؟

مرنے لگی تھی۔۔۔اس قید میں ویسے بھی ایک دن مر جاؤں گی میں، تم کہتے ہو تمہیں مجھ سے محبت ہے، یہ محبت ہے اسے تم محبت کا نام دیتے ہو، یہ تمہاری

انا ہے مجھے نیچا دکھانے کی، مجھے اپنے آگے جھکانے کی وہ چیخ رہی تھی وہ سن کھڑا رہا۔

تمہارے لیے محبت تو پہلے ہی کہیں جا سوئی تھی تب جب تم نے مجھ سے اس رشتے سے بے وفائی کی تھی لیکن آج----

آج--!

عزت بھی نہیں رہی میرے دل میں تمہاری----

پتا ہے ماہ---مجھے لگا تھا میں بدل دوں گا تمہیں، محبت سے کوشش کی پھر غصے سے لیکن نہیں کچھ لوگ پتھر دل ہوتے ہیں اور کچھ پتھر تا حیات موم نہیں ہوا کرتے----

یہ انا لگتی ہے تمہیں میری----انا اسے کہتے ہیں ---انا ہوتی تو تمہیں بیوی سے نامحرم اسی روز بنا دیتا تم کس گمان میں ہو---

تمہیں آزادی چاہیے -----ٹھیک ہے-----آزاد ہو جو چاہے کرو----وہ کہتا اس کی آنکھوں میں دیکھتا باہر نکل گیا۔

وہ وہیں بیٹھ گئی۔۔۔دل اب شور نہیں مچا رہا تھا۔۔۔نہ اداس تھا نہ خوش۔۔۔بس خاموش تھا۔

لیکن وہ اس قید سے نکل گئی تھی۔۔۔وہ اس گھر سے جانا چاہتی تھی لیکن اپنی دادی سے ہوئی شرط کو توڑ کر سب برباد نہیں کرنا چاہتی تھی اس لیے اسے مزید کچھ مہینے یہاں گزارنے تھے۔

اس نے وارڈروب سے کپڑے نکالے چینج کیے اپنا فون لیا اور باہر نکل گئی۔۔۔۔

وہ وہیں میز پر بیٹھا کھانا کھا رہا تھا۔۔۔۔بنا کوئی ری ایکٹ کیے اسے جانے دیا۔

جب وہ اس کی نہ بنی تھی تو وہ کیا کرتا۔۔۔کچھ لوگ بہت ناقدرے ہوتے ہیں۔

تم ٹھوکر کھاؤ گی ماہ۔۔۔۔لیکن تب جب پیچھے مڑ کر دیکھو گی تو ہمیشہ سے کھڑا وہاں ضرویز دوراور تمہیں کبھی نہیں ملے گا۔۔۔وہ کہتا اپنے کمرے میں چلا گیا۔

اس نے خانساماں کا انتظام کر لیا تھا۔۔۔وہ شام کے بعد صبح ہونے تک گھر نہیں آئی تھی۔

وہ ساری رات اپنی دوست کے ساتھ اس کے فلیٹ میں رہی تھی----عالیان فون بھی نہیں اٹھا رہا تھا لیکن اس کا گھر آنے کا کوئی موڈ نہیں تھا----

صبح جب وہ واپس آئی تو وہ جا چکا تھا---گیارہ کا وقت تھا---کچن سے آواز آئی تو اس سمت گئی اور عورت کو کام کرتے دیکھ چونکی۔

"آپ----؟"

"آپ مسز ضوریز ہیں؟"

جی----اس نے بیزاری سے جواب دیا۔

مجھے انہوں نے یہاں جاب پر رکھا ہے کام وغیرہ کے لیے----کھانا میں نے بنا دیا ہے---

اب آپ کی کچھ مدد درکار ہے! وہ ہچکچائی؟

"کیس مدد؟"

انہوں نے بولا ہے کہ ان کے کمرے سے آپ کا سارا سامان نکال دیا جائے----

کیوں؟ کہاں جائے گا میرا سامان؟ وہ حیران ہوئی۔

انہوں نے کہا تھا جہاں آپ کا دل چاہے آپ رہ سکتی ہیں انہوں نے جواب دیا تو وہ سوچ میں پڑ گئی۔

بس اتر گیا محبت کا بھوت؟

اس نے اپنا سارا سامان ساتھ والے کمرے میں شفٹ کر لیا تھا۔۔۔۔اس کمرے میں اے سی نہیں تھا خیر کیا کیا جا سکتا تھا۔

اسے نیا کیس مل گیا تھا جس پر اس نے کام شروع کر دیا۔۔۔اسے کچھ اندازہ نہ ہوتا تھا وہ کب آرہا ہے کب جاتا ہے کیا کرتا ہے۔۔۔۔
ہفتہ گزر گیا تھا اس نے اس کی شکل تک نہ دیکھی تھی۔۔۔۔

تیزی سے کام جاری تھا۔۔۔ازمیر میں پرندہ بھی اس کی اجازت کے بغیر پر نہیں مارتا تھا۔

یا یہ کہنا بہتر ہو گا کہ ترکی کے ہر شہر میں لوگ وارلٹ کو اس کے نام سے جانتے تھے۔

وہ کسی کا ناحق قتل نہیں کرتا تھا یہ اس کے خون میں نہیں تھا وہ فیئر رہا تھا اپنی زندگی میں ہمیشہ سے، اپنے اصولوں پر چلنے والا اگر کوئی جگہ اسے پسند آ جاتی تو وہ خریدتا تھا اسے زبردستی حاصل نہیں کرتا تھا۔

ہاں لیکن جس جگہ یا چیز پر اس کی نظر پر گئی اور اسے پسند آ گئی تو مطلب وہ وارلٹ کی ہے---- پھر چاہے اس کے لیے اسے لوگوں کو دھمکانا یا ڈبل قیمت ہی کیوں نہ دینی پڑے۔

سر----

ہم----- وہ سگار سلگاتے سامنے دیوار پر لگے ترکی کے نقشے کو دیکھ رہا تھا۔

سر ہمارا مال ڈیلیور ہو گیا ہے لیکن----- رومان نے اٹکتے کہا ناجانے اس کا کیا ردعمل ہوتا۔

میرا وقت برباد مت کیا کرو رومان۔۔۔۔۔اپنے یہ فضول کے وقفوں میں ۔۔۔۔۔اس نے دھواں ہوا میں معتل کرتے کہا اور اٹھ کر اس نقشے کے پاس کھڑا ہو گیا۔

سر خاکوانی نے مال میں ملاوٹ کی ہے ۔۔۔۔۔

وارلٹ نے سگار کو بجھایا اور آئیبرو اچکائی۔۔۔۔ جیسے پوچھا ہو ایسا ممکن ہے؟؟

جی سر میں تین بار سامان چیک کر چکا ہوں۔۔۔۔اس سامان میں پورا کلب بن سکتا تھا آسانی سے لیکن اب دو کمروں کا سامان نہیں ہے اس میں اور باقیوں میں بھی ملاوٹ ہے۔۔۔۔

دلچسپ۔۔۔۔۔۔!

یہ وارلٹ کی زندگی کا پہلا واقع تھا جو کسی نے وارلٹ دی گریٹ بیسٹ کے ساتھ دھوکا کرنے کی کوشش کی تھی۔

فون ملاؤ زرا بات کر کے دیکھتے ہیں ۔۔۔لگتا ہے لوگوں کے دل میں وارلٹ کا خوف ختم ہو گیا ہے۔

رومان نے اسے کال ملا کر دی اور خود سائیڈ پر کھڑا ہو گیا۔۔۔

خاکوانی۔۔۔۔؟ اس نے پراسرا انداز میں کہا تو مخالف کا سانس سوکھا۔

زہے نصیب آج وارلٹ نے خود رابطہ کیا ہے لگتا ہے کوئی خاص وجہ ہے۔۔۔۔۔

وجہ خاص ہی ہے خاکوانی۔۔۔وہ کیا ہے نا میرے پالے کیڑے اب بڑے ہو کر مجھے ہی کاٹنا چاہ رہے ہیں تو سوچا ان سے روبرو ہو کر انہیں سمجھاؤں کہ نقصان اٹھاؤ گے ۔۔۔۔۔۔

کیسی بات ہے وارلٹ۔۔۔۔خاکوانی کھسیا گیا۔۔۔

مال میں ملاوٹ کی کوئی خاص وجہ۔۔۔؟

وارلٹ کونسی ملاوٹ ؟خاکوانی نے گلہ جھاڑا۔۔۔۔

خاکوانی وارلٹ نے تمہاری یاداشت بھیجی تو ساری عمر اپنے لاڈلے بیٹے کو یاد نہیں کر پاؤ گے ۔۔۔۔۔۔میرے سامنے یہ ڈرامے کرنے کی ہمت دوبارہ مت کرنا۔

اب تم باقی کا سامان مفت میں بھیجو گے یہ سزا ہے ۔۔۔۔ایک پائی بھی تمہیں نہیں ملے گی۔۔۔۔

یہ ممکن نہیں ہے وارلٹ ۔۔۔پیسے کے بدلے چیز۔۔۔۔۔

ہاہاہا۔۔۔۔۔۔آہاں ہمت دیکھ کر اچھا لگا۔۔۔چلو کر کے دیکھ لو کل رات دس بجے تک مجھے میرا سامان مل جانا چاہیے خاکوانی۔۔۔۔باقی آگے تم سمجھدار ہو کیونکہ وارلٹ دھمکیاں دینے پر نہیں کر کے دکھانے پر بھروسہ رکھتا ہے۔

دیکھ لیں گے۔۔۔۔ہم تمہارے آگے مزید نہیں جھکیں گے خاکوانی چلایا اور فون کاٹ دیا۔۔۔۔

یہ دوسری غلطی ہوئی تھی اس سے۔۔۔وارلٹ کی طرف سے کال اس نے وارلٹ پر کاٹی تھی۔۔۔

کل تک انتظار کرو۔۔۔نہیں تو حملہ کر دینا۔۔۔اس کے سات سب سے زیادہ منافع دینے والے اڈے پرسوں صبح کی ہیڈ لائنز میں تباہ ہونے کی خبر سنائی جانی چاہیئے ۔۔۔۔۔۔وہ پراسرار سا مسکرایا۔

اوکے سر۔۔۔۔رومان نے اس کے انداز کی داد دی۔۔۔۔وہ وارلٹ تھا دشمن سے دس قدم آگے کی سوچ رکھنے والا۔

بیکری کا افتتاح تھا آج۔۔۔۔وہ اندر کمرے میں بیٹھا باہر کے مناظر دیکھ سکتا تھا۔۔۔وہ اپنا ضروری کام چھوڑ کر آیا تھا۔

کس لیے یہ وہ جانتے ہوئے بھی جاننا نہیں چاہتا تھا یا شاید تسلیم نہیں کرنا چاہتا تھا۔

اور پھر انتظار انتظار ہی رہا۔۔۔۔وہ آئی نہیں ۔۔۔۔لوگ اندر بیٹھ کر کپ کیسک کھا کر لطف اندوز ہو رہے تھے اور جس کے لیے سب کیا تھا وہ ابھی تک نہ آئی تھی۔

"وااااٹ ربش۔۔۔"

وہ میز کو لات مارتا اٹھا اور اس سے پہلے باہر نکلتا پارکنگ میں وہ سکوٹی پارک کرتی نظر آئی تو وہ تھم گیا۔

اس کے باڈی گارڈ نے یہ تھمنا اچھے سے دیکھا تھا۔۔۔۔وہ پہلی تھی جس کے لیے اس نے انتظار کیا تھا اور اب غصے کو پس پشت ڈالے وہ واپس کرسی سنبھال گیا تھا۔

وہ تیزی سے ریک پر آئی اور خریدنے سے پہلے جو اس نے پوچھا وارلٹ کے ہونٹوں پر تبسم پھیل گیا۔

کیا فری میں ملے گا؟

جی میم آپ خریدیں گی تو فری میں ملے گا نا۔۔۔۔۔

ٹھیک ہے زیادہ نا شوخے ہونے کی ضرورت نہیں ہے خرید رہی ہوں۔۔۔۔اپنے پیسے نکالنے لگی۔۔۔۔

مخالف سارا منظر کیمرے پر دیکھ رہا تھا اور پھر اس نے عوائزہ کے چہرے پر مسکراہٹ سے اداسی آتے دیکھی تھی۔

میم جلدی کریں ہمیں باقی کسٹیومرز کو بھی ڈیل کرنا ہے وہ اپنی مقامی زبان میں بولا تو عوائزہ لائن سے نکل کر وہاں موجود کرسی پر بیٹھ گئی۔

اور پھر اپنا بستہ میز پر انڈیل دیا۔۔۔۔۔ ساری چیزوں کو باری باری چیک کیا لیکن پیسے نہیں ملے شاید وہ کہیں گرا چکی تھی۔

اس نے مایوسی سے یہاں وہاں دیکھا اور باہر نکل گئی۔۔۔۔ باہر نکل کر سکوٹی چلائی۔۔۔۔

بیکری میں موجود سارے اقسام کے کپ کیسک پیک کرواؤ اور گاڑی میں رکھواؤ۔۔۔۔ اس نے اپنے گارڈ کو حکم دیا اور خود بھی باہر نکل گیا۔

وہ تیزی سے گاڑی میں بیٹھا باہر کے ماحول میں اسے ڈھونڈتا نکلا تھا۔۔۔۔ اور پھر وہ بس سٹاپ پر اسے اکیلی بیٹھی دکھی۔

اس نے گاڑی رکوائی اور تار کول کی سڑک پر اپنے چمکتے بوٹ رکھے۔۔۔۔۔ اور نیچے اترا۔۔۔ وہ فاصلے سے بھی محسوس کر سکتا تھا کہ وہ رو رہی ہے۔

اس کے قریب آتے کھڑا ہوا۔۔۔۔

عوائزہ نے کسی کی موجودگی کو محسوس کرتے سر اٹھایا اور اسے دیکھا پھر جھٹکے سے کھڑے ہو کر اس کے قریب آنا چاہا۔

وارلٹ نے ہاتھ کھڑا کر کے اسے اس جگہ ہی رکنے کا کہا تو وہ وہیں تھم گئی قدموں نے آگے بڑھنے سے انکار کیا تھا جیسے وارلٹ کا خوف ہو انہیں بھی۔

تمہیں میں نے اس دن کیا کہا تھا بات سمجھ میں نہیں آئی تھی؟؟وہ بنا آنکھوں سے چشمہ ہٹائے اسے دیکھتا غرایا تو وہ سہم گئی۔

اینجل----تم ایسے کیوں چیخ رہے ہو؟

تمہارا سر مجھے جھکا نہیں ملے کبھی کہا تھا یا نہیں وہ اس کے بازو پر دباؤ بڑھاتا ایک قدم اس کے نزدیک آیا۔

اینجل درد ہو رہا ہے وہ جو پہلے ہی رو رہی تھی سوں سوں کرتی بولی۔

تمہاری ہمت کیسے ہوئی میری بات کے خلاف جانے کی---؟ وہ سنجیدہ سا اس پر جھکا تھا اب۔

کیا ضوریز گھر آتے ہیں؟ اس نے خانساماں سے پوچھا تو اس نے عجیب سی نظروں سے اسے دیکھا۔

"جی روز۔۔۔۔"

اچھاا۔۔۔۔۔! انہوں نے میرا نہیں پوچھا۔

"نہیں!"

ایک بھی بار نہیں ۔۔۔۔کسی بھی دن؟

نہیں! وہ پھر سے کام کرنے لگی تو وہ واپس کمرے میں چلی گئی۔۔۔۔اسے عجیب لگا تھا، کیا وہ واقعی اسے اس کے حال پر چھوڑ چکا تھا۔

ضوریز نے اپنے آپ کو حد درجہ مصروف کر لیا تھا، اسے کوئی ہوش نہیں تھی وہ ایک ساتھ دو دو کیسز پر کام کر رہا تھا اور آج کل تو وسیم صدیقی بھی اسے کافی تنگ کر رہا تھا۔

ماہ کی اس نے ناچاہتے ہوئے بھی خبر رکھی تھی لیکن صرف وقت کی کہ وہ کہاں ہوتی ہے۔۔۔اسکے جزبات سارے کہیں جا سوئے تھے۔

وہ وسیم صدیقی سے میٹنگ کے سلسلے میں پاس موجود کیفے میں آیا تھا۔۔۔میٹنگ کے دوران ہی اس کی نظر اس پر پڑ گئی تھی جو اپنی دوست کے ساتھ وہاں موجود تھی لیکن نظرانداز کیا۔

تمہیں کیوں لگتا ہے کہ میں تمہارا جھوٹا کیس لڑوں گا صدیقی اس نے سگریٹ سلگاتے کہا۔

تم بنا جانچ پڑتال کیے کیسے کہہ سکتے ہو کہ تمہیں جھوٹا کیس لڑنا ہے۔۔۔

۔۔اچھا سوال ہے۔۔۔میں کیس کا سنتے ہی ساری معلومات حاصل کرتا ہوں۔۔۔اور تمہارے بھائی کو شہر میں کون نہیں جانتا۔۔۔۔

منہ مانگی قیمت ملے گی تمہیں! مخالف جانتا تھا اس شہر میں اگر کوئی کیس اس کے بھائی کا سب سے جیت سکتا ہے تو وہ ضوریز دوراور تھا۔

مجھے قیمت سے تم کبھی بھی خرید نہیں سکتے صدیقی یاد رکھنا۔۔۔چلتا ہوں۔۔۔اور کوئی کیس ہوا تو یاد کر لینا سچ پر لڑتا ہوا تو ضوریز دوراور حاضر ہے۔

وہ اٹھا اور باہر نکلا اور اپنی گاڑی میں جانے لگا جب دائیں طرف سے آتی آواز پر اس نے گردن گھمائی۔

مجھے تم پسند ہو۔۔۔۔میں کتنے دنوں سے تمہیں یہاں دیکھ رہا ہوں۔۔۔۔پلیز میری بات سنو۔۔

کوئی لڑکا کسی لڑکی سے کہہ رہا تھا۔

اس نے گردن گھمائی تو نظر سیدھا اس سے جا ٹکرائی جس نے اسی لمحے سر اٹھا کر سامنے کھڑے ضوریز کو دیکھا تھا۔

میں تمہیں سب دوں گا پلیز۔۔۔۔گرل فرینڈ بن جاؤ۔۔۔وہ لڑکا پھر سے بولا لیکن ماہ کی نظر تو سامنے کھڑے ضوریز پر تھی۔

ضوریز نے آنکھوں سے چشمے ہٹائے اور اسے تمسخرانہ نظروں سے دیکھا اور طنزیہ مسکراتا گاڑی میں بیٹھتا نکلتا چلا گیا۔

وہ بے یقین رہ گئی۔۔۔اسے لگا تھا وہ آئے گا اس شخص کا حلیہ بگاڑ دے گا لیکن وہ۔۔۔۔وہ اسے چھوڑ گیا تھا۔۔۔

پہلی بار پہلی بار ماہِ کامل کے دل نے خواہش کی تھی کہ وہ رکتا اور اس شخص سے اس کو بچاتا تحفظ فراہم کرتا۔۔۔وہ گاڑی میں بیٹھی اور بنا اس لڑکے کو دیکھے نکل گئی۔

وہ آگے جا کر رک گیا تھا۔۔۔اس کی گاڑی کو نکلتا دیکھ واپس آیا وہ لڑکا وہیں کھڑا فون پر بات کر رہا تھا۔

وہ اس کے پاس آیا۔۔۔

جس سے ابھی ابھی تم نے اظہارِ محبت کیا ہے نا۔۔۔۔بیوی ہے میری۔۔۔آئندہ زبان کو سنبھال کر اور جزبات کو روک کر۔۔۔۔۔اختیاط سے کام لینا نہیں تو زندہ نہیں بچو گے اسے کہتا حقا بکا چھوڑ کر وہ پھر سے جانے لگا جب وارلٹ کی گاڑی کو دیکھ کر تھما۔

وارلٹ بھی اسے دیکھتا رک گیا تھا۔۔۔پھر اس کے آتے ہی باہیں وا کی تو ضوریز مسکراتا اس سے گلے لگا۔

بیکری بنا لی ہے۔۔۔۔ضوریز نے سنجیدگی سے پوچھا۔

کس کے کہنے پر بنائی ہے یقینا تو جانتے ہے---وہ مسکرایا۔

وہ بچی ہے ایمر----

بچی پر ہی تو دل آیا ہے یار اس نے کہتے ضوریز کو دیکھا جو اسے گھور رہا تھا۔

شرم آرہی ہے میرے سامنے ہی میری بہن کے بارے میں بات کرتے؟

اس میں شرم کیا آنی ہے اپنے جگری یار کی بہن پر دل آیا ہے-----جائز طریقے سے اپناؤں گا---اور یہ آنکھیں جھکا میرے سامنے----وکیل ہو گا تو شہر کے لیے میرے لیے نہیں۔

اوقات میں رہ----جب تک وہ اٹھارہ کی نہیں ہوتی بھول جا---وہ تیری ہے تجھے ملے گی لیکن ابھی وہ چھوٹی ہے----اور گھور رہا ہوں تو ڈر بھی مجھ سے۔

ہاہاہا---چل اب آگیا ہے تو اپنی بہن کی فرمائش پر بنی بیکری سے کچھ کھا لیتے ہیں اس نے کہا تو وہ مسکراتا اندر بڑھ گیا۔

گھر آنا بند کر---میری نظر تجھ پر ہی ہے----ضوریز نے کہا تو وارلٹ کا قہقہہ گونجا۔

وہ دونوں پاکستان میں دوست بنے تھے------اور پھر وارلٹ ترکی آ گیا اور ترکی میں پہلا کیس لڑتے ضوریز کی ملاقات وارلٹ سے ہوئی تھی اور پھر وارلٹ اور اس کی دوستی بڑھتی ہی چلی گئی تھی۔

وارلٹ پر ہوئے سارے کیس ضوریز ہی دیکھتا تھا---وہ اچھے دوست تھے یہی وجہ تھی کہ انہوں نے ایک دوسرے کے علاؤہ کسی کو دوست نہیں بنایا تھا۔

ضوریز چلا گیا تھا اور اب وہ اندر بیٹھا اسی کا انتظار کر رہا تھا جب یہ سب ہوا تھا۔

اینجل میرے پیسے گُم ہو گئے ہیں -----

تم بیچ سڑک کے اس بکواس سی وجہ کے رکی ہو وہ اتنی زور سے چیخا کہ وہ کانوں پر ہاتھ رکھتی چیخ مار گئی۔

گاڑی میں بیٹھو-----!

اس کو ڈرتے دیکھ اس نے گہرا سانس بھرا اور اسے دیکھا جو تیزی سے سر نفی میں ہلا رہی تھی۔

الیور۔۔۔۔گاڑی میں بیٹھو۔۔۔وہ دوسری بار اس سے کسی نام سے مخاطب ہوا تھا اور وہ لقب تھا کشش۔۔۔وہ کشش تھی بے نام سی جو وارلٹ کو اپنی طرف کھینچتی تھی۔

عوائزہ سہم گئی تھی پھر فورا سے اس نے اپنی سکوٹی سنبھالی اس سے پہلے کہ وہ چلاتی وارلٹ نے اس کا ہاتھ تھاما اور گاڑی کی طرف کھینچ کر لے گیا۔

مجھے گھر جانا ہے چھوڑو۔۔۔۔وہ چلائی لیکن اس پر رتی برابر فرق نہ پڑا۔

اسے گاڑی میں دھکا دیا۔۔۔۔وہ اپنی وحشت اور اندر کے حیوان کو کتنی مشکل سے اس کے سامنے روک پایا تھا وہ اور اس کا دل جانتا تھا۔

گارڈ اب تمام گاڑیوں نے نکل کر گاڑیوں سے باہر فاصلے پر کھڑے ہو گئے۔

کیونکہ اس دن جس کے منہ سے عوائزہ کے لیے پاگل ہے کا لقب نکلا تھا وہ اس سڑک سے چار کلو میٹر تک دوڑتا پیدل گیا تھا ساہ عمارت تک۔۔۔۔

عوائزہ اپنے ہاتھوں میں چہرہ چھپائے رونے لگی وارلٹ نے سگریٹ سلگایا اور خاموشی سے اس پر نظر ٹکائے پینے لگا۔

دس منٹ، پندرہ اور پھر آدھا گھنٹہ اور پھر اس کی برداشت نے جواب دے دیا تھا۔

اس نے عوایزہ کے ہاتھ تھامے اور اس کے چہرے سے ہٹائے۔۔۔۔اس کی دل کی دنیا تہہ و بالا ہوئی تھی۔۔۔

اسے دوسری بار ہاتھ لگایا تھا اس نے۔۔۔وہ بھی وہ جو اس کے سامنے بچی لگتی تھی۔

کیا مسئلہ ہے۔۔۔؟

مجھے تم بالکل پسند نہیں ہو۔۔۔مجھے گھر جانا ہے۔۔۔ عوائزہ نے بنا اس کی طرف دیکھے کہا۔

الیور تمہیں صرف وارلٹ کو ہی پسند کرنا ہے اب۔۔۔۔یہ بتاؤ یہاں بیٹھی کیا کر رہی تھی۔۔۔؟

تم سگریٹ پھینکو۔۔۔میرے حلق میں جا رہا ہے عوایزہ نے ناگواری سے اس کے ہاتھ میں سگار کو دیکھتے کہا۔

یہ ممکن نہیں ------

وارلٹ نے کہا اور پیچھے ڈگی سے کپ کیسک کا ایک تھیلا نکالتے اس کے سامنے رکھا۔

عوایزہ نے ہاتھ مارتے اسے اگلی سیٹ پر پھینکا تھا---تم اسے پھینکو نہیں تو میں یہاں سب تباہ کر دوں گی وہ وارلٹ کے مقابلے میں آتی چیخی۔

حد میں رہو لڑکی------اس کی آنکھیں اب سرخ ہو رہی تھی ---دماغ کی رگیں بھی ابھری تھیں۔

اینجل ------وہ دھیما سا بولی---

اسے پھینک دو پلیز میرا دم گھٹ رہا ہے وہ دھیمے سے بولی اور یہ اس کے انداز کا اثر تھا کہ وارلٹ نے گاڑی کا شیشہ نیچے کیا اور اپنے ہاتھ میں موجود سگریٹ کو بجھا کر نیچے پھینک دیا۔

عوائزہ مسکرائی---لیکن وہ مسکرا نہ سکا---یہ پہلی ہار تھی اس کی---اس نے اپنی پسندیدہ چیزوں میں سے ایک پر اس چھوٹی سی لڑکی کو فوقیت دی تھی۔

"رو کیوں رہی تھی----؟"

اس کی سوئی وہیں اٹکی تھی---

میرے پیسے گم ہو گئے تھے-----وہ بھی اپنی بات دہراتی اس کی آنکھوں سے چشمہ ہٹاتی بولی۔

تو اس کے لیے راستے میں بیٹھ کر رونا بیوقوفی تھی---تمہیں نہیں لگتا وہ اس پر طنز کر رہا تھا لیکن وہ الٹا سیدھا کر کے اس کا چشمہ دیکھ رہی تھی۔

یہ مجھے پسند آیا ہے----کیا میں رکھ لوں--؟

نہیں ----

کیوں--؟ وہ اداس ہو جاتی تھی پل میں وارلٹ جان گیا تھا۔

یہ میری استعمال شدہ ہے تمہیں نئی دلوا دوں گا---

کیا سچ میں؟؟ اس کی آنکھیں چمکی---

ہمم----

لیکن مجھے یہی تمہارا چاہیے ہوا تو---؟ وہ اسے آزما رہی تھی۔

یہ بھی تمہارا ہے -----لیکن تمہیں پورا نہیں آئے گا چھوٹا دلوادوں گا وہ بنا اسے دیکھے سب کہہ رہا تھا۔

اینجل ---

ہم----

تم مجھ پر چیخے تھے----

تمہاری غلطی تھی----

تم نے مجھے چوٹ بھی پہنچائی ہے؟ کیا اس میں بھی میری غلطی ہے---؟ اس نے اپنی کہنی آگے کی جس پر خراشیں آئی تھی جب اس نے اسے گاڑی میں دھکا دیا تھا۔

وارلٹ کی نظروں نے سامنے سکرین سے اس کی کہنی تک کا سفر پل سے بھی پہلے کیا تھا۔

پھر اپنے بھاری ہاتھوں میں اس کی کہنی تھامتے اپنا رومال وہاں رکھا تھا---ہلکی خراش تھی لیکن آئی تو اس کی وجہ سے تھی۔

سوری بولو----

تمہارے لیے کچھ لایا ہوں ------

کیا----(وہ معزرت کہاں کر سکتا تھا کسی سے اسی لیے ٹال گیا)

وارلٹ نے پیچھے سے اٹھاتے تین بیگس اس کے آگے رکھے اور اس کی آنکھیں دیکھیں جن کی چمک پل میں بڑھی تھی۔

یہ تو طے تھا کہ وہ عوائزہ کی آنکھوں کے تاثر اس سے زیادہ جاننے لگا تھا---

"کیا یہ سب میرے ہیں؟"

ہمم---

پر میرے پاس تو اتنے پیسے نہیں ہیں ----اداسی----

پیسے نہیں چاہیے مجھے تمہاری خوشبو چاہیے وہ پراسرار سا بولا تو عوائزہ نے نا سمجھی سے سر اٹھایا۔

وہ کیسے لو گے-----

وہ تمہارا مسئلہ نہیں ہے کھاؤ----اور وہ کھانے لگی اس نے یہ بھی دھیان نہ دیا کہ وہ اس پر کب سے نظریں رکھے بیٹھا ہے۔

اپنا دوسرا رومال نکالا اور اس نے گال پر پھیرا جہاں چاکلیٹ لگی تھی ----وہ مسکرائی اور پھر سے کھانے لگی۔

پھر اس نے جھٹکے سے سر اٹھایا اور اپنے ہی چمچ میں کپ کیک کا ٹکرا رکھتے اس کے آگے کیا-----

تم کھاؤ ---

تم میرا جوٹھا نہیں کھانا چاہتے نا وہ منہ بسوڑتی بولی تو وارلٹ نے اس کے ہاتھ سے چمچ لیا اور کھا کر اسے واپس پکڑایا۔

وہ جیسے اس کے چھوٹے دماغ پر اپنا زرا سا بھی تاثر برا نہیں پڑنے دینا چاہتا تھا۔

وہ کھاتی گئی اور وہ ناجانے کب تک اسے دیکھتا رہا۔۔۔۔اور اس کے گال اور لب اپنے رومال سے صاف کرتا گیا۔

شکریہ اینجل وہ کھا کر مسکرائی۔

پانی چاہیے اس نے کہا تو وارلٹ نے جو بیگ اس نے پھینکا تھا اس میں سے پانی کی بوتل اسے دی تو وہ شرمندہ ہوتے سر جھکا گئی۔

سر اونچا کرو وہ بولا تو اس نے سیدھا اسے دیکھا۔

اینجل۔۔۔۔تم نے آج مجھے ڈانٹا تھا بہت اونچی آواز میں وہ واپس اپنی بات پر آگئی تھی۔

"کیا چاہتی ہو اب۔۔۔۔؟"

آپ سوری بولو۔۔۔۔۔۔وہ بولی تو وارلٹ نے نظریں اس پر سے ہٹائیں اور سامنے کھڑکی پر مرکوز کیں۔

ام ہمممم۔۔۔ایک دن دیکھنا میں بھی اتنا ہی ایٹیٹیوڈ دکھاؤں گی وہ کہتی گاڑی سے اترنے لگی۔

مجھ سے اجازت لی ہے جانے کی؟ وہ چشمہ آنکھوں پر لگاتا بولا۔۔۔۔

اینجل۔۔۔۔

بولو۔۔۔۔

تم مجھے پیسے ادھار دے سکتے ہو۔۔پلیز مجھے بھوکی مت سمجھنا اوکے۔۔۔میرے پیسے گم ہو گئے ہیں اور میری سکوٹی میں پٹرول نہیں اسی لیے مجھے رونا آگیا تھا۔

اس نے گاڑی کا شیشہ نیچے کیا اور انگلی سے گارڑ کو قریب آنے کا کہا تو وہ فوراً قریب آیا۔

اس کی ٹینکی فل کروا کر لاؤ دس منٹ ہیں تو تمہارے پاس۔۔۔۔۔۔۔وہ فوراً سے گیا تو اس نے دیکھا وہ باقی کے کپ کیسک کو سنبھال رہی تھی۔

"کیا یہ سب تم لے جاؤ گے۔۔۔ نہیں میں یہ کہہ رہی ہوں کہ اتنا میٹھا نہیں کھاتے۔۔۔ویسے کھا بھی سکتے ہو تم تو اب بڑے ہو گئے ہو۔۔۔لیکن بانٹنی چاہیے چیزیں اچھی بات ہوتی ہے۔۔۔ لیکن تم کس سے بانٹو گے کوئی بھی تو تمہارے پاس نہیں ہے۔۔۔لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے میری ان پر نظر ہے۔۔۔۔ام ہمممم ۔۔۔۔۔بالکل نہیں ۔۔۔یہ تم لے جاؤ۔۔۔۔میں بھوکی تھوڑی ہوں۔۔ میں تو ویسے بھی کھا چکی ہوں، تین چار ہی کھائیں ہیں بس اور بھی کھا سکتی ہوں لیکن نہیں میں کونسا بھوکی لڑکی ہوں،.جو تم سے مانگوں اور۔۔۔۔"

ہاہاہاہا ۔۔۔۔۔۔۔زندگی میں پہلی بار وارلٹ قہقہہ لگا کر ہنسا تھا اور وجہ وہ چھوٹی لڑکی تھی۔

عوائزہ نے اسے مسکراتے دیکھا تو بنا پلک جھپکے اسے دیکھنے لگی۔۔۔اس نے اس سے پیاری مسکراہٹ کسی کی نہیں دیکھی تھی۔

وارلٹ تھما تو دیکھا وہ اسے ہی دیکھے جا رہی ہے۔۔۔۔۔وہ یہی چاہتا تھا اسے خود کی زات میں مشغول دیکھنا۔

وارلٹ نے اس کا ہاتھ تھاما اور اس سے پہلے کے وہ کچھ سمجھتی اس کے ہاتھ کو اپنے لبوں سے لگایا اور یک دم سے چھوڑ دیا۔

وہ اس پر کس حق سے حق جتا رہا تھا۔۔۔۔اس رات بھی اسے چھونے کے بعد وہ کافی پریشان رہا تھا پھر سے یہ غلطی نہیں کر سکتا تھا کہ اس کے اصول نہیں تھے۔

عوائزہ نے اپنے ہاتھ کو دیکھا اور پھر اسے۔۔۔۔اپنا ہاتھ یوں جھٹکے جانا اسے شدید ناگوار گزرا تھا جس کے نتیجے میں وہ خاموش ہو گئی تھی اور اس کے بعد کچھ بھی نہیں بولی۔

گارڑ کے آنے پر اس نے عوائزہ کو بیٹھتے دیکھا اور پھر اس کی آگے والی ٹوکری میں کپ کیکس رکھے۔۔۔

میں تمہیں بھوکی بالکل نہیں سمجھتا۔۔۔۔اس کے کان کے پاس جھکتے وہ بولا تو وہ بے دلی سے مسکرائی اور پھر چلی گئی۔

وارلٹ کے اشارے پر دو گاڑیاں اس کے پیچھے اس کے گھر تک گئیں تھی اور تب تک وہاں سے نا مڑی جب تک وہ اندر نا چلی گئی۔

عالیان تم کب آرہے ہو؟

میں نہیں آسکتا کچھ کام ہے----

کون سا کام ہے ایسا ضروری وہ چیخی---روزانہ اس کے پاس ایک ہی بہانہ ہوتا تھا۔

ماہ تم میرا انتظار کیوں کر رہی ہو--؟

تم میرے دوست ہو اچھے اور مجھے تمہاری ضرورت ہے----

تم اور دوست بنا لو---ماہ کیونکہ میں مزید تمہارے ساتھ اپنی زندگی برباد نہیں کر سکتا---

کیا مطلب ہے تمہارا عالیان؟؟

مطلب یہ کہ میں نے تمہاری آنکھوں میں کبھی خود کے لیے محبت نہیں دیکھی----میرے ہزار بار ہاتھ بڑھانے پر بھی تم نے میرا ہاتھ نہیں تھاما

اور----

لیکن تم اچھے--دوست---

دوستی سے آگے بڑھو ماہ----میں اپنی محبت کا اظہار کر چکا ہوں تم سے----اب جب تم اظہار کرو گی میں تب ہی واپس آؤں گا اس نے کہتے فون کاٹ دیا۔

کیا اسے عالیان سے محبت تھی؟ اس کے دل نے چیخ چیخ کر اس سے یہ سوال کیا تھا۔

اور جواب میں اس کے اندر سناٹے اتر گئے تھے-----کوئی جواب نہیں!

وہ تو لڑی تھی اس کے نام پر----تو اب کیوں اس کے پاس جواب نہ تھا----اس کا سارا دھیان ضوریز کی طرف چلا گیا اور پھر عالیان تو کہیں پسِ پشت چلا گیا تھا۔

اس نے آج اسے کیوں نہیں روکا۔۔۔ یہ سوال بار بار اسکے زہن میں ابھر رہا تھا۔

"میم آپ سے ملنے کوئی آیا ہے۔۔۔۔"

"مجھ سے ملنے۔۔؟"

جی!

کون ہے۔۔۔۔۔

کوئی وسیم صدیقی ہیں ۔۔۔۔کہہ رہے ہیں کیس کے سلسلے میں ملنا ہے۔۔۔ خانساماں بتانے لگی۔

اچھا آپ بٹھائیں ان کو میں آتی ہوں۔۔۔

وہ باہر گئی تو وہ کوئی چالیس پینتالیس سالہ مرد تھا۔۔۔۔جو سوٹ بوٹ میں بیٹھا تھا۔

اسلام علیکم!

وعلیکم السلام!

مس ماہِ کامل؟ اس نے استفسار کیا۔

جی!

آپ کو میرے گھر کا پتہ کس نے دیا؟

بس جن کے آپ کیس حل کر چکی ہیں ان سے ملا ہے ----بہت مشکل سے حاصل کیا ہے---میں جانتا ہوں یہ پروفیشنل طریقہ نہیں لیکن یقین جانیں میری ضرورت مجھے یہاں کھینچ لائی ہے----

یہ فائل ہے میرے بھائی کے کیس کی اسے سٹڈی کر لیں اور پھر فیصلہ کیجیے گا آپ نے کیس لینا ہے یا نہیں؟

اتنی جلد بازی کس بات کی ہے؟ وہ پیشہ وارانہ انداز میں بولی۔

کیونکہ جو وکیل پہلے اس کیس کو حل کر رہا تھا وہ ملک سے باہر چلا گیا ہے اور وہ اتنی قابلیت نہ رکھتا تھا جب کہ آپ نے پہلے ہی دو تین کیسوں میں کامیابی پائی ہے ---

دروازہ کھلا تو وہ دونوں متوجہ ہوئے اور آنے والی ہستی کو دیکھنے لگے۔

وسیم صدیقی اپنے سامنے داخل ہوتے شخص کو دیکھتا حیران ہوا۔۔۔وہ اس گھر میں؟

ضوریز دوراور۔۔۔

اس کے لبوں سے نکلا۔۔ حیران تو وہ بھی ہوا تھا انہیں ساتھ اپنے گھر میں دیکھ کر۔۔۔

دوراور یہ؟ وسیم صدیقی نے حیرات سے استسفار کیا۔

یہ میرے شو۔۔۔!

ماہ نے منہ کھولا جواب دینے کے لیے۔۔۔

میری کزن ہیں یہ ماہِ کامل۔۔۔مل تو لیا ہو گا تم نے۔۔۔۔کچھ دن کے لیے یہاں رہنے آئی ہیں۔

خیر۔۔۔ماہ کامل۔۔۔یہ میرا گھر ہے اور میرے گھر میں مجھے کام سے متعلق لوگوں کو آنا بہت ناگوار گزرتا ہے آئیندہ خیال رکھیے گا۔۔۔اپنے کیسز کو اس چار دیواری سے باہر رکھیں وہ کہتا اپنے کمرے میں چلا گیا۔

تو وسیم صدیقی بھی شرمندہ ہوتا باہر نکل گیا---

وہ وہیں بیٹھی رہ گئی---

کزن----

کچھ دنوں کے لیے آئی ہے----اس کا دماغ سائیں سائیں کرنے لگا----وہ کیوں ایسا کر رہا تھا---اب اسے شدت سے اس کا رویہ محسوس ہونے لگا تھا۔

ماہ نے اس سے بات کرنے کا ارادہ کیا اور اس کے کمرے میں گئی---

ناجانے کیوں وہ اس سے بات کرنا چاہتی تھی---

میں آجاؤں؟

وہاں سے بات کر سکو تو زیادہ بہتر رہے گا وہ بنا شرٹ کے تھا الماری میں منہ دیے بولا۔

وہ اس کیس کے متعلق-----

جو چاہے کرو۔۔۔مجھے نہیں لگتا تمہیں کسی کی رائے کی ضرورت ہے! ہا لیکن اگلی بار میرے گھر سے باہر۔۔وہ وہیں کھڑے بولا۔

وسیم صدیقی کا اپنے گھر آنا اسے بے حد ناگوار گزرا تھا لیکن ماہ کو ابھی نہیں بلانا چاہتا تھا وہ، نہیں تو سختی سے اس سے استفسار کرتا۔

آپ نے کہا تھا سب کیس آپ سے پوچھ کر۔۔۔۔

کہا تھا۔۔۔تھا ماضی ہوتا ہے اور ماضی ماضی ہی رہ گیا۔۔اب حال ہے وہ کرو جو مستقل کے لیے تمہارے نزدیک اچھا ہو وہ الماری سے شرٹ نکالتا اس کی طرف مڑا۔

وہ لاجواب ہوئی۔۔۔وہ سچ میں اس سے ڈسکس کرنا چاہتی تھی۔۔۔

جا سکتی ہو۔۔۔اس کی آواز گونجی تو وہ دروازہ بند کرتی لوٹ آئی۔۔۔

کمرے میں آ کر آئینے کے سامنے کھڑی ہوئی۔۔۔اس نے صبح سے کھانا نہیں کھایا تھا۔۔۔اسے یاد آیا جب وہ اسے اپنے ہاتھوں سے کھانا کھلاتا تھا، اس کا ہر نخرہ اٹھاتا تھا۔

اس کی آنکھوں میں نمی چمکی----

"ضاررر---- تم---؟"

وہ جانے انجانے میں اسے اس نام سے پکار گئی جسے بچپن میں بلایا کرتی تھی----

وہ آج شدت سے بلا وجہ کے رونا چاہتی تھی لیکن کوئی کاندھا موجود نہیں تھا---اس نے سب اپنے ہاتھوں سے برباد کیا تھا۔

وہ تھوڑی دیر بعد باہر نکلی کیونکہ جانتی تھی یہ اس کا ڈنر کا وقت ہے---وہ بیٹھا کھانا کھا رہا تھا وہ بھی آ کر بیٹھ گئی۔

خانساماں کب بھی جا چکی تھی اس نے کھانا خود گرم کیا تھا---ایک اور شرمندگی اور نا جانے کتنا کچھ ابھی اسے محسوس ہونے والا تھا۔

وہ کھانا کھا کر اٹھا---وہ امید میں تھی کہ شاید وہ کوئی بات کرے----

چائے پیئں گے؟

نہیں!

یک لفظی جواب دیتا وہ کمرے میں بند ہو گیا۔

نہیں ضوریز دوراور آپ مجھے ایسے نظرانداز نہیں کر سکتے۔۔۔۔وہ تھک گئی تھی اس کا یہ رویہ برداشت کرتے کرتے ۔۔۔

اس نے کچھ سوچتے کمرے کی طرف قدم بڑھائے اور پوری رات وسیم صدیقی کی فائیل کی رو گردانی کرتے گزارے۔۔۔۔وہ سونا چاہتی تھی لیکن نیند آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔

جب تھک گئی تو آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے۔۔۔۔

آہ۔۔۔۔۔میں تھک گئی ہوں۔۔۔۔آج اس نے عالیان کو فون نہیں کیا تھا آج اسے اپنے چاہیے تھے اس کی دادی اس کا ضار اس کی عوائزہ بس۔۔۔

صبح ہونے کا انتظار کرتے وہ وہیں بیٹھی رہی جبکہ اب آنکھیں نیند سے بوجھل تھی۔۔۔۔

خانساماں کی آواز سنتے وہ فوراً باہر نکلی اور کچن میں جا کر سب سے پہلے پانی پینے لگی۔

آپ کی طبیعت ٹھیک ہے؟ اس کی سرخ سوجی آنکھوں کو دیکھتے انہوں سے استفسار کیا۔

وہ جو اندر داخل ہو رہا تھا تھما۔۔۔

جی۔۔!

خانساماں نے آگے ہوتے اس کے ماتھے کو ہاتھ لگایا۔۔۔

ان کو تو بہت تیز بخار ہے۔۔۔۔اس نے ضوریز کو دیکھتے کہا۔

دوا رکھی ہے دے دیں انہیں ناشتے کے بعد وہ کہتا لاپرواہی سے باہر نکل گیا۔

ماہ کا دل کیا چیخ چیخ کر روئے اس شخص کو بتائے کہ وہ اس کی نظر ثانی کی ترسی ہے۔

اگلی رات دس ہوتے ہی اس نے میٹنگ کا آغاز کیا تھا۔

اس وقت اس کے سب سے زیادہ چلنے والے اڈے کون سے ہیں اس نے خاکوانی کے بارے میں اس میٹنگ میں موجود لوگوں سے پوچھا۔

تین کلب، دو فیکٹریاں اور ایک ہسپتال-----

ہسپتال کو چھوڑ کر باقی سب کو انہیں میں موجود شراب سے جلا کر راکھ کر دو----

صبح کی روشنی جب اس کے محل پر پڑے تو اسے پہلی خبر یہی ملنی چاہیے کہ اس کے اڈے آگ میں جھلس کر راکھ ہو گئے۔

اوکے----سب نے بیک وقت کہا اور میٹنگ برخاست ہو گئی----وہ بھی اپنے کمرے کی طرف چلا گیا---

آنے والے دنوں میں شاید اسے جرمنی جانا پڑتا اسی لیے یہاں کا کام وہ ختم کرنا چاہتا تھا سب۔

اسی لیے لیپ ٹاپ لے کر ازمیر کے ہر چپے کی انفارمیشن نکالنے لگا----اور سب ٹھیک ہونے پر اس نے گہری سانس بھری۔

کسی کا خیال جھپاک سے زہن کے پردوں پر لہرایا تو وہ بے چین ہوا---گھڑی پر وقت دیکھا جو ڈھائی بجا رہی تھی۔

اس نے پیدل چلتے اس کے گھر کے سفر کو طے کیا۔۔

گارڈ نے اسے دیکھتے گیٹ کھولا اور اسے بیرونی دروازے کی چابی دی جسے تھام کر وہ اندر بڑھ گیا اور اس کے کمرے میں پہنچا۔

وہ بیڈ کے کنارے پر تھی۔۔۔اس نے آگے بڑھتے اسے ٹھیک کیا اور کرسی لے کر اس کے نزدیک بیٹھا اور اسے دیکھنے لگا۔

وہ منہ کھولے سو رہی تھی بال برے طریقے سے ایک دوسرے میں الجھے تھے، جیسے ناجانے کب سے سلجھائے ہی نا گئے ہوں اور وہ بستر پر آدھی کمفرٹر میں اور آدھی کمفرٹر سے باہر تھی۔

اس کے چہرے سے اس نے بال ہٹائے بنا اس کے چہرے پر ہاتھ لگائے ۔۔۔۔اس کا دل ہمک رہا تھا اس خوبصورتی اور کشش کو چھونے کا لیکن

۔۔۔۔۔۔۔

وعدے کے مطابق وہ اس پر جھکا اور اس کی گردن کے قریب جاتے اس کی خوشبو کو انہیل کیا اور پیچھے ہٹا۔

آہہ-----تم مجھے بے قابو کر رہی الیور جو میں ہونا نہیں چاہتا---تم وہ نشہ بن رہی ہو جو میرے سر چڑھ کر بولتا ہے----تمہیں دیکھے بغیر مجھے نیند ہی نہیں آتی

یہ سب باتیں اس کے دل و دماغ میں چل رہی تھیں۔

"کیا یہ سب تم لے جاؤ گے---نہیں میں یہ کہہ رہی ہوں کہ اتنا میٹھا نہیں کھاتے---ویسے کھا بھی سکتے ہو تم تو اب بڑے ہو گئے ہو---لیکن بانٹنی چاہیے چیزیں اچھی بات ہوتی ہے---لیکن تم کس سے بانٹو گے کوئی بھی تو تمہارے پاس نہیں ہے---لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے میری ان پر نظر ہے----ام ہمممم -----بالکل نہیں ---یہ تم لے جاؤ---میں بھوکی تھوڑی ہوں--میں تو ویسے بھی کھا چکی ہوں، تین چار ہی کھائیں ہیں بس اور بھی کھا سکتی ہوں لیکن نہیں میں کونسا بھوکی لڑکی ہوں،جو تم سے مانگوں اور-----"

اس کی باتیں یاد کرتا وہ پھر سے مسکرایا------تم وارلٹ کی زندگی بن رہی ہو آہستہ آہستہ ------میں بے بس نہیں ہونا چاہتا لیکن کیا کروں تمہیں دیکھتے میری وحشت کہیں جا سوتی ہے -----اور----

اس سے پہلے کہ کچھ اور کہتا اسے ساتھ والے کمرے سے ہلکا سا کھڑاک سنائی دیا تھا وہ ڈرتا نہ تھا کیونکہ اس وجود پر اس کا حق تھا اب اس کے مطابق لیکن یہ سہی وقت نہیں تھا اسی لیے اپنی جگہ سے کھڑا ہوا۔

اور دروازے کے پاس گیا لیکن دل کے ہاتھوں مجبور ہوتے واپس مڑا اور اس کے نزدیک آتا اپنے ہونٹ شدت سے اس کے گال پر رکھے اور دو سیکنڈ بعد پیچھے ہٹا۔۔۔

"sen benim tek arzumsun!!"
You are my only desire!!

"واحد خواہش بن گئی ہو تم الیور(کشش)"

اگلی صبح کی خبروں کو دیکھتے اس نے مسکراتی نظروں سے آسمان کو دیکھا۔

رات کو محبوب سے ہوئی ملاقات کا سرور اور صبح خود سے دھوکا کیے جانے والے کا حشر اسے سرور بخش رہا تھا۔

اس کی توقع کے عین مطابق خاکوانی کا فون آچکا تھا۔۔۔۔اس نے پہلی بیل پر تو کیا دوپہر تک اس کا فون نہیں اٹھایا تھا۔

شام کے پانچ بجے اس نے جوس کے گلاس کو لبوں سے لگاتے اس کی کال پک کی۔

وارلٹ یہ تو نے اچھا نہیں کیا۔۔۔۔۔مجھے پتا ہے یہ تو نے کیا ہے وہ بلبلا اٹھا تھا اس کے سب سے زیادہ منافع دینے والے اڈے اس وقت راکھ کے ڈھیر سے زیادہ نہ تھے۔

تم اتنے پختہ یقین سے کیسے کہہ سکتے ہو کہ یہ سب میں نے کروایا ہے؟

اس نے گارڈ کو اشارے سے اپنا باتھ گاؤن لانے کا کہا کیونکہ یہ اس کا سوئمنگ کا وقت تھا۔

کیونکہ ترکی میں تمہارے علاؤہ کوئی شخص خاکوانی پر ہاتھ ڈالنے کی ہمت نہیں کر سکتا وہ چیخ رہا تھا۔

جب جانتے تھے تو ملاوٹ کیوں کی اور ایک وارننگ تمہیں دی گئی تھی تم اس پر بھی پورا نہیں اترے ----- خود سے ہوئے دھوکے ہر میں مخالف کو قبر میں اتارنے کی ہمت رکھتا ہوں----

تمہارے ساتھ جو ہوا یہ تو بس ایک چھوٹا سا نظرانہ تھاتاکہ تم جان جاؤ گے کہ وارلٹ کے ساتھ ناانصافی کرنے والے کو وارلٹ معاف نہیں کرتا۔

تم مجھ سے بدلہ لے چکے ہو وارلٹ -------میری اگلی ڈیلز کو بحال کرواؤ------وہ بے بسی سے چیخا۔

آرام سے خاکوانی------تمہاری کوئی بھی ڈیل میں نے نہیں رکوائی------لوگوں نے خود توڑی ہیں کیونکہ جو وارلٹ سے ناانصافی کر سکتا ہے وہ باقی سب سے کیوں نہیں --------

اور فون کان سے ہٹاتا اس کی کال کاٹ دی-----

ایک دن وارلٹ----ہر کتے کا دن آتا ہے------ایک دن تمہاری سب سے قیمتی چیز پر ہاتھ ڈالوں گا اور تمہیں بلبلاتا چھوڑدوں گا------یہ سارے اڈے

میں وارلٹ تمہاری جیب سے دوبارہ بنواؤں گا یہ وعدہ رہا۔۔۔خاکوانی نے کہتے فون سامنے دیوار پر دے مارا۔

اور پھر اس نے پراڈا برینڈ کھولا اور وہاں سے اس کے لیے چشمہ پسند کرنے لگا۔۔۔

یہ پہلا تحفہ وارلٹ کسی کو دینے والا تھا۔۔۔۔اس نے پسند کی اور رومان سے سٹور سے لانے کو کہہ دیا۔

اب وہ خاموشی سے اپنا کام کر رہا تھا یہ جانے بنا کہ جلد وہ برا وقت دیکھنے والا ہے۔

کام کے مکمل ہوتے ہی وہ سو گیا تھا۔۔۔بے حد تھکان تھی اسے۔

"چھوڑو۔۔۔۔۔ تم ہاتھ مت لگاؤ۔۔۔۔امی۔۔۔۔۔"

وہ بارہ سالہ لڑکا بلبلاتا اپنی ماں کو پکار رہا تھا لیکن اسے اس سنسان آبادی میں اسے کوئی سننے والا نا تھا۔

بڑا چکنا پیس لایا ہے اس بار۔۔۔؟

اسے اپنے کانوں میں دوسرے آدمی کی آواز آئی جو اس لڑکے سے کہہ رہا تھا جو اسے لایا تھا۔

ادھر آ رہے چھورے۔۔۔۔۔وہ منہ سے پان کی پچکاری زمین پر پھینکتا بولا۔۔۔۔۔

تجھے ہجرا بنا دیں گے۔۔۔۔۔۔سالہ مانگے گا تو کیا قیمت لائے گا۔۔۔۔وہی شخص پھر سے بولا۔۔

مجھے واپس جانا ہے ۔۔۔۔۔۔وہ بچہ گھٹنوں سے منہ اٹھاتا بولا۔۔۔۔

ہاہاہا۔۔۔۔چھورے اب فرار ناممکن ہے۔۔۔۔تو ہجرا بنے گا اور مانگے گا لوگوں سے ہمارے دھندے کو آگے بڑھائے گا۔

وہ بچہ سہم گیا۔۔۔۔۔ہاں ہجرے دیکھے تھے اس نے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ تو اچھے ہوتے تھے اور انہیں تو رب نے ایسا بنایا ہوتا ہے ۔۔۔۔پیار کرتے تھے بچوں سے۔۔۔۔۔تو کیا انہیں بھی ایسے ہی مجبور کیا جاتا ہے؟ یہ بات اس بارہ سالہ بچے کے دماغ میں آئی جو حساس ہونے کے ساتھ ساتھ تیز دماغ بھی تھا۔

لیکن ابھی تو نہیں بنا سکتے۔۔۔۔ابھی اسے ایسے ہی مانگنے پر لگاؤ۔۔۔۔وہ لڑکا جو اسے یہاں لایا تھا وہ بولا۔۔۔۔۔

ہاں ابھی تو مزے لے سکتے ہیں ۔۔۔۔۔وہ آدمی خباثت سے اس بارہ سالہ لڑکے کو دیکھتا بولا۔

وہ بارہ سالہ لڑکا حسن کا شاہکار تھا۔۔۔۔۔۔سفید رنگت جس میں سرخیاں گھلی تھی اور اس کے رنگ کو گلابی مائل بناتی تھیں، بھرے گال اور بھرا ہی جسم وہ گولو مولو سا بچہ تھا جو بھی اسے دیکھتا ایک بار تو وہ ماشاءاللہ ضرور کہتا تھا۔

وہ بچہ ان کی نظر میں آگیا تھا اور جب انہیں پتا لگا کہ وہ کسی یتیم خانے میں رہتا ہے اسے خرید لائے تھے اور پاکستان سے ترکی سمگل کیا گیا تھا۔

وہ پاکستان تھا۔۔۔۔۔جہاں یتیم خانے اور اولڈ ایج ہومز سب کے سب اپنے منافع کے لیے بیٹھے تھے۔۔۔۔ عوام سے ہمدردیاں اور ہزاروں لاکھوں کے فنڈز لے کر اپنے بچوں کو حرام کھلانے والے۔۔۔۔۔اور لوگوں کے سامنے یہ بتا کر بھرم مارنے والے کہ خدمتِ خلق کر رہے ہیں ۔۔۔۔۔افسوس۔۔۔۔!

اسے وہاں سے خرید لائے تھے اور اب اسے اچھی ٹریننگ دے کر وہ ہجرا بنانا چاہتے تھے-----وہ جانتے تھے وہ اچھی قیمت لوگوں سے اکٹھی کر لے گا بس اچھی ٹریننگ کی ضرورت ہے۔

وہ لڑکا اس بچے کو اس آدمی کے پاس لایا اور گود میں بٹھایا---

اس آدمی نے منہ سے پان کی بچی سپاری پھینکتے آستین سے منہ صاف کیا اور اس کی ٹانگ پر ہاتھ پھیرنے لگا۔

ہمارے معاشرے میں بچیوں کو سکھایا جاتا ہے کہ اچھا اور برا چھونا کیا ہوتا ہے تو لڑکوں کو کیوں نہیں ایک اور فقدان-----جس پر نظرِ ثانی کی ضرورت تھی۔

وہ لڑکا اس یک چھونے سے سہما نہیں تھا اس نے اندر غصے کی ایک آگ جل اٹھی تھی---وہ وہ بچہ تھا کہ غصہ آنے پر وہ اپنے ساتھی دو سے چار سال کے بڑے لڑکوں کو دھنک کر رکھ دیتا تھا۔

اس کا غصہ اس کی خاصیت تھی اور وہ اسی خاصیت کی وجہ سے اس یتیم خانے میں مشہور تھا۔

اس نے اس لڑکے کو دیکھا جو پاس ہی کھڑا تھا اس کی قمیض کی جیب میں پسٹل تھا۔۔۔۔اس کے چہرے پر اب آنسو نہیں تھے صرف غصہ تھا جو اس آدمی کے ہاتھوں کی حرکت پر بڑھتا جا رہا تھا۔

اس نے اس آدمی کے کندھے پر سر رکھا اور دھیرے سے ساتھ والے کی جیب سے پسٹل نکالی اس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھتے وہ پیچھے سے اس آدمی کے دماغ میں گولی مار چکا تھا۔

یہ پہلا قتل تھا اس کے ہاتھوں ۔۔۔۔۔ناجانے کتنے باقی تھے۔۔۔۔۔دوسرا آدمی گھبرایا۔۔۔۔۔

اے بچے گن نیچے کر۔۔۔۔۔۔وہ بچہ ایک بار پھر مسکرایا اور گن کا نشانہ اس کی طرف کرتے پہلے ہی نشانے میں اس آدمی کو بھی مار دیا۔

گن انہیں کی طرف پھینکتے اس نے آدمی کے ہاتھوں پر پاؤں رکھا اور اس کے منہ پر جھکتے تھوکا۔۔۔۔

اور پھر وہاں سے بھاگ گیا۔۔۔۔اس بچے نے اس رات ترکی کی گلیوں میں گھومتے گزارا تھا بنا یہ جانے کہ وہ کس ملک میں آگیا ہے۔

وہ دوا لیتی کمرے میں بند ہو گئی۔۔۔

خانساماں ضوریز کے کمرے کی صفائی کے لیے گئی تو وہ انہیں دیکھنے لگا۔

کیا اس نے دوا لی تھی۔۔۔۔

نہیں؟

''ناشتہ کروایا تھا آپ نے؟''

جی۔۔۔۔

دوا بھی دے دیں یہ۔۔۔اور پاس کھڑے رہ کر کھلائیں نہیں تو وہ پھینک دے گی۔۔۔اس کے لہجے اس کے ہر لفظ سے بے قراری ٹپک رہی تھی۔

وہ سر ہلاتی باہر گئی اور پھر اسے دوا کھلا کر اسے بتاتی مطمئن کر گئیں۔

اسے آج رات ایک پارٹی بھی اٹینڈ کرنی تھی، وہ اس کے لیے حد درجہ پریشان تھا۔۔۔۔

وہ جانتا تھا وہ اس کی توجہ چاہ رہی ہے، لیکن اتنی جلدی اسے میسر نہیں ہو سکتا تھا لیکن نہیں جانتا تھا وہ سارے ہتھیار رکھتی تھی اسے اپنی سامنے زیر کرنے کے لیے۔

اس نے فائق (سیکرٹری) کو فون کرتے آج کی پارٹی کی ساری معلومات لیں۔۔۔۔اس کا کتنا چرچہ تھا اس وقت وہ جانتا تھا۔

اکثر وارلٹ اس کا مزاق اڑایا کرتا تھا کہ ازمیر میں وارلٹ سے زیادہ بیرسٹر ضوریز دوراور کی مقبولیت ہے۔

وہ تیار ہونے لگا اور جاتے وقت اسے دیکھ کر گیا جس کے کمرے کا دروازہ لاک تھا۔

وہ بخار میں پھنک رہی تھی لیکن پارٹی میں ضرور جانا چاہتی تھی۔

آج تو تمہاری توجہ خود کی طرف کروا ہی لوں گی۔۔۔میں دیکھتی ہوں تم کیسے نہیں میری طرف متوجہ ہوتے وہ سوچتی الماری کے سامنے کھڑی تھی۔

اسے بھی اس پارٹی میں مدعو کیا گیا تھا اور وہ جانتی تھی ضوریز ضرور جائے گا۔

اور پھر اس نے دماغ لگاتے اس لباس کا انتخاب کیا جسے دیکھتے یقیناً وہ اس کی طرف متوجہ ہوتا۔۔۔پھر چاہے غصہ ہی کرتا لیکن اسے بلاتا تو سہی ۔۔۔۔

کب تک مجھے نظرانداز کرو گے ضار۔۔۔اسے ضوریز کا نظرانداز کرنا آگ لگا رہا تھا کیوں یہ نا اس نے سوچا تھا نہ وہ سوچنا چاہتی تھی۔

ساڑھی نکالتے اس نے پہنی اور تنقیدی نگاہ خود پر ڈالی۔۔۔۔

"ام ہم۔۔۔۔نوٹ بیڈ!"

ڈارک لپسٹک۔۔۔۔اس نے لپسٹک لگائی اور باہر نکل گئی۔۔۔۔باقی وہ اپنی دوست کے فلیٹ جا کر تیار ہونا چاہتی تھی ۔۔۔اس کی سیکرٹری نے اسے پتا دے دیا تھا وینیو کا۔

بیرسٹر ضوریز دوراور ایسا کرنا ہمارے اصولوں کے خلاف ہے۔۔۔۔۔اس شخص نے پیشانی سے پسینہ صاف کرتے کہا۔

میں تمہارے سستے اور دو ٹکے کے اصولوں پر چلنے کا پابند نہیں ۔۔۔۔۔اس نے گھڑی پر وقت دیکھتے کہا جیسے اب مزید کچھ بولنا وقت کا ضیاع ہو گا۔

وسیم صدیقی تنگ آگیا تھا نا ایک طرف اس کی اس کزن ماہِ کامل نے جواب دیا تھا اور نہ وہ مان رہا تھا۔

سر۔۔۔۔۔۔!

کسی نے وسیم صدیقی کے کان میں آکر کچھ کہا جس سے اس کے چہرے پر شاطرانہ مسکراہٹ چھا گئی۔

میں چلتا ہوں نہایت ضروری کام سے ۔۔۔۔۔۔ اس معاملے پر جلد تفصیل سے بات ہو گی۔

مجھے نہیں لگتا۔۔۔۔۔ !

جو بات کرنی ہو میرا سیکرٹری موجود ہے-----اور تمہارے ضروری کاموں سے زیادہ اہم میرا ایک منٹ ہے۔

ڈبل قیمت ضوریز دوراور-----اس نے آخری پتہ پھینکا----ایک نظر دروازے کی طرف پھر سے دیکھا-----

چار گنا رقم بھی بڑھا دو تب بھی نہیں وسیم صدیقی؟-----ضوریز دوراور ایک بار نہ کی چیز کو ہاں میں نہیں بدلتا-----ایکسکیوزمی----وہ کہتا آگے بڑھ گیا----

وسیم صدیقی نے مٹھیاں بھینچی-----اس کی اکڑ ایک دن ضرور توڑوں گا----اور----

اس سے پہلے کہ وہ کچھ اور کہتا اس سمیت سب کی نظر دروازے کی طرف اٹھیں اور پھر پلٹنا بھول گئی تھی۔

کالا آنچل زمین پر اس کے قدم چومتا آگے بڑھا تھا----کالی شفون کی ساڑھی، ہائی ہیلز، ہیرے کی لونگ، بالوں کو کرلز ڈالے، سرخ و سفید مائل چہرہ جسے میک

اپ کی ضرورت تو نہ تھی لیکن اس وقت سموکی میک اپ، نیوڈ لپسٹک سے مزین ہونٹ وہ اس وقت پوری محفل کو اپنی طرف مائل کر چکی تھی۔

اس وقت سب کے لبوں پر ایک ہی شخصیت کا نام تھا اور وہ تھا ماہِ کامل

سر----ایک ضروری بات----بتانی ہے----

ناٹ ناؤ-----!

اس نے فائق کو نظرانداز کیا تھا اس وقت وہ وارلٹ سے وسیم صدیقی کے بارے میں ڈسکس کر رہا تھا۔

اس نے فون پر انگلیاں چلاتے کہا----وہ یہاں صرف سابق جج ثاقب نیاز کے کہنے پر آیا تھا۔

سر یہ بات جاننا آپ کے لیے بے حد ضروری ہے----فائق اپنی بات پوری کرتا کہ اس کا فون پھر سے گونج اٹھا---جسے کان سے لگاتا وہ سائیڈ پر ہٹ گیا۔

مس ماہ کیسی ہیں آپ---؟

ماہِ کامل! اس نے اپنے ہاتھ کا کلچ اپنے سیکرٹری کو پکڑاتے اس کی تصحیح کی۔

جی وہی۔۔۔۔۔۔صدیقی نے مسکراتے کہا۔

اس کی نظر بھی باقیوں سمیت بھٹک بھٹک کر اس کے حسین خدوخال پر جا رہے تھی۔۔۔وجہ اس کے جسم پر موجود وہ شفون کی کالی ساڑھی تھی جس کا پلو نیچے اس کے قدموں میں تھا۔

سلیولیس اور پیچھے کا گلہ گہرا کافی تھا جسے سادہ ڈوریوں نے باندھ رکھا تھا جس سے اس کی سفید قمر صاف جھلک رہی تھی۔

بیرسٹر ماجد خان ایک شخص نے پیچھے سے آتے اس کے آگے ہاتھ بڑھا کر اپنا تعارف کروایا۔

اسلام علیکم بیرسٹر صاحب! اس نے ہاتھ کو نظرانداز کیا تھا۔

وعلیکم السلام!

اس نے کہتے یہاں وہاں نظریں گھمائی اور ایکسکیوز کرتی سائیڈ پر ہو گئی۔

کتنے ہی نوجوان اس کو دیکھ کر ٹھنڈی آہیں بھر رہے تھے۔۔۔۔سب اس کے خواہشمند بنے تھے پل میں۔

وارلٹ بیکری میں نہیں تھا۔۔۔۔اسے صبح ہی فون آچکا تھا کہ شورٹ سرکٹ کی وجہ سے بیکری میں آگ لگ چکی ہے ۔۔۔

وہ بھاگا تھا۔۔۔۔۔۔یہ کیسے ممکن تھا ہر کام اس نے اپنی نظروں کے سامنے کروایا تھا۔۔۔

الیکٹریشن ملک سے باہر گیا تو تم سب جان سے جاؤ گے وہ دھاڑا تو سب باہر نکل گئے ۔۔۔

آگ کو اب تک بجھایا نا جا سکا تھا۔۔۔۔کوئی جانی نقصان اب تک سامنے نا آیا تھا لیکن وارلٹ کو لاکھوں کا نقصان پل میں ہو گیا تھا۔

وہ سکوٹی وہیں روکتی ادھر آئی جہاں لوگوں کا مجمع تھا۔۔۔آگے سے آگ بجھا دی گئی تھی لیکن اندر کے باورچی خانوں میں آگ اب بھی جھلس رہی تھی۔

سر ایک شیف اندر اب بھی موجود ہے-----روماں نے آکر بتایا تو وہ بنا سوچے سمجھے اندر داخل ہوا----

اینجلللللل----------

اس کی آواز وہاں سب نے سنی تھی لیکن وہ سن نا پایا------شاید سن لیتا تو اس آگ میں نا کودتا----

لیکن اپنے کسی بندے کو بنا قصور کے مرتے دیکھنا اس کی مات تھی---اور مات وارلٹ کو بارہ سال کی عمر سے کوئی نہ دے پایا تھا۔

وہ چیخی تھی----اس کے آنسو گال پر بہنے لگے----وہ اس کا انجیل تھا اگر اسے آگ لگ جاتی تو----یہی سوچتی وہ اپنا بیگ وہیں پھینکتی بنا کسی کے قابو آئے اندر دوڑی تھی۔

وارلٹ نے اس شیف کو ریسکیو کر لیا تھا اسے پیچھے کے دروازے پر بحفاظت چھوڑتے وہ اندر کونے میں لگے کیمرے تک رسائی چاہتا تھا۔

جو اب تک جھلسا نہ تھا یعنی قدرت نے اسے ایک موقع دیا تھا مجرم تک پہنچنے کا----

وہ اس کیمرے تک پہنچتا جب باورچی خانے کی کھڑکی سے اسے وہ سفید فراک میں دکھی-----یہ اس کا وہم بھی ہو سکتا تھا اس نے اپنی چادر کو مزید اپنے ناک پر لپیٹا اور آگے بڑھا---

"اینجل------"

ایک آواز اور وہ سب چھوڑ گیا تھا---یہ اس کا وہم نہیں تھا---وہ وہیں موجود تھی----

لیکن وہ باہر تھی ابھی جہاں آگ نہیں تھی ----

اس نے بھی وارلٹ کو دیکھ لیا تھا وہ وارلٹ کی طرف بڑھتی کہ وارلٹ تیزی سے اس کی طرف بڑھا۔

اور یہی چوک اس سے ہوئی تھی۔۔۔۔۔۔دروازے کے ساتھ لگی کھڑکی کے اوپر کا لکڑی کا حصہ جل کر اس کے اوپر گرا تھا اور وہ ایک دم اپنے آپ کو بچا نہ پایا تھا۔

اس کا بایاں ہاتھ جھلس گیا تھا شاید لیکن نظر سامنے وجود پر تھی جو تھمی اس کی دیکھ رہی تھی۔۔۔

اب اس نے رومان کو آندر آتے دیکھا تھا آگ اب ختم ہو رہی تھی کیونکہ پچھلے گیٹ سے بھی پانی ڈالا جا رہا تھا۔

اینجلللللل۔۔۔۔۔۔۔یہ آخری آواز اس کی سماعت میں پڑی تھی اور پھر خاموشی چھا گئی۔۔۔۔

رومان نے آگے بڑھتے اسے تھاما تھا۔۔۔گرنے نہیں دیا تھا۔۔۔اس کا مالک زمین پر یوں گرنے کے لیے نہیں بنا تھا۔

ایڈم بھی آ گیا تھا۔۔۔اسے وارلٹ نے اپنی ٹیم میں رکھ لیا تھا۔۔۔۔

اسے جلد سے جلد گھر شفٹ کیا گیا تھا علاج گھر ہی جاری تھا۔۔۔۔وہ بنا کچھ سوچے اپنے گھر اپنی دوست کے ساتھ حادثے کا بتاتی وہیں رکنے کا بول کر ان کے ساتھ آئی تھی۔

چونکے ضوریز جانتا تھا اس لیے اس نے دادی کو اس کے رکنے کی اجازت دے دی تھی۔

میمم۔۔۔۔آپ باہر رہیں ۔۔۔۔یہ وہ دوسری بار اس سیاہ عمارت میں آئی تھی۔

رومان نے اسے باہر رہنے کا ہی کہا تھا کیونکہ اندر ڈاکٹر اس کا علاج کرنا شروع ہو گیا تھا۔

نہیں مجھے اندر جانا ہے وہ اب بھی رو رہی تھی لیکن اس کی آواز نہیں آرہی تھی صرف اس کا وجود ہچکولے کھا رہا تھا۔

میمم۔۔۔۔۔پلیز۔۔۔بات مانیں۔۔۔۔

مجھے اندر جانے دو۔۔۔۔میں تم سب کو چھوڑونگی نہیں وہ ان سے چھوٹی تھی بہت اور ان پر چیخ رہی تھی۔

سب نے راستہ چھوڑ دیا۔۔۔۔ڈر اسکا نہیں اندر موجود شخص کا تھا جس کو اگر بعد میں وہ بتاتی تو وہ انہیں چھوڑتا نا۔

رومان دروازے سے ہٹا تو وہ اندر داخل ہوئی۔۔۔۔اور وہیں تھم گئی۔۔۔۔

اس کے بازو پر پڑے آبلوں کو اب صاف کیا جا رہا تھا۔۔۔۔۔وارلٹ ہوش میں تھا یا نہیں وہ اندازہ نہ لگا پائی کیونکہ اس کی آنکھیں بند تھیں۔

لیکن اس کے بھینچے ہوئے ہونٹ اس کی تکلیف کا بتا رہے تھے۔۔۔۔۔ڈاکٹر کا اس کے ہاتھ سے ایسا سلوک کرتے دیکھ وہ رو پڑی ۔۔۔

تم۔۔۔۔۔اس کی آواز حلق میں پھنس گئی۔۔۔۔

آج زندگی میں پہلی بار عوائزہ رحمان پر سکتہ طاری ہوا تھا۔

اس کا جان سے عزیز اینجل جس کے ساتھ کیا رشتہ تھا وہ خود نہیں جانتی تھی اس کی تکلیف پر وہ تڑپ رہی تھی۔

"تم۔۔۔۔۔"آواز گم۔۔۔۔۔۔

آرام سے کرو۔۔۔ تم اسے تکلیف دے رہے ہو۔۔۔۔وہ چیخی تو ڈاکٹرز کے ساتھ اس نے بھی آنکھیں کھولیں۔

میمم۔۔۔آپ باہر جائیں ۔۔۔۔ڈاکٹر نے کہا تو وارلٹ نے آنکھیں بند کر لیں۔۔۔۔شاید وہ اس لڑکی کی تڑپ خود کے لیے دیکھنا چاہتا تھا۔

تم نوکری سے جاؤ گے۔۔۔۔۔خاموشی سے اپنا کام کرو۔۔۔۔۔وہ سب پر رعب جھاڑ رہی تھی انجانے میں یہ سب اس کا خاصہ نہ تھا۔

ایک وکیل کی بہن کو ہو کر بھی لیکن یہ سب وارلٹ کا دیا اعتماد تھا جو بول نہیں چیخ رہا تھا۔

ڈاکٹر تیزی سے کام میں مصروف ہو گئے تو وہ قدم قدم چلتی پاس آئی۔۔۔۔اب وہ سب آرام سے سب کر رہے تھے۔

وہ سب جان گئے تھے کہ وہ لڑکی جو اس سیاہ عمارت کے اس کمرے تک رسائی پا چکی ہے یعنی وہ عام نہیں سب سے خاص تھیں۔

اس کے بازو پر پٹی کرتے وہ باہر نکل گئے وہ وہ اس کے نزدیک آئی اور بیڈ پر بیٹھی-----

پھر محسوس کیا جیسے اسے وہ بتی پریشان کر رہی ہے جو سیدھا اس کی آنکھوں میں پر رہی ہے---

دھیرے سے اٹھی اور سائیڈ لیمپ چلایا اور سوئچ بورڈ ڈھونڈتے بتیاں گل کی۔

واش روم ڈھونڈتے اندر گئی ایک تولیے اور بالٹی میں پانی لیتی باہر آئی۔

لیکن تولیہ تو اسے تکلیف دے سکتا تھا---ٹشو نکالتے اس نے نم کیے اور اس کے چہرے پر پھیرنے لگی جہاں کالک لگی تھی جابجا۔

یہ کام وہ نہایت اختیاط سے کر رہی تھی---وارلٹ کو درد تھی یا نہیں وہ محسوس نہ کر پایا جو محسوس کر رہا تھا وہ یہ تھا کہ وہ پاس موجود ہے۔

اک شخص نے کی مسیحائی ایسے

کہ ہر زخم مجھے بھلا لگنے لگا

از قلم سُنیہا رؤف۔

اپنا خیال رکھنا اینجل ۔۔۔۔۔وہ کہہ کر اٹھتی کہ اپنی کلائی اس کے ہاتھ میں محسوس کرتے اس کے احساسات عجیب ہوئے۔

اگلے مہینے وہ سترہ کی ہونے والی تھی۔۔۔لڑکی تھی اتنے احساسات تو سمجھ آتے تھے اسے۔

وارلٹ نے سائیڈ لیمپ کو جھٹکے سے اوف کیا اور اسے خود پر جھکایا۔۔۔

مجھے درد ہے کافی ۔۔۔۔۔کیا تم میرا علاج نہیں کرو گی عوی۔۔۔(دوسرا لقب)

میں۔۔۔کیسے۔۔۔۔وہ لرزی۔۔۔

تمہاری یہاں موجودگی، تمہارا لمس، تمہاری خوشبو وہ کر گئی ہے جو یہ ڈاکٹرز گھنٹوں میں نہیں کر پائے وہ دھیمے سے اس کے کان میں بول رہا تھا۔

مجھے۔۔۔جانا۔۔۔ہے۔۔۔وہ اس سے دور ہونا چاہتی تھی۔۔۔اس احساس سے پہلی بار روشناس ہوئی تھی اسی لیے سہم رہی تھی۔

تم اندر کیوں آئی تھی۔۔۔؟اپنی کلائی پر گرفت سخت محسوس کرتے اس کی آنکھیں نم ہوئیں ۔۔۔۔۔

چھوڑو-----

اندر کیوں گئی---اگر تمہیں نقصان پہنچتا نا الیور تو باخدا میں تمہیں مزید سزا دیتا---وہ اس کی آواز سے ہی اس کی وحشت کو محسوس کر سکتی تھی۔

میں تمہیں ----تمہارے لیے---اینجلل-----

کیوں---؟میرے لیے کیوں----

کیونکہ--

ہاں جواب دو-----وارلٹ نے اسے اکسایا---

کیونکہ تم میرے دوست ہو-----اور---

"لڑکا لڑکی کبھی دوست نہیں ہوتے---کوئی اور وجہ بتاؤ مجھے مطمئن کرو-----"

اے سی آہستہ کرو مجھے سردی-----

میرے لیے تم اندر کیوں گئی تھی عوی۔۔۔؟ایک اور جملہ جو اس کے دل کو پگھلا گیا تھا۔۔۔۔

تمہارے لیے اینجلل۔۔۔۔وہی جواب۔۔۔۔

کیوں میرے لیے کیوں۔۔۔۔

کیونکہ تم میرے ہو۔۔۔۔۔۔وہ باآخر کہہ گئی تھی۔۔۔۔

اچھا۔۔۔۔۔۔کس حق سے۔۔۔؟وہ وارلٹ نہیں تھا آج وہ ایمر تھا۔۔۔ایک عام انسان۔۔۔۔عوی کا ایمر۔۔۔۔۔۔

بس تم میرے ہو۔۔۔۔تمہیں چوٹ لگ جاتی تو۔۔۔۔اور چھوڑو مجھے درد ہو رہا ہے

وہ جھٹکے سے اس سے دور ہوئی اور لیمپ جلایا۔۔۔

وارلٹ نے سخت نگاہوں سے اسے گھورا تھا۔۔۔وہ سارا تسلسل برباد کر گئی تھی۔

اٹھو نکلو۔۔۔۔جاؤ یہاں سے۔۔۔وہ دھیمے مگر سنجیدہ لہجے میں بولا۔

تم دوا لو اینجل۔۔۔۔

تم نکلو یہاں سے۔۔۔۔۔۔وہ آنکھیں موند گیا۔

میں واپس نہیں آؤں گی اینجل اس نے کہا تو وارلٹ نے اس کا بازو پکڑتے اسے واپس بٹھایا۔

کیا چاہتی ہو۔۔۔۔۔؟

لیکن وہ سوں سوں کرنے میں مصروف تھی۔

درد ہو رہا ہے مجھے الیور۔۔۔اس کے کہنے کی دیر تھی کہ وہ فوراً اس کی طرف متوجہ ہوئی۔۔۔وارلٹ کی مسکراہٹ دیکھتی اسے گھورنے لگی۔

تم جاؤ ابھی۔۔۔میں کسی حق کے بغیر حق جتا کر گناہگار نہیں بننا چاہتا۔۔۔۔۔وہ معنی خیزی سے کہتا اس کی کانپتی تھوڑی سے اوپر اس کے سرخ ہوتے ہونٹوں کو دیکھتا کہہ رہا تھا۔

عوائزہ نے ہونٹ کاٹے۔۔۔۔وہ بات کا مطلب ناجانے سمجھی تھی یا نہیں لیکن اٹھ کھڑی ہوئی۔

سکارف کہاں ہے تمہارا۔۔۔؟وارلٹ نے اسے باہر جاتے دیکھا کہا تو وہ رکی۔۔۔

تمہیں فرق نہیں پڑنا چاہیے۔۔۔۔وہ بنا مڑے بولی۔۔۔

مجھے فرق پڑے یا نہ پڑے تم ایسے باہر گئی تو مجھ سے برا کوئی نہیں ۔۔۔۔۔وہ غرایا۔

اپنا خیال رکھنا اینجل۔۔۔۔۔وہ باہر نکل گئی۔

وہ جو کال کاٹتا وہاں سے ہٹا تھا سامنے کا منظر دیکھ کر اس کی آنکھوں سے شرارے نکلے۔۔۔اس کی آنکھیں شدتِ ضبط سے سرخ پڑی۔

"فائق ۔۔۔۔۔۔۔فائقققق۔۔۔۔۔۔"اس نے کچھ دور کھڑے فائق کو آواز دی۔

جی سر۔۔۔۔۔۔اس نے سامنے دیکھتے کہا تو فائق نے بھی اسی سمت دیکھا ۔۔۔

سر میں یہی آپ کو بتانے والا تھا۔۔۔لیکن۔۔۔۔

بکواس نہیں۔۔۔۔۔۔!

اس غلطی کا جواب میں تم سے کچھ لمحے بعد لوں گا فلحال پانچ منٹ بعد یہاں کی تمام بتیاں گل ہونی چاہیے ۔۔۔۔

کیوں اور کیسے یہ سب تم جانتے ہو۔۔۔گو ناؤوو۔۔۔۔۔۔۔اس نے چیختے کہا۔۔۔۔

اس کا بس چلتا تو اس وقت دنیا کو آگ لگا دیتا۔۔۔۔۔اور ان سب کی آنکھیں نوچ لیتا جن کی نظریں اس پر تھی۔

اُس کے ساتھ وہ کیا کرتا یہ تو کچھ لمحے بعد پتا چل جاتا۔

کیا وہ اس دعوت میں موجود ہے؟ اس نے دھیمی آواز میں پوچھا۔

جی میم۔۔۔۔۔کچھ دیر پہلے ہی آئیں ہیں۔۔۔۔

اوکے دین۔۔۔۔!

اس کے چہرے پر مسکراہٹ چھا گئی۔۔۔۔آخر اس شخص کو تڑپانے کے لیے اس نے یہ سب کیا تھا۔

اس نے کندھے سے ساڑھی ٹھیک کی ۔۔۔۔کہ پہن تو لی تھی لیکن سنبھالنا اب اسے عزاب لگ رہا تھا۔

اوپس سوری۔۔۔

وہ مڑی تو ایک وجود اس سے ٹکرایا اس سے پہلے کہ وہ گرتی سامنے موجود لڑکا اسے جان بوجھ کر قمر سے تھام چکا تھا۔

دور کھڑی یہ منظر دیکھتی دو آنکھوں کی برداشت بس یہی تک تھی اس نے قدم آگے بڑھائے۔

اٹس اوکے۔۔۔۔۔ماہ نے کہتے فوراً اپنا آپ اس سے چھڑوایا اور آگے بڑھی ۔۔۔۔دل دھڑکنے کی رفتار تیز ہوئی تھی۔

یک دم لائٹس اوف ہونے پر اس کے قدم اپنی جگہ منجمند ہوئے تھے۔

ضوریز دوراور کے چہرے پر خرکت تاثرات چھا گئے وہ آگے بڑھا اور سامنے موجود شخص کے پاس سے گزرا، اس کے بعد حال میں موجود لوگوں نے کسی مرد کی چیخ کی آواز سنی تھی۔

ضوریز دوراور اس کے ہاتھ کی پشت پر تیز دھار بلیڈ پھیر چکا تھا۔۔۔۔۔ہاتھ قابو میں رکھو نہیں تو کب تن سے جدا ہو جائیں تمہیں اندازہ بھی نہیں ہو گا۔۔۔

وہ اس لڑکے کے کان کے پاس سرگوشی کرتا اپنے شکار کی طرف بڑھا۔

مخالف کو قمر سے تھامتا اس کے لبوں پر ہاتھ رکھے وہ اسے کندھے پر اٹھاتا سیڑھیاں چڑھتا فائق کے بتائے کمرے میں لایا۔

اس کے جاتے ہی روشنی بحال ہوئی تھی اور سب اس شخص کی طرف بڑھے تھے جس کے ہاتھ سے خون بھل بھل بہہ رہا تھا۔

اس نے کمرے میں لاتے اسے نیچے اتارا اور دروازہ لاک کرتے دروازے کی پشت سے لگایا۔

ماہ اسے دیکھتے سکتے میں چلی گئی۔۔۔۔بیشک وہ اس شخص کو تڑپانے اور دکھانے کی خاطر وہاں آئی تھی لیکن اس کے اتنے قریب!!

وہ پہلی بار تو اس کے اتنا قریب نہیں آیا تھا۔۔۔۔لیکن اب احساسات باغی نہ تھے اس کے۔۔۔۔اس لیے ماہ کے جسم کی لرزش وہ صاف محسوس کرسکتا تھا۔

لیکن اس کی آنکھوں کی سرخی، ماتھے پر پڑے بل، بھینچے ہونٹ اس کی اندورنی حالت کا پتا دے رہے تھے۔

ضا۔۔۔۔۔ضار۔۔۔۔اس کے لب ہلے۔۔۔۔

کیسی ہو مسز ضوریز دوراور ۔۔۔۔۔ضوریز نے اس کے چہرے پر لکیر کھینچتے کہا۔

ماہ نے اپنے سوکھے ہونٹوں پر زبان پھیری۔۔۔وہ اس وقت پوری کی پوری اس شخص کی باہوں کے حصار میں تھی۔

آج وہ اس کے اتنا قریب تھا۔۔۔اس نے دیکھا۔۔۔بلیک تھری پیس سوٹ، مہنگے جوتے اور گھڑی میں وہ شخص آج بھی اتنا ہی حسین تھا، بال جیل سے سیٹ ہوئے تھے، بھوری آنکھیں جو اس نے اپنی ماں سے چرائی تھیں، صاف رنگت اور خوبصورت نقوش، اس کا دل لرزا۔

"چھوڑ۔۔۔چھوڑو۔۔۔"

کچھ یاد آتے ماہ کو ہوش آیا تو احساس ہوا کہ وہ پچھلے تین منٹ سے اسے مسلسل تق رہی تھی اور اسی کے حصار میں تھی۔

ضوریز نے اس کے ہاتھ کو مروڑا اور اس کی قمر کے ساتھ لگایا تو اس کے منہ سے کراہ نکلی۔

اب جھٹکے سے اسے چھوڑا اور اس کا چہرہ دروازے کی طرف کرتے اس کی پیچھے کی ڈوریوں کو دیکھا۔

آدھی قمر اس کی اس گھٹیا لباس میں جھلک رہی تھی۔۔۔اس نے جھٹکے سے اس کا جوڑا کھولا اور اس کا چہرہ اپنی طرف موڑا۔

بہت شوق ہے تمہیں مردوں کی آنکھوں کو اپنے حسن سے خیرہ کرنے کا۔۔۔؟؟ اس نے اس کا جبڑہ پکڑتے اس کی آنکھوں میں شعلہ بار نگاہیں ڈالتے کہا۔

ہٹیں۔۔۔۔ضوریز۔۔۔!

اس نے اپنے آپ کو اس سے دور کرنا چاہا۔۔۔آنکھوں میں نمی جھلکی تھی لیکن اس نے ایک بھی آنسو کو باہر نا آنے دیا کہ کم از کم وہ اس شخص کے سامنے تو کمزور نہیں پڑنا چاہتی تھی۔

ضوریز نے جھٹکے سے اس کے لب مسل ڈالے اس کی نفاست سے لگائی لپسٹک پھیل چکی تھی اب۔۔۔۔لیکن اس کے اندر کی آگ بڑھتی ہی جا رہی تھی۔

ضاااررر۔۔۔۔۔

اس نے بے یقینی کے احساس سے اس کا نام پکارا۔۔۔۔اس کا جسم ہولے ہولے لرز رہا تھا اب کہ اس شخص کی قربت اتنی خطرناک تھی اس کے لیے۔

ضوریز نے دو لمحوں کے لیے اس کا چہرہ دیکھا اور پھر اس کی قمر پر گرفت سخت کرتے اس پر جھکا۔

اس کے لبوں پر قابض ہوتے اس نے آنکھیں بند کی تھیں۔۔۔۔۔۔وہ لڑکی اس کی راتوں کی نیند اڑا لے گئی تھی۔۔۔۔۔اسے کتنا تڑپاتی تھی وہ اور آج کی حرکت تو وہ اس کی بھول نہیں پا رہا تھا۔

ماہ کو لگا وہ اگلا سانس نہیں لے پائے گی۔۔۔اتنی شدت تھی مخالف کی پکڑ میں۔۔۔۔۔یہ پہلی بار تھا کہ مخالف نے اس پر اپنا آپ ایسے دکھایا تھا۔

اس کے کندھوں پر ہاتھ مارتے اس نے اسے دور کرنا چاہا تھا۔۔۔۔لیکن وہ ضوریز دوراور تھا جس نے آج تک کسی کی نہ مانی تھی اب بھی اپنی مرضی سے پیچھے ہٹا تھا۔

تمہاری ہمت کیسے ہوئی یہ بیہودہ لباس پہن کر یہاں آنے کی؟ وہ غرایا تو وہ بھی ہوش میں آئی۔۔۔۔دل چیخ کر رونا چاہتا تھا۔۔سانس اب بھی پھولی تھی لیکن اسے کمزور نہیں پڑنا تھا۔

"میری مرضی۔۔۔۔!"

میری زندگی ہے میں سب کروں گی۔۔۔۔ تم مجھے روک نہیں سکتے ہٹو۔۔۔۔۔۔وہ اس سے اونچی آواز میں چیخی تھی۔

وہ یہاں آئی تھی اسے تڑپانے کے لیے اس کی توجہ کے لیے لیکن اب۔۔۔۔اب وہ پچھتا رہی تھی بُرے طریقے سے۔

بات کرنے کی تمیز بھول گئی ہو تم ماہ۔۔۔۔۔؟

اس نے اس کے بال مٹھی میں قید کرتے اس کا چہرہ اپنے سامنے کرتے کہا۔

چھوڑیں مجھے جانا ہے۔۔۔۔۔وہ اس پر سے نظریں ہٹاتی بولی کہ مزید وہ شخص اس کے قریب رہتا تو اس کا سانس رک جاتا۔

میرا قریب آنا اتنا بڑا لگ رہا ہے ۔۔۔۔تو اس آدمی کا ہاتھ لگانا کیوں بڑا نہیں لگا۔۔۔اس کا اشارہ کچھ لمحے پہلے ہونے والے منظر کی طرف تھا۔

"پلیز۔۔۔!"

ابھی سیڑھیوں میں تھی کہ اس کے کمرے سے آتے شور پر تھمی۔۔۔۔
وہ گھر نا جانے کا بتا چکی تھی کہ سٹیفی کے پاس رکے گی۔۔۔۔ سٹیفی کو اس کی دادی اور آپی جان اچھے سے جانتے تھے اسی لیے اجازت دی تھی اور دوسرا ضوریز فون پر انہیں اس کو بھیجنے کا کہہ چکا تھا۔
لیکن اب وہ گھر جانا چاہتی تھی اس شخص کی آنکھوں میں مزید نہیں رہنا چاہتی تھی۔
لیکن شور آتے وہ تھمی اور واپس اس کے کمرے کی طرف بھاگی جہاں وہ ایک ہاتھ سے سائڈ میز پر پڑی ساری چیزیں گرا چکا تھا اور اب بیڈ کی ٹیک سے سکون سے آنکھیں موندے بیٹھا تھا۔

آگئی ہو تو دوا دیتی جاؤ----اس کے آنے کو محسوس کرتے وہ بولا وہ وہ بھی گہرا سانس بھرتے اسے دوا دینے لگی۔

پھر بکھری چیزیں اٹھانے لگی----

چھوڑو ملازم کر لے گا---اٹھو میری چادر لو اور رومان کو بولو گھر چھوڑ آئے تمہیں

وہ سنجیدہ تھا اب بھی بے حد۔

عوائزہ نے اس کی بات مانتے خود کو اس کی چادر میں چھپایا اور اس کے پاس آتی اس کی بند آنکھوں پر ہاتھ رکھتی اس کے زخم والے بازو پر لب رکھ گئی۔

تمہارا چشمہ میں نے منگوا دیا تھا---لیتی جاؤ رومان سے اس نے کہا تو اس نے گہری سانس بھری۔

اس وقت اسے صرف ایمر سالار سے فرق پڑتا تھا اور کسی چیز سے نہیں۔

جلدی ٹھیک ہو جائیں اینجل -----آپ کی تکلیف عوی کی تکلیف ہے---وہ خوبصورت انداز میں اسے جتلا گئی تھی کہ وہ ضروری ہے۔

یہ بے بسی جو اس وقت میں محسوس کر رہا ہوں نا الیور۔۔۔اس کا بدلہ جس وقت تم میری پناہوں میں ہو گی تب لوں گا اس نے کہا تو عوائزہ بنا جواب دیے نکل گئی۔

ان معنی خیزی لفظوں کا مطلب سمجھنے میں اسے کچھ وقت درکار تھا۔

صبح وہ اٹھا۔۔۔اور نظریں یہاں وہاں گھمائیں۔۔۔۔رات کے سارے منظر یاد کرتے اس نے خود کو بے بس محسوس کیا۔

"عوائزہ رحمان ایمر سالار نے تمہیں اپنا دل دے دیا۔۔۔اس کی رکھوالی اب تم نے کرنی ہے۔۔۔آج میں نے اس مہر کو اپنے دل پر پکا کر دیا ہے۔۔۔۔ پیدائش کے بعد آج دل نے پہلی بار تمہاری تمنا کی ہے اور یہ خواہش میں خود کی خود پورا کروں گا۔۔۔تمہارے لیے وارلٹ وارلٹ نہیں رہا۔۔۔میں ایمر سالار عوائزہ رحمان تمہیں پا لوں گا کہ میرے دل کی واحد خواہش ہو تم۔۔۔تمہارے لیے میں سب کرنے کو تیار ہوں میں پورے ترکی کے سامنے جھک جاؤں گا تمہیں پانے

کے لیے----یہ محبت ہے ابھی اسے عشق میں تم بدلو گی---اب بس یہ دشتِ دل اور ہجر برداشت نہیں کر پائے گا تمہیں میری ہونا ہے میرے نکاح میں آنا ہے میری روح کا حصہ بننا ہے------وہ کہتا اپنی جگہ پر اٹھ کر بیٹھا----" اتنا کمزور نہ تھا کہ یہ زرا سی چوٹ اسے کچھ کہتی لیکن وہ اس کے سامنے صرف اس کی چند پلوں کی توجہ کی وجہ سے نازک بن گیا تھا۔

فون اٹھاتے اس نے رومان کی چالیس مسڈ کالز دیکھیں تھیں ---یہ پہلی بار تھا کہ وہ سکون کی خاطر اور اس کے ساتھ پلوں کی خاطر اپنا فون بند کر گیا تھا۔

اس نے تیزی سے رومان کا نمبر ملایا-----

بولو---

سر---وہ کافی ڈرا ہوا تھا----

جلدی بولو رومان---آج پہلی بار اس کا لہجہ نرم تھا شاید اس ہستی کا اثر اب تک تھا۔

مس عوایزہ رات سے لاپتہ ہیں اور-----

وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا -----

فون تو ضوریز کے نمبر سے بھی کافی آئے تھے۔

صبح صبح بکواس کرنی ضروری ہے-----تمہیں لگتا ہے تمہارا میرا رشتہ مزاق کرنے کا ہے---

میں سچ کہہ رہا ہوں-----رات انہیں میں نے چھوڑ دیا تھا وہ میرے سامنے گھر کے اندر گئی تھیں لیکن اس کے بعد سے وہ لاپتہ ہیں -----ان کی دادی انہیں ڈھونڈ رہیں ہیں --

ضوریز سر بھی کافی پریشان ہیں آپ سے رابطہ کرنا چاہ رہے تھے جو نہیں ہوا۔

رومان اگر اسے کچھ ہوا تو میں آگ لگا دوں گا تمہیں بھی اور اس دنیا کو بھی وہ دھاڑا اور پھر تیزی سے باہر نکلا۔

ضوریز کا نمبر ملایا۔

ایمر---وہ تمہارے گھر سے گئی تھی---تم حفاظت نہیں کر پائے---اگلے پانچ گھنٹوں میں وہ ملی نہ تو بھول جانا اسے---! وہ چیخ رہا تھا---اسے خود بھی ڈھونڈ رہا تھا۔

اس کی گاڑیاں تیزی سے باہر نکلی تھی---آج تیس سالہ زندگی میں وارلٹ دا گریٹ بیسٹ سلوٹ زدہ کپڑوں میں بنا بال بنائے باہر نکل گیا تھا۔

وہ سب اس کی حالت دیکھ رہے تھے-----

ہاہاہاہا------کیا مال ہے---ایسے ہی نہیں وہ اس کمسن کلی پر مرتا---وہ خباثت سے اس کے جسم کو اپنی غلیظ نگاہوں سے تکتا بولا۔

خاکوانی کیا یہ صحیح ہے---؟کیا اسے فرق پڑے گا اس چھوٹی لڑکی سے۔

کیا تم جانتے نہیں کہ یہ ساری عمارت میں پائی گئی ہے---وارلٹ کی تیس سالہ زندگی میں کسی عورت کو اس کے کمرے تک رسائی حاصل نہ ہو سکی اور یہ پائی گئی ہے وہاں---

----

اس بات کا مطلب سمجھتے ہو؟ خاکوانی نے شراب کا گھونٹ گلے سے اتارتے کہا۔

واہ اچھی سرچ کی ہے۔۔۔۔یعنی یہ لڑکی واقع اس کے لیے خاص ہے۔۔۔۔

لیکن ہو سکتا ہے یہ صرف وقت گزارای کا ذریعہ ہو اس کے دوست نے اسے سمجھانا چاہا۔۔۔۔شاید وہ اسے نامحسوس انداز میں روکنا چاہتا تھا وارلٹ کو کون نہیں جانتا تھا ترکی میں۔

وقت گزاری اس نے تیس سالوں میں نہیں کی اور آج اس چھوٹی لڑکی کے ساتھ ہی اسے وقت گزاری کرنی تھی؟

ملازمہ کے بتانے کے مطابق یہ وہ لڑکی ہے جس کا جھوٹھا تک وارلت کھا جاتا ہے۔۔۔۔۔اس نے بتایا وہاں موجود لوگوں کی حیرانگی بنتی تھی۔

وہ جانتے تھے وارلٹ ایک بار کا پہنا کپڑا اور چمچ بھی باہر کا استعمال نہ کرتا تھا کجا کے جوٹھا۔۔۔!

اب یہ میرے پاس ہے----میں اسے ادھیڑ کر اس کے پاس چھوڑ آؤں گا میں اسے بکھر کر گرتا دیکھنا چاہتا ہوں------

واپس کرو دو گے----میں کہتا ہوں مار دینا-----

ہاں لیکن ابھی نہیں -----اس نے میرے اڈے اڑا ڈالے تھے نا سالے نے میں اپنے سارے اڈے اسے سے بنواؤں گا دوبارہ اور مہرا بنے گی یہ لڑکی----

اچھا کھیل ہے----لیکن میں ابھی فرانس جا رہو ہوں اپنی میٹنگ کے لیے اس کے دوست نے کہا وہ وارلٹ سے بِھرنے کی غلطی نہیں کر سکتا تھا۔

ارے جاؤ جاؤ---میں اکیلا کافی ہوں----خاکوانی نے کہا تو وہ چلا گیا۔

"ڈرپوک سالہ------!"

پھر عوائزہ کو دیکھتا وہ اس کی طرف آیا---وہ بہت دنوں سے اس پر نظریں رکھے ہوا تھا جب سے اس ملازمہ نے جو وارلٹ کے گھر ابھی نئی تعینات ہوئی تھی اس نے بتایا تھا۔

ویسے تو اس کے مالک بھی اس کے وفادار تھے لیکن یہ نئی بھرتی کی گئی تھی وہاں۔۔۔اس کا کام گھر کے اندر نہیں باہر گاڑیاں دھونا تھا۔

کیونکہ سیاہ عمارت کے اندر آنے کی اجازت صرف مخصوص ملازموں کو تھی۔

اس نے عوایزہ کے وہاں پہلی بار آنے کا بتایا تھا تو خاکوانی نے بھروسہ نہیں کیا تھا لیکن اس نے ساری بات بتائی تھی۔

کہ کیسے سارے ملازم اس لڑکی پر حیران تھے جو اس کے مالک کو چیخ چیخ کر اینجل کہہ رہی تھی۔

اور پھر اس کا اس گھر میں جانا اس کے کمرے تک رسائی پانا۔۔۔اس کی گاڑیوں میں ساتھ سفر کرنا سب اسے بتاتی گئی تھی۔

کل رومان کے چھوڑ کر آنے پر اس نے اس کے گھر کے اندر گھس کر اسے اٹھوایا تھا۔۔۔۔کئی دن کی پلاننگ رنگ لائی تھی۔

تو تم ہو وہ ہیرا۔۔۔۔چمکتا ہوا۔۔۔لیکن تیری قیمت خود گر جائے گی۔۔۔۔خاکوانی اس کے پاس آیا اور اس کے کاندھے سے اس کی فراک کو چاک کرتا وہاں جھکا۔۔۔۔

اپنے دانت رکھتا وہ اس کو زخم دے گیا۔۔۔و ۔بیہوشی کی حالت میں بھی تڑپی تھی اس لمس پر اور پھر اس کا وجود ساکت ہوا۔

اس نے تصویر اتاری اور اس نمبر پر بھیج دی۔۔۔۔۔

ازمیر کی اصل خوبصورتی پر تو زخم بھی کافی بھلا لگ رہا ہے نہیں ۔۔۔؟ یہ کیپشن کیسا رہے گا اس نے اس تصویر کے ساتھ لکھ کر بھیج دیا۔

وہ جو پاگلوں کی طرح اسے ڈھونڈ رہا تھا اس کے گھر گیا۔

اندر نہیں جانا چاہتا تھا لیکن اب کے سب کر گیا تھا۔

آئندہ اس طرح کا لباس پہننے کی ہمت نہ کرنا۔۔۔۔

مجھے یہی سب پسند ہے۔۔میں یہی پہنوں گی۔۔۔وہ ساری بغاوت جیسے آج ہی کرنا چاہتی تھی۔

ضوریز نے ایک نظر اسے دیکھا اور جھٹکے سے اس کا پلو ہٹایا....

ماہ کی آنکھیں پھٹی۔۔۔۔اس نے بے یقینی سے اسے دیکھا۔۔۔۔

ضوریز نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے اس کی قمر سے ہاتھ اوپر کی طرف بڑھاتے ڈوریاں کھینچی جو پل میں کھل گئی۔

اس کا بلاؤز بھی ڈھیلا ہوا جو اس نے فوراً سنبھالا۔۔۔۔۔

یہ حالات ہیں تمہارے لباس کے مسز ضوریز کے ہاتھ لگاؤ تو تن سے جدا۔۔۔۔تمہیں میں اتنا بیغیرت لگتا ہوں کہ اپنی بیوی کو ایسے بازاروں اور محفلوں کی زینت بننے دو....

اس نے اپنا کوٹ اتارا اور اسے پہنایا کہ اب اسے ٹھنڈ لگ رہی تھی اس کا ہولے سے لرزتا جسم اس سے مخفی نہ رہا تھا۔

"دور رہو۔۔۔۔۔!"

اس نے اس کا کوٹ اتار کر پھینکنا چاہا تو ضوریز نے اس کے ہاتھ روکے۔

ڈرائیور باہر کھڑا ہے -----پیچھے کے گیٹ سے نکلو اور فوراً گھر پہنچو-----

میں-----

یہ حکم ہے میرا مسز ضوریز--------

میں آپ کے کسی حکم کی پابند نہیں اس نے دھیمی سی آواز میں کہا۔

وہ اسے آزما رہی تھی ------ناجانے کیوں؟ اس کے اتنے دن کی دوری اور آج یہ روپ---وہ سب سمجھے سے قاصر تھی۔

ضوریز نے دو لمحوں کے لیے اسے دیکھا اور پھر نرمی سے اس کا ہاتھ تھامتا پیچھے کے دروازے سے اسے باہر لے جانے کے لیے آگے بڑھا۔

گاڑی میں بٹھاتے کچھ یاد آنے پر اس نے ڈرائیور کو آنکھ سے باہر نکلنے کا اشارا کیا اور اس پر جھکا۔

ماہ کا دل ایک بار پھر دھڑکنا بھول گیا۔۔۔۔اس کی طرف جھکتے اپنا کوٹ ہلکا سا ہٹاتے اس کی ساڑھی کی بیک ڈوریاں دوبارہ باندھتے اس کا پلو ٹھیک کیا اور پیچھے ہٹتا بنا اس پر نگاہ ڈالے آگے بڑھ گیا۔

ڈرائیور نے گاڑی چلائی تو اس نے سیٹ کی پشت سے سر ٹکاتے آنکھیں موند لیں۔

اس کے بعد وہ بھی فوراً وہاں سے نکل آیا تھا کہ اب وہاں پر رہنے کا مزید کوئی جواز نہیں بنتا تھا۔

وہ وہاں کیسے پہنچی۔۔۔؟

سر انہیں بھی ثاقب سر کی طرف سے انوائیٹ کیا گیا تھا۔۔۔اور وہ اگلا کیس صدیقی کا لڑ رہی ہیں۔

ماہ کامل نے اسی پارٹی میں صدیقی کو کیس کے لیے ہاں کہا تھا۔۔۔

واٹ ربش۔۔۔۔۔۔ یہ اس کا چوتھا کیس ہے اور پہلے ہی کیس اس نے لیا کس کا ہے ۔۔۔۔۔۔اس نے میز کی سطح پر ہاتھ مارتے کہا۔

وسیم صدیقی اتنی جلدی اس سے کیسے بات کر سکتا ہے ۔۔۔؟ اس نے کچھ سوچتے پوچھا۔۔۔

سر آپ سے دوبارہ پوچھنے سے پہلے وہ اپروول لے چکا تھا میڈم کی طرف سے۔۔۔۔آپ سے اس نے ایسے ہی پوچھا تھا کہ شاید آپ مان جائیں حالانکہ اسے حقیقت معلوم تھی کہ آپ کی طرف سے نا ہی ہو گا۔

ہمہم۔۔۔۔۔۔۔ ٹھیک ہے میں دیکھ لوں گا۔۔۔۔۔ تم نظر رکھو اس پر۔۔۔۔ ماہ اس سے اکیلے میں نہ ملے۔

جی سر میں یقینی بناؤں گا اس بات کو۔۔۔۔۔

گڈ۔۔!

ضوریز نے اس کا نمبر ملایا۔۔۔۔۔جو سوئچ اوف جا رہا تھا۔۔۔۔

اس نے ڈرائیور کا فون ملایا۔۔۔۔۔

چھوڑ دیا تھا میڈم کو۔۔۔؟

سر وہ۔۔۔۔

کیااا۔۔۔؟

سر۔۔۔۔

جلدی بکو۔۔۔۔اتنا وقت نہیں ہے میرے پاس تمہارے وہ سر کا۔۔۔۔اس نے تیزی سے کھڑے ہوتے کہا۔۔

سر انہوں نے راستے میں کسی کلب کے سامنے روکنے کا کہا۔۔۔

اور تم نے روک دیا۔۔۔؟اس کی آواز تیز ہوئی۔۔۔۔

سر وہ ضد کر رہی تھیں اور۔۔۔۔

وہ ضد کرے گی کہ سامنے کسی کھائی سے گاڑی گرادو تو گرا دو گے۔۔۔۔۔۔احمق آدمی۔۔۔۔۔اس نے گاڑی کی چابی اٹھاتے کہا اور کال کاٹی۔

یہ عورت مجھے زلیل کروا کر ہی چھوڑے گی۔۔۔۔اس کی کلب میں موجودگی اور دوسرا اس کا حلیہ یاد کرتے اس کا غصہ بڑھتا ہی جا رہا تھا۔

فائق چلو ساتھ۔۔۔۔اس نے باہر نکلتے فائق کو بولا تو وہ بھی ساتھ ہو لیا۔۔۔۔وہ اس وقت گارڈز کو ساتھ نہیں لایا تھا کہ آگے حالات کچھ بھی ہو سکتے تھے۔

اس نے کلب کے بیک ڈور پر گاڑی روکی اور پچھلے گارڈ کو اپنا کارڈ دکھاتے اندر داخل ہوا۔

یہ کلب وارلٹ کا تھا وہ وہاں اس سے ملنے آتا جاتا رہتا رھا، یا کسی کیس کے سلسلے میں اسی لیے گارڑ جانتا تھا اسے۔

اندر داخل ہوتے ہی اس نے پورے کلب میں نظر دوڑائی جہاں وہ ایک صوفے پر آڑھی ترچھی بیٹھی تھی۔۔۔۔ہاتھ میں جوس کا گلاس تھامے۔

اس نے منہ پر رومال باندھا اور اس کے نزدیک گیا۔۔۔۔اس کے ساتھ صوفے پر اور لڑکی بھی بیٹھی تھی جو سگریٹ سلگا رہی تھی۔

مجھے بھی چا۔۔۔چاہیے۔۔۔

اس نے قریب جاتے اس کے الفاظ سنے تھے جو دوسری لڑکی سے اس نے کہے تھے۔

شیور۔۔۔۔!

اس لڑکی نے نیا سگریٹ اسے تھما کر جلایا۔

وہ تیزی سے اس کے پاس پہنچا۔۔۔اس سے پہلے کہ وہ سگریٹ لبوں کو لگاتی وہ اس کے ہاتھ سے لے چکا تھا۔

دو یہ میرا ہے۔۔۔۔۔اس نے جھومتے سر کو قابو کرتے کہا۔۔۔

فائق یہ گلاس پکڑو اس کا پتا کرو کیا پیا ہے اس نے۔۔۔۔اس نے پیچھے کھڑے فائق کو کہا اور ساتھ بیٹھی لڑکی کو اٹھنے کا بولا۔

لڑکی کندھے اچکاتی اٹھ کر جا چکی تھی۔۔۔۔

اٹھو۔۔۔۔

اس نے اس کا کندھے کو پکڑتے اسے جھنجھوڑتے کہا لیکن اس کا سر ڈھلک کر اس کے شانے پر آ گرا۔

اس نے لب بھینچے اسے جھٹکے سے گود میں اٹھایا اور باہر کی طرف قدم بڑھائے فائق بھی اسے دیکھتا پیچھے آیا۔

سر جوس میں تھوڑا نشہ تھا۔۔۔کل رات تک جب اٹھے گی تو بالکل ٹھیک ہوں گی۔۔۔۔

اوکے۔۔۔۔یہ گاڑی میں لے جا رہا ہوں۔۔۔ڈرائیور کو فون کر دیا کے وہ آ رہا ہے تم گھر چلے جاؤ۔۔۔

اوکے سر۔۔۔اس نے تابعداری سے کہا۔۔

ضوریز نے اسے فرنٹ سیٹ پر بٹھا کر سیٹ بیلٹ باندھی اور سیٹ کو تھوڑا پیچھے کیا اورگھوم کر اپنی سیٹ پر آیا۔

گاڑی کو سو کی اسپیڈ سے بھگاتا وہ اپنے فلیٹ لایا۔۔

اسے کمرے میں لاتے اس نے بیڈ پر لٹایا اور فریش ہونے چلا گیا۔۔۔۔۔ جا کر ٹھنڈا پانی خود پر گرایا لیکن اس کے دل میں لگی آگ کسی طور کم نہ ہوئی۔

چینج کر کے واپس آتے اس نے نمبر ملا کر فون کان سے لگایا۔۔۔۔۔نظروں کا مرکز اب اس کا بکھرا سراپا تھا۔

میری جان دادی کو تو بھول ہی گیا ہے فون اٹھاتے ان کے شکووں کا آغاز ہوا تھا۔

دادی۔۔۔۔۔ماہ کہاں ہے۔۔۔؟اس نے بنا سلام دعا کیے فوراً پوچھا۔

ارے بھئی نہ سلام نہ خیریت دریافت کی تمہیں تو سیدھا اپنی بیوی کی ہی پڑ گئی میاں۔۔۔اپنی دوست کے ہاں گئی ہے۔

ماہ کو بخار تھا اور دوا لینے کے بعد وہ خانساماں کو بتا کر گئی تھی کہ وہ اپنی دادی سے ملنے گئی ہے۔

ضوریز نے جب فون کر کے اس کی خیریت دریافت کرنا چاہی تو خانساماں نے بتایا تھا کہ وہ دادی کے ہاں گئی ہے جس سے وہ پرسکون ہو گیا تھا۔

لیکن پارٹی میں اسے دیکھتے وہ کسی طور اپنا غصہ کم نہ کر پایا تھا۔

کون سی دوست۔۔۔۔اس نے کڑوی کافی جو ملازم ابھی دے کر گیا تھا گھونٹ بھرتے کہا۔

تو کیوں اتنی تفتیش کر رہا ہے۔۔۔؟دادی نے عاجز آتے کہا۔۔۔اس لڑکی کو کتنا منع کیا تھا انہوں نے جو یہاں آنے کے بعد انہیں دوست کا کہتی روانہ ہوئی تھی۔

کیونکہ آپ کی پوتی اس وقت میرے پاس ہے۔۔۔۔کسی دوست کے گھر نہیں۔۔۔۔۔کلب سے برآمد ہوئی ہے آپ کی پوتی۔۔۔۔

ہاااا۔۔۔۔ان کی ڈرامائی آواز سپیکر پر ابھری۔۔۔۔وہ تو کچھ اور کہہ کر گئی تھی۔۔۔۔ تجھے کیسے۔۔۔۔۔۔؟اب میاں بتاؤ میں بوڑھی جان کیا کروں۔۔۔۔؟اس کے پیچھے تو جا نہیں سکتی کہ آیا کہاں جا رہی ہے۔۔۔۔

میں نے تو کہا تھا رک جا لیکن نہیں دوست سے ملنے کی جلدی تھی۔

"میر۔۔۔۔ می۔۔۔میرا۔۔۔۔س۔۔۔۔سر۔۔۔۔"

اس کی آواز پر اس نے اسے دیکھا جو اپنے سر کو تھام کر اٹھی تھی۔

صبح بات ہو گی دادو۔۔۔۔۔۔اپنا خیال رکھیں۔۔۔دوا کا ملازم اسے بتا چکا تھا۔۔۔اور ویسے بھی اس کے گارڈز تھے اس لیے اسے کوئی فکر نہ تھی وہاں کی۔

بات کرواؤ زرا میری ہوش کرواؤں اسے!

صبح بات کرے گی آپ کی لاڈلی۔۔۔۔۔۔ابھی سو گئی ہے۔۔۔اس نے اس کی حرکتوں پر پردہ ڈالا۔

تجھے کہاں سے ملی۔۔۔۔دادای نے تفتیش شروع کر دی تھی آخر وکیلوں نے خاندان سے تھیں۔

دادا ییپی۔۔۔۔ صبح آپ سے ملنے آؤں گا تو سب تفصیل سے بتاؤں گا ابھی رکھ رہا ہوں آپ بھی بے فکر ہو کر سو جائیں۔

اچھا چل تو کہتا ہے تو۔۔۔۔دادی نے خدا حافظ کہتے فون رکھا تو وہ اٹھ کر اس کی طرف آیا۔

لیکن اسے فون آتے ہی وہ باہر کی طرف دوڑا تھا۔۔۔اور وارلٹ کا نمبر ملایا تھا جو بند جا رہا تھا۔

دادی بھی اسے ڈھونڈ رہی تھی کیونکہ وہ اب تک نہ ملی تھیں ----
ضوریز کے فون کاٹنے کے بعد ہی انہوں نے اسے فون کرتے حالات بتائے تھے۔
آج اس نے پہلی بار ازمیر کے کسی گھر کا دروازہ خود سے کھٹکھٹایا تھا اور اندر جانے کی اجازت طلب کی تھی۔
دادی نے اسے دیکھتے پہچان لیا تھا۔۔۔۔اسے تو ہر دن کے اخبار میں دیکھتی تھیں وہ لیکن اس کا یہاں کیا کام۔۔۔
شاید وہ ماہ سے کسی کیس کے سلسلے میں ملنے آیا ہو۔؟
کیا میں یہاں بیٹھ سکتا ہوں وہ بولا تو وہ تھم گئی۔۔۔۔ازمیر کا بادشاہ ان سے اجازت طلب کر رہا تھا جس کی بے رحمی کے قصے اکثر ماہ انہیں سنایا کرتی تھی۔

بیٹھو! وہ خوفزدہ تھی اب----

"عوائزہ رحمان کہاں ہے؟"

"تم اسے کیسے جانتے ہو----؟"

وہ اپنی نازک چھری کو تھامتی کھڑی ہوئیں ----اپنی نازک کلی کا نام اس سے سنتے وہ بوکھلا گئی تھیں۔

مہربانی مجھے بات کرنے کا موقع دیں وہ عاجزی سے بولا تو وہ تھم گئی---وہ ویسا نہیں تھا جیسے انہیں بتایا گیا تھا۔

میں اسے ڈھونڈ لوں گا آپ پریشان مت ہوں----

مجھے وہ چاہیئے -----یہ شہر تو تمہارا ہے تم ہماری کلی کو لا دو وہ اب رونے لگی تھی----ان کی سوجی آنکھیں اس بات کی گواہ تھی کہ وہ روتی رہیں ہیں۔

میں وعدہ کرتا ہوں لگلے چوبیس گھنٹوں میں وہ آپ کے پاس ہو گی ----لیکن کیا وہ مجھے مل سکتی ہے وہ نظریں جھکائے بولا۔

کیا مطلب ہے اس بات کا؟وہ رعب سے دھاڑی۔

میری بات سمجھیں ----مجھے وہ چاہیے----اسے میرے نکاح میں دیں----وہ بولا تو وہ تھم گئی---

میاں تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے----وہ چھوٹی ہے تم سے بہت سال---ابھی بالغ بھی نہیں ہوئی ہے وہ----تم سٹھیا گئے ہو کیا خبردار اس کا نام بھی اپنی زبان سے لیا وہ دحشت سے بولی۔

پلیز---وہ میرے دل کی واحد خواہش ہے---وہ ان کے قدموں میں بیٹھ گیا۔

یہ اس کی محبت تھی ------ازمیر کا بادشاہ ہوتے آج وہ کسی کے قدموں میں بیٹھا تھا---اگر اسے جاننے والے یہ دیکھتے تو سو بار مرتے سو چار زندہ ہوتے۔

وہ وہیں تھم گئیں---اور بیٹھ گئیں ------وہ شخص عام نہیں تھا یہاں کی سلطنت کا بادشاہ تھا وہ جو اس وقت ان کے قدموں میں بیٹھا تھا وہ تو سب حاصل کر سکتا تھا تو پھر التجائیں کیوں؟

"کیا چاہتے ہو؟"

عوائزہ!

"کیوں؟"

مجھے محبت ہے اس سے---میرا رواں رواں اس کا طلب گار ہے---میرے دل کی واحددد خواہش ہے وہ---مجرے لیے میرا پورا ازمیر ہے وہ-----

ازمیر یا عوائزہ؟ انھوں نے پوچھا۔

ازمیر----میری پہلی محبت ہے اور وہ آخری اور محبتیں پہلی ہو یا آخری چھوڑی نہیں جاتی۔

وہ مسکرانے لگیں ---تم ہمارے اس چھوٹے سے سبق میں پاس نہیں ہو پائے جاؤں میاں اپنا کام کرو---

آپ ایسا نہیں کر سکتیں وہ چلایا----تو سارے گارڈ اندر بھاگے آئے وہ ڈر گئی۔

نکلو باہر اور اب اندر مت آنا میں مر بھی گیا تو بھی نہیں وہ دھاڑا اور پھر سے خاموشی چھا گئی۔

وہ ان کے قدموں کو ہاتھ لگا گیا---

"عوائزہ میری ہے----میں مر کر بھی اس کے ساتھ کسی کو نہیں دیکھوں گا----آپ اسے مجھے دیں یا نہیں لیکن یہ جان لیں کہ میری مہر لگ چکی ہے اس پر----وہ میری تھی ہے اور مستقبل میں بھی میرے نام سے جانی جائے گی اور اگر وہ میری نہیں ہوئی تو پورا ازمیر کیا پورا ترکی میں بھی کوئی ہمت نہیں رکھتا کہ اس کے پاس بھٹک بھی پائے-----"

وہ ساری عمر وارلٹ کے نام پر جئے گی وہ عجیب جنونی ہو گیا تھا۔

میرا جواب اب بھی نا ہے-----

ٹھیک ہے میں عزت سے سب چاہتا تھا---یہ اس کی محبت تھی کہ میں یہاں تک چل کر آیا، یہ اسکی دیوانگی تھی کہ میں آپ کے قدموں پر جھک گیا۔

اس سے زیادہ ایمر سالار اپنے آپ کو نہیں جھکا سکتا----جائیں بچا سکتی ہیں اسے تو بچا لیں----

ہم ڈھونڈ لیں گے اسے----آپ کو ضرورت نہیں ہے ہم سب سے دور رہیں وہ بولی تو وہ تمسخرانہ مسکراہٹ لیے واپس مڑ گیا۔

میں انتظار کروں گا۔۔۔۔۔واپسی پر جاتے اس نے ضوریز کو دیکھ کر مسکراہٹ اچھالی تھی۔

وہ اس کے جانے کے بعد وہیں بیٹھ گئیں تھیں ۔۔۔۔۔وہ کچھ نہیں سوچ پا رہی تھیں۔

ضوریز وارلٹ سے بعد میں بات کرنے کا سوچتے ان تک آیا۔

آپ کو کیا منظور ہے۔۔۔؟ وہ جاننا چاہتا تھا تب ہی کچھ کر پاتا۔

عوائزہ جو چاہے گی۔۔۔۔۔انہوں نے گہرا سانس بھرا۔۔۔۔اس شخص کی آنکھوں میں محبت کا عکس دیکھ سکتیں تھیں وہ۔۔۔۔ایسے ہی نہیں کوئی جھکتا کسی کے لیے۔۔۔ محبت ہی ہے جو بادشاہ سے فقیر بنا دیتی ہے انسان کو۔

آپ ایمر سالار کو عوائزہ دے سکتی ہیں؟

تم بتاؤ؟

اگر میں کہوں میری طرف سے ہاں ہے۔۔۔اور وارلٹ کی ضمانت میں دیتا ہوں پھر؟

تم اسے جانتے ہو؟ آج وہ حیران پر حیران ہو رہیں تھیں۔
دوست ہے میرا۔۔۔۔اس کے سارے کیس میں دیکھتا ہوں۔۔۔۔اور وہ سچ کہہ کر گیا ہے۔۔۔میں سب پہلے سے جانتا تھا۔۔۔آپ سے بات کرتا لیکن وہ خود آ کر جب مانگ گیا ہے تو اب آپ کا کیا فیصلہ ہے؟
مجھے منظور ہے! ان کا جواب سنتے وہ مسکرایا (اچھی گیم کھیل گیا ہے سالہ)
بس ٹھیک ہے پھر۔۔۔۔۔آپ مطمن ہو جائیں وہ اسے کچھ نہیں ہونے دے گا۔۔۔۔چوبیس گھنٹے نہیں وہ چھ گھنٹوں میں اسے ڈھونڈ نکالے گا وہ کہتا ان کا ماتھا چومتا اس کے پیچھے گیا۔
رب العالمین سب میرے بچوں کی حفاظت فرمانا۔
اور پھر فاخرہ بیگم نے اپنے سارے ریسورسز لگائے تھے لیکن اپنی پوتی کو نہ پا سکیں تھیں پھر صبح سے دوپہر اور پھر شام سے رات ہو گئی۔
اپنا فون چیک کرتے وہ وہیں بیٹھ گئیں تھی!
"ازمیر کی اصل خوبصورتی پر تو زخم بھی کافی بھلا لگ رہا ہے نہیں۔۔۔؟"

انہوں نے وارلٹ کا نمبر ضوریز سے لیتے اسے فون ملایا۔

اسے ڈھونڈو!وہ سسکی----

اسے ڈھونڈ چکا ہوں میں---میرے پاس ہے وہ بالکل ٹھیک---آپ سب فوراً پہنچیں مجھے وہ میرے نکاح میں چاہیے ابھی اور اسی وقت----

اور وہ تصاویر؟

سب ہٹا دی گئیں ہیں؟ اس نے اور کچھ بھی نہیں کہا تھا---

اور پھر انہوں نے دیکھا جیسے چند منٹوں میں ہر پلیٹ فارم سے اس کی تصویر ہٹا دی گئی تھی جسے لگے اچھی اٹھارہ منٹ ہی ہوئے تھے وہ واقعی وارلٹ تھا۔

وارلٹ نے اس تصویر کو ہٹاتے ہی اپنی گاڑیوں کا رخ اس کے فارم ہاؤس کی طرف کیا تھا وہ جانتا تھا وہ وہیں ہو گا----

لیکن وہ وہاں نہیں تھا----اس نے وہاں کی ایک ایک چیز تباہ کر دی تھی اس کا بس نہیں چل رہا تھا دنیا کو آگ لگا دے۔

وہ رکا۔۔۔اسے فون آیا تھا خاکوانی کا۔۔۔اس نے رومان کو اشارہ کیا تو رومان نے اس کا فون لیپ ٹاپ سے اٹیچ کیا۔

ہاں تو وارلٹ کیسا لگا میرا وار۔۔۔اور دیکھو یار میرے فارم ہاؤس کو بگاڑ دیا تم نے اتنی مہنگی چیزیں رکھیں تھی میں نے وہاں۔۔۔۔

وہ لڑکی واپس کرو مجھے۔۔۔۔۔

ہاہاہا۔۔۔ جلدی پہچان گئے۔۔۔۔۔ خیر مدعے پر آتے ہیں پہلے بتاؤ بدلے میں مجھے کیا ملے گا۔۔۔۔؟

موت۔۔۔۔۔!!

وارلٹ پھنکارا تو دوسری طرف پل کے لیے خاموشی چھا گئی۔

اب تک تو اس کے جسم کے ناجانے کس کس۔۔۔۔۔۔

بکواس نہیں ۔۔۔۔۔! بولو کیا چاہیئے وہ دھاڑا۔۔۔۔

ہاہاہا۔۔۔ لڑکی واقع اہمیت رکھتی ہے۔۔۔۔تو سنو مجھے میرے اڈے واپس چاہیے۔۔۔

ان کی تو راکھ ہی صرف مل سکتی ہے تمہیں وارلٹ نے کہتے فون کاٹ دیا کیونکہ اس کا کام ہو چکا تھا۔

وہ اس کی لوکیشن ٹریس کر چکے تھے---وہ سیاہ عمارت کے آس پاس تھا-----

اس نے دماغ لگایا تھا کہ وارلٹ پوار ازمیر گھومے گا لیکن کبھی سیاہ عمارے کے آس پاس کے علاقے کو نہیں چھانے گا اور یہی اس سے غلطی ہوئی تھی۔

وارلٹ لگلے دس منٹ میں وہاں تھا لیکن نا محسوس انداز میں -------اس کے لوگ پھیل گئے تھے وہاں-----

وہ اندر بھی پچھلے دروازے سے ہوا تھا----

دوسری طرف خاکوانی بوکھلا گیا تھا---وارلٹ نے اس کی بات سنے بغیر کال کاٹ دی تھی------مطلب اس کے لیے یہ لڑکی معنی نہیں رکھتی تھی----وہ اپنی ہی گیم میں پھنس گیا تھا۔

اس نے ہیلی کاپٹر منگوایا تھا اب وہ اس لڑکی کو لے کر یہاں سے جلد نکلنے والا تھا۔

وارلٹ کے آدمیوں کو دیکھتے وہ لڑکی کو وہی پھینکے خود ہیلی کاپٹر کی طرف بھاگا تھا۔

گارڑز نے اس کے ہیلی کاپٹر کا نشانہ لینا چاہا جو ہوا میں ہلکا سا گھوم رہا تھا۔

وارلٹ کے اشارے پر سب تھم گئے۔۔۔۔اس نے دشمن کو جانے دیا تھا یعنی دشمن کو وہ فرصت میں بے رحمی کی موت مارنا چاہتا تھا۔

اس نے عوائزہ کو تھاما اور واپس سیاہ عمارت لاتا اپنے کمرے میں لٹایا اس کو اپنے کمفرٹر کی چھپا گیا۔

اب وہ صرف انتظار کر رہا تھا۔۔۔۔اس تصویر کو وہ پندرہ منٹ میں ہٹوا چکا تھا۔۔۔خاکوانی کا ہوم ورک اچھا نہیں تھا شاید وہ جانتا تھا کہ کس پر ہاتھ ڈال رہا ہے۔۔۔۔۔۔

یہی وجہ تھی کہ وارلٹ نے اسے دو گھنٹوں کے اندر اندر جا لیا تھا۔۔۔۔

اب وہ صرف ضوریز کے فون کے انتظار میں تھا اور اس کا انتظار ختم ہوا اس کا نمبر دیکھتے وہ مسکرایا۔

تو ابھی رُک بھی سکتا تھا۔۔۔اسے میسج موصول ہوا تو اس کے ماتھے پر شکنیں پڑی۔

اچھا تو سالہ رکا تھا اس پارٹی میں جس میں تیری بیوی نے ساڑھی۔۔۔

اوقات میں رہ۔۔۔۔ضوریز کا میسج موصول ہوتے ہی وارلٹ کا قہقہہ گونجا تھا اور اس کے بعد اس نمبر نے وارلٹ کو بلاک کر دیا تھا۔

وہ واپس آیا اور عوایزہ کو دیکھا۔۔۔اس کے بال ہٹاتے اس پر جھکنا چاہا تھا لیکن رک گیا۔

اب ایک بار ہی تفصیل سے تمہاری روح میں بسو گا میں الیور۔۔۔۔۔وہ کہتا باہر نکل گیا۔

اور پھر ضوریز دادی کو لیتا وہاں گیا تھا۔۔۔دادی چاہتی تھی کہ ماہ کو ہوش آجائے تب ہی اس کی موجودگی میں نکاح ہو۔۔۔

لیکن ضوریز ایسا نہیں چاہتا تھا۔۔۔وہ ناجانے کب تک ہوش میں آتی اور وارلٹ کو اتنی دیر وہ نہیں روک سکتا تھا۔

اور اس کی بہن پر وہ شخص اگر حق جتا رہا تھا تو اس کا ایسا کرنا بنتا تھا۔۔۔وہ بھی شاید عوائزہ کو ڈھونڈتا تو اتنی جلدی نا ڈھونڈ پاتا۔

ان کی موجودگی میں نکاح ہوا تھا۔۔۔کیسے وہ بھی ایک مشکل مرحلہ تھا۔

عوایزہ مل چکی تھی۔۔۔نکاح ہو گیا تھا۔۔۔وہ اس سے ملتا اسے پیار دیتا دوبارہ آنے کا کہتا دادی کو لے کر چلا گیا تھا۔۔۔

اور اب وہ ماہ کو دیکھنے آیا تھا۔۔۔اس کی حالت نہ تھی کہ اسے یوں ہی چھوڑا جاتا۔

ضوریز اس کے پاس آیا اور اسے دیکھنے لگا۔۔۔وہ اپنا سر تھام کر آنکھیں جھپکتی یہاں وہاں دیکھنے کی کوششوں میں تھی۔

تم اپنی شرٹ اتارو۔۔۔وہ اس کی طرف انگلی اٹھاتی بولی۔

واٹ نانسینس۔۔۔۔۔!ضوریز نے ناگواری سے کہا۔

ہاں یہ مجھ پر زیادہ اچھی لگے گی اتارو اسے ابھی۔۔۔۔وہ چیخی تو وہ اس کے نزدیک آیا۔

تم پر اچھی لگے گی یہ مانتا ہوں میں لیکن ابھی تمہیں آرام کی ضرورت ہے وہ اس کا سر دوبارہ تکیے پر رکھتا بولا۔

ام ہمم۔۔۔۔۔مجھے تمہارے ساتھ سونا ہے نہیں تو نہیں سونا وہ سر زوروشور سے نفی میں ہلاتی بولی۔

آگے تو جیسے محترمہ میرے ساتھ سوتی ہیں۔۔۔۔ صبح ہوش میں میرے کمرے میں ،میرے نزدیک خود کو دیکھ کر شاید تم خود کشی ہی کر لو ماہ میڈیم۔۔۔۔۔

ابھی مجھے کچھ کام ہے خاموش رہو۔۔۔

افففف۔۔۔۔۔

جلدی آجاؤ وہ وہی ضدی لہجے میں بولی۔۔۔۔

وہ خاموشی سے اس کے پاس بیٹھا۔۔۔۔۔

میرا سر دبا دو پلیز۔۔۔۔۔ماہ نے آنکھیں پٹپٹاتے معصومیت سے کہا تو اس نے اسے گھورا اور پھر آہستگی سے اس کا سر دبانے لگا۔

ساری ناراضگی اور غصہ ایک طرف رکھ کر وہ اس کی دیکھ بھال کر رہا تھا۔

اسے انتظار کرنا تھا کب اس کا نشہ اترتا۔۔۔۔۔اسے وارلٹ پر بھی غصہ آیا وہ کیوں نشہ آور ڈرنکس رکھواتا تھا کلب میں۔

لیکن کلب بنائے ہی کس لیے گئے ہیں ۔۔۔ غلطی اس کی بیوقوف بیوی کی تھی حالات کیسے بھی ہو سکتے تھے، اسے اب تک اس شخص کا اسے ہاتھ لگانا نہیں بھولا تھا۔

ماہ صحیح کہتی تھی وہ ایک ٹیپیکل مرد تھا، اپنی بیوی کے لیے پوسیسو اور حساس، اور بیوی بھی وہ جو بچپن کی محبت تھی اس کی، اس کی ایک تکلیف پر وہ بھی کراہ اٹھتا تھا۔

وہ دوبارہ آنکھیں بند کر گئ تو وہ اس سے دور اٹھ کر میز پر آیا اور لیپ ٹاپ اٹھا کر اپنا کام کرنے لگا۔۔

وہ ہمیشہ ایسی ہی ظالم رہی تھی اس کے پاس آتے اس کے احساسات کو جگاتی تھی اور پھر اپنے عمل سے اسے جلا کر بھسم بھی کر دیتی تھی۔

اس تڑپ کا بدلہ سود سمیت لوں گا تم سے ماہ اس نے سرد آہ بھری اور کام میں مصروف ہو گیا۔

ہوش تو تب آیا جب اپنے پیچھے کسی وجود کا گمان ہوا اس نے گردن موڑی تو وہ آنکھیں مسلتی کھڑی تھی۔

کیا ہوا؟

تمہیں میں نے سونے کو بولا تھا۔۔۔وہ گرنے لگی تو ضوریز نے اس کا ہاتھ تھاما۔

وہ اسے دیکھنے لگی۔۔۔۔اس کی آنکھوں کی چمک ضوریز سے مخفی نہ رہ سکی تھی۔۔۔۔وہ پہلی بار خود کے لیے اس کی آنکھوں میں چمک دیکھ رہا تھا۔

اس کے لبوں پر مسکراہٹ بکھری۔۔۔۔

"تو ماہ کامل جلد آپ ضوریز دوراور کے پاس ہوں گی حق سے۔۔۔۔جس راہ کا مسافر میں ہوں تم نے بھی وہاں قدم رکھ دیا ہے اب بس دیکھنا یہ ہے کہ تم کتنی جلدی ہار مانتی ہو۔"

ماہ نے ہاتھ بڑھاتے اس کے قریب آنا چاہا۔۔۔وہ چاہ کر بھی اس کے ہاتھ جھٹک نہیں پایا اس کے ہاتھ تھامے اور اسے گود میں بٹھاتے ٹانگیں میز پر رکھیں۔

ضاررر۔۔۔۔۔

ہمم۔۔۔

کام مت کرو۔۔۔ مجھ پر دھیان دو۔۔۔۔وہ اس کے کندھے پر سر رکھے بولی۔۔۔وہ لمحہ بہ لمحہ اسے حیران کر رہی تھی

کیوں؟ تمہیں تو میں پسند نہیں تھا؟ اس کی آنکھیں مسلسل مسکرا رہی تھیں۔

تم مجھے ابھی بھی پسند نہیں ہو۔۔۔لیکن میرے دل کو تو آ گئے ہو نا۔۔۔۔ تم مجھے ایسے نظرانداز نہیں کر سکتے۔۔۔۔۔

سہی کہتے ہیں لوگ شاید نشے میں انسان سب سچ بولتا ہے اس نے لیپ ٹاپ بند کیا اور اس کی طرف متوجہ وہا۔

آج خلاصوں کی رات تھی۔

لیکن تم تو عالیان سے محبت کرتی ہو---وہ سنجیدگی سے پوچھنے لگا۔

ہم اہم----اس نے تیزی سے سر ناں میں ہلایا---وہ میرا سب سے اچھاااا دوست ہے بس دوستنت پر وہ بھی برا ہے بہت---میں نے اسے ہزار بار بلایا ہے وہ نہیں آیا۔

وہ کہتا ہے کہ میں اسے آئی لو یو بولوں---لیکن میں کیسے بولوں میں نے کبھی اس سے محبت نہیں کی----

ماہ مت بھولو دادی کو تم نے کہا تھا کہ تمہیں عالیان سے محبت ہے؟

"وہ میری ضد تھی----مجھے تم پسند نہیں تھے میں تم سے شادی نہیں کرنا چاہتی تھی اس لیے مجھے عالیان کے نام کا سہارا لینا پڑا۔"

کیوں نہیں چاہتی تھی؟

دادی نے مجھ پر تمہیں فوقیت دی تھی۔

اور اب--؟

اب میں پسند ہوں؟ وہ یہ بات تو پہلے ہی جانتا تھا کہ اسے عالیان سے محبت نہیں ہے صرف اٹیچمنٹ ہے لیکن وہ بھی کیوں ہے اسے یہ بات ناگوار گزرتی تھی، وہ اس کی بیوی ہو کر کسی اور کو بلائے یہ بات اسے تازیانے کی طرح لگتی تھی۔

عالیان کے بارے میں اس نے ساری انفارمیشن لے ہی تھی اور اسے پتا لگا تھا کہ عالیان وہی ہے جس کا ماہ کے لیے اس نے سر پھاڑا تھا۔

اس لڑکے کو ماہ چاہیے تھی---لیکن پھر یہاں ترکی آتے ماہ کو پانا چاہا تھا---اس نے لیکن محبت سے---یہ ممکن نہ تھا۔

ضوریز نے اسے رابطہ کر کے بتا دیا تھا کہ وہ اس کے نکاح میں ہے اور بچپن کی ہوئی اس غلطی پر اس سے معافی بھی مانگی تھی۔

عالیان سمجھ گیا تھا سب------اسی لیے وہ واپس چلے گیا تھا لیکن----دل سے ماہ کو نکال نہیں پایا تھا، شاید اسے پہلے ہی دل پر بند باندھ لینے چاہیے تھے یہ جانتے ہوئے بھی کہ وہ نکاح میں ہے اور اسے بس اچھا دوست سمجھتی ہے۔

ابھی بھی نہیں پسند وہ کہتی مسکرائی تھی آنکھیں ابھی بھی بند تھیں۔

دونوں کے درمیان خاموشی چھا گئی----ماہ نے آنکھیں کھولیں اور پیچھے ہوتے اسے دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

وہ مسکرائی لیکن جواب میں وہ مسکرا نہ سکا---وہ جانتا تھا وہ نشے میں ہے---نشہ ختم ہوتے ہی وہ اس سے پھر وہی دوری بڑھائے گی۔

"seni öpmek istiyorum"

کیا؟ اسکے چودہ طبق روشن ہوئے تھے -----اسے لگا اس نے کچھ غلط سنا ہے---

کیا تمہیں ترکی زبان نہیں آتی میں نے کہا ہے میں تمہیں کس کرنا چاہتی ہوں؟

اور میں ایسا نہیں چاہتا اٹھو اور جا کر اپنے کمرے میں سو۔۔۔۔وہ سنجیدگی سے کہنے لگا تو اس نے منہ بسورا۔

پھر اس کی شرٹ کے کالر کو جھٹکے سے اپنی طرف کھینچتے اس نے اس کی آنکھوں میں دیکھا تھا وہ تو ساکت سا بس اس کی ہر حرکت کو ملاحضہ کر رہا تھا۔

تم بہت پیارے ہو۔۔۔لیکن بس بس میرے ہو وہ کہتی اس پر جھکی تو اس نے آنکھیں بند کر لیں۔

میں نے کہا تھا نا تم اس قربت کو ترسو گی ماہ۔۔۔۔اس نے دل میں سوچتے مسکراتے دوبارہ آنکھیں کھولیں۔

وہ اس کے گالوں کو عقیدت سے چوم رہی تھی اور پھر اس کی آنکھوں کو، ماتھے کو اور ناک کو ٹھوڑی پر آخری بوسہ دیتے اس نے گہرا سانس بھرا جیسے لمبی دوڑ سے آئی ہو۔

"بس؟"

ہم۔۔۔۔ابھی کے لیے اتنا ہی۔۔۔

ضار۔۔۔۔اسکا ہر بار ضار پکارنا اس کے دل میں نئی آگ لگا جاتا تھا۔

آج میں تمہیں کیسی لگ رہی ہوں اس کا اشارہ اپنے حلیے کی طرف تھا جو آج اس نے اپنایا تھا۔

آئندہ کے بعد اس حلیے میں تم گھر سے نکلی تو میں ٹانگیں توڑ دوں گا تمہاری وہ غرایا۔

تو کیا تمہارے سامنے پہن سکتی ہوں؟ وہ آنکھیں پٹپٹاتے بولتی اسے مسکرانے پر مجبور کر گئی۔

ہاں! اس نے کہا تو وہ اس کی گردن میں باہیں ڈال گئی وہ اسے آج بے حال کرتی تڑپا کر مارنے کا ارادہ رکھتی تھی۔

بیوی بندہ بشر ہوں بھٹک سکتا ہوں۔۔۔۔لیکن بھٹکنا نہیں چاہتا۔۔۔۔کیونکہ تم خود آؤں گی میرے پاس اس لیے اٹھو جا کر سو جاؤ تمہیں آرام کی ضرورت ہے۔

تم بھی آؤ!

اس نے کہا تو ناچار اسے اٹھنا پڑا۔۔۔یہ تو طے تھا آج وہ اس کے بغیر سونے نہیں والی تھی۔

ضوریز اس کے ساتھ لیٹا لیکن وہ اس کے ساتھ چپک کر لیٹی تھی۔۔۔ضوریز نے اس کے سونے کا انتظار کیا اور پھر اسکی گہری سانسوں کو محسوس کرتے اسے دور کر کے لٹایا اور خود بھی سونے کی کوشش کرنے لگا۔

ابھی کچھ دیر ہی گزری تھی جب اسے سسکیوں کی آواز سنائی دی وہ فوراً اٹھا اور اسے اپنی طرف کھینچا۔

میسر مجھے ہزار لوگ ہیں
مگر ہائے وہ ایک شخص
جو بہت قریب ہوتے ہوئے بھی
پہنچ سے دور ہے میری

از قلم سُنیہا رؤف۔

عوائزہ کو ہوش آگیا تھا لیکن اپنے گھر والوں کو سیاہ عمارت میں اور خود کو وارلٹ کے کمرے میں دیکھتے وہ حیران تھی۔

اس کی دادی نے اس مختصراً بتایا تھا کہ کیسے وارلٹ اسے خاکوانی سے بچا کر لایا تھا اور ------پھر نکاح------

وہ اتنی بچی نہ تھی ------شادی جیسے رشتے کو نا جان پاتی----لیکن وہ ابھی راضی نہ تھی۔

وارلٹ نے اس کا انکار سننے سے پہلے ہی سب کو باہر بھیجا اور اس کے نزدیک آیا۔

''تم، تم کیا کر رہے ہو---؟''

وہ ڈری سہمی بولی ''تم سے شادی کا انتظام، تم نے سوچ کیسے لیا کہ مجھ سے دور ہو پاؤ گی تم پر پہلے دن سے ہی وارلٹ کے نام کی مہر لگ چکی ہے اب تم خود بھی خود کو وارلٹ سے رِہا نہیں کروا سکتی'' ''میں مر جاؤں گی''!

وہ سسکی"اور اگر تم نے میرے علاؤہ کسی سے بات بھی کی تو میں تمہیں خود مار دوں گا"

وہ دھاڑا تو وہ سہم گئی۔۔۔۔کچھ لمحے خاموشی سے سرک گئے

"انکار کرنے والی ہو؟"

ہاں۔۔۔

وجہ بتاؤ؟

آپ مجھ سے بہت بڑے ہیں!

اسلام اس کی اجازت دیتا ہے۔۔۔۔وہ بولا تو وہ لاجواب ہوئی۔۔۔

کوئی ٹھوس وجہ لاؤ؟

مجھے کسی کھیل کا حصہ نہیں بننا وہ بولی تو وہ سمجھ گیا کہ اس کے دماغ میں کیا چل رہا ہے۔

فلحال۔۔۔نکاح میں مجھے قبول کرو۔۔۔اپنے اینجل کو موقع دو۔۔۔اور۔۔۔

مجھے کچھ نہیں کرنا مجھے واپس جانا ہے۔۔۔

عوائزہ رحمان اگر تم نے منع کیا تو میں تمہیں جان سے مار دوں گا۔۔۔اس نے کہا تو عوائزہ کے قدم باہر جاتے رکے۔

مجھے اتنی بچی مت سمجھیں۔

"تو چلو مدعے پر آتے ہیں ۔۔۔۔ تم میرے قریب آ چکی ہو۔۔۔مجھے کس کر چکی ہو اور ان سب کے ثبوت ہیں میرے پاس میں وہ سب میڈیا پر نشر کر کے تمہیں اپنی گرل فرینڈ ثابت کر دیتا ہوں تمہاری اپنی فیملی تمہیں جھوٹا سمجھے گی ۔۔۔ تم نے انہیں دھوکا دیا ہے ایک نامحرم کے قریب جا کر اور۔۔۔"

تم۔۔۔۔۔وہ ششدد رہ گئی۔۔۔۔

ہاں یا ناں؟

"تم ایسا نہیں کرو گے اینجل۔۔۔۔"

بولو ہاں۔۔۔۔۔میں نہیں چاہتا دنیا تمہیں وارلٹ کی گرل فرینڈ کے نام سے جانے۔۔۔کیونکہ اس سے تمہاری اور تمہاری فیملی خطرے میں آجائے گی۔۔۔۔

مجھ۔۔۔مجھے۔۔۔۔

"مجھے منظور ہے۔۔۔!"

لیکن یاد رکھنا اس کے بعد تم عوائزہ رحمان کے اینجل نہیں رہو گے وہ بولی تو وہ اسے سخت نگاہوں سے گھور کر باہر نکل گیا۔

نکاح کی رسم خوش اسلوبی سے ہوئی۔

وہ عوائزہ رحمان سے عوائزہ امیر سالار بن گئی تھی۔

دادی مجھے گھر جانا ہے؟ وہ نکاح ہوتے ہی کھڑی ہوئی۔

تم کہیں نہیں جا سکتی الیور۔۔۔۔

اس کی جان کو خطرہ ہے اب کیونکہ خاکوانی اب بھی آزاد ہے اگر اس کی حفاظت کر سکتے ہیں تو لے جاؤ اور اگر اسے ایک بھی خروچ آئی تو تم سب کو جان سے مار دوں گا۔

تمیز سے بات کرو۔۔۔ ضوریز چیخا تو وارلٹ نے آئبرو اچکائی۔۔۔

جو عوائزہ کہے گی وہ ہو گا دادی نے یک دم فیصلہ کیا تو سب کی نظروں کا رخ عوائزہ کی طرف مڑا۔

عوائزہ نے گھبرا کر وارلٹ کو دیکھا تو وہ مسکرایا۔۔۔۔پُراسرار مسکراہٹ ۔۔۔۔اسے پہلی بار اس کی مسکراہٹ سے ڈر لگا تھا۔

وہ اس کی نظروں کا مفہوم سمجھ گئی تھی۔۔۔وہ یہاں سے جاتی تو بھی وہ اپنا کہا سچ کر دیتا بیشک میڈیا پر نہیں لیکن اس کی فیملی کے سامنے تو۔۔۔۔اور وہ اپنی دادی کا سر جھکا ہوا نہیں دیکھ سکتی تھی۔

دادی میں آپ سے ملنے آؤں گی کل وہ کہتی اوپر کی طرف بھاگ گئی تو مسکراتا کھڑا ہوا۔

دادی کے قریب آیا اور سر جھکایا۔۔۔۔۔۔۔کچن سے یہ منظر دیکھتا شیف آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہا تھا۔

اس نے ازمیر کو جھکانا سیکھا تھا خود جھکنا نہیں لیکن آج ایک لڑکی اسے جھکا گئی تھی۔

"ilgileneceğime söz verdim"

میں اس کا خیال رکھوں گا وعدہ رہا۔۔۔۔اس نے کہا تو انہوں نے اسکے سر پر ہاتھ رکھ دیا۔

وہ بچی ہے وہ بہت نخرے کرتی ہے۔۔۔۔۔۔وہ بتانے لگی۔

میں سب پورا کروں گا۔۔۔۔اور جس دن آپ وارلٹ کی زمہ داری میں کوئی غلطی محسوس کریں میں اجازت دیتا ہوں اس دن آپ اسے یہاں سے لے جائیے گا اس نے کہا تو دادی مطمئن ہوتی اس کے سر پر ہاتھ رکھ گئیں۔

ضوریز کی وہ بہن تھی، چھوٹی جان سے پیاری لیکن وہ مطمئن تھا کیونکہ وارلٹ کو وہ اب سے نہیں بہت سالوں سے جانتا تھا اور اس میں تبدیلیاں محسوس کرتے اس نے اس پر نظر رکھی تھی۔

اور یہ جان کر اسے جھٹکا لگا تھا کہ وہ عوائزہ میں دلچسپی لے رہا ہے۔

اور پھر کل ہی تو وارلٹ نے اس سے اس کی بہن مانگی تھی اور وہ مسکرا کر اسے گلے لگا گیا تھا۔

ضوریز نے مسکرا کر وارلٹ کو دیکھا اور آنکھ دباتا باہر نکل گیا۔۔۔

ان کو خیر آباد کہتے وہ اوپر گیا تھا۔۔۔۔جہاں وہ لڑکی تھی جس نے اس کے گھر کے ساتھ اس کے دل کو تسخیر کر لیا تھا۔

وہ اوپر گیا تو وہ بیڈ پر بیٹھی رو رہی تھی۔۔۔

اس کے گال سرخ پڑ گئے تھے۔

وہ دروازہ بند کرتا اس کے پاس گیا اور جھٹکے سے اسے کھڑا کیا وہ بمشکل اس کے سینے سے لگنے سے بچی تھی۔

کس بات کا رونا آرہا ہے تمہیں؟ مر گیا ہے کوئی؟

دور رہو تم۔۔۔۔۔

آپ بولنا اب سے مجھے نہیں تو زبان گدی سے کھینچ نکالو گا۔۔۔

مجھے نہیں پتا تھا جسے میں فرشتہ سمجھ رہی تھی وہ شیطان نکلے گا۔۔۔وہ اس وقت کہیں سے سترہ سال کی بچی نہیں لگ رہی تھی۔۔۔۔وہ بیس، بائیس سالہ میچیور لڑکی لگی تھی اسے۔

کیا شیطانیت دکھائی ہے میں نے؟ وہ خود پر ضبط رکھتا بولا۔

مجھ سے زبردستی نکاح کیا گیا۔۔۔کہنے کو وارلٹ ازمیر کا بادشاہ ہے لیکن نکلے تم وہیں گاؤں کے روایتی مرد ہی۔۔۔۔۔

گاؤں کا روایتی مرد ہی سمجھو۔۔۔۔ہر مسلمان مرد اپنی بیوی کے لیے ایسا ہی ہوتا ہے۔۔۔۔مجھے روایتی کہو یا کچھ بھی۔۔۔۔

مجھے نفرت ہے تم سے۔۔۔۔وہ چیخی۔۔۔۔

وارلٹ نے اس کی قمر میں ہاتھ ڈالتے اسے خود سے بالکل چپکا لیا۔۔۔

اتنے بڑے لفظ مت بولو۔۔۔۔پچھتاؤ گی۔۔۔۔نفرت صرف میں کرتا ہوں، اس جزبے پر میرا اختیار ہے جو میں لوگوں کو نہیں دیتا۔

دور رہو مجھ سے وہ پھر سے چیخی تو وارلٹ نے جھٹکے سے اسے چھوڑا اور ہاتھ ہوا میں بلند کرتے بری الزمہ ہو گیا جیسے کہہ رہا ہو آپ کا حکم سر آنکھوں پر، وہ گرتے گرتے بچی تھی۔

میں تم سے کبھی محبت نہیں کروں گی وہ روتے وہیں تھک کر بیٹھ گئی۔

"محبت عشق اور دیوانگی تم سب کرو گی اور مجھ سے کرو گی عوائزہ رحمان

-----یہ بات جان لو---کیا چاہیے بدلے میں بولو تمہارا دل دکھایا ہے آج پہلا اور

آخری موقع دے رہا ہوں بولو کیا مانگنا چاہتی ہو؟ لیکن اس کے بعد تم نفرت جیسا

کوئی گھٹیا لفظ کم از کم میرے لیے تو استعمال نہیں کرو گی۔"

مجھے بھروسہ نہیں آپ پر۔---اس نے کہا تو وارلٹ نے تمسخرانہ نظروں سے اسے

دیکھا جیسے اسے داد دے رہا ہو۔

مانگو-----

وعدہ کرو دو گے---؟

میں وعدے نہیں کرتا کر کے دکھاتا ہوں۔

میرے اٹھارہ کے ہونے سے پہلے تم میرے نزدیک نہیں آؤ گے اور ایمر سالار کو

زندگی کا پہلا جھٹکا لگا تھا۔

یہ بکواس ہے وہ دھاڑا---

تم مکر نہیں سکتے آخر تم مین آف یور ورڈز ہو----

مجھے منظور ہے میں تم سے کوئی رشتہ نہیں بناؤ گا یہ چھ مہینے ہیں آزاد رہ لو اس کے بعد میں تم میں ایک سانس بھی تمہاری نہیں چھوڑوں گا لیکن تم مجھے خود سے دور نہیں کر سکتی وہ کہتا ساتھ پڑے میز پر سے بھاری گلدانوں کو ہاتھ مار کر گراتا دروازہ زور سے مارتا نکل گیا۔

وہ وہیں تھمی بیٹھی رہی۔۔۔۔۔یہ چند لمحوں میں کیا ہو گیا تھا۔۔۔

عوائزہ کو بس یہ یاد تھا کہ کسی نے پیچھے سے اس کے ہاتھ میں رومال لیے اس کے منہ پر رکھا تھا جب وہ گھر میں داخل ہوئی تھی۔

اور اس کے بعد اسے کچھ یاد نہیں تھا۔۔۔۔

وہ روتے وہیں سو گئی تھی۔۔۔اس سے زیادہ کی سکت نہ تھی اس کی۔۔۔۔وہ نازک جان اتنا بوجھ نہیں ڈال سکتی تھی خود پر۔۔۔۔

ماہ۔۔۔۔کیا ہوا؟

میرا سر۔۔۔وہ اپنا سر پکڑتی رو رہی تھی۔

رونا بند کرو فوراً۔۔۔میں دبا رہا ہوں۔۔۔اس کے رونے پر تو وہ بچپن میں بھی تڑپ جاتا تھا۔

اس کا سر دبایا تو ماہ نے دور ہونا چاہا لیکن اس نے اس کی ہر کوشش کو ناکام بنایا اور اسے ایک ہاتھ سے حصار میں لیا اور دوسرے سے اس کا سر دبانے لگا۔

وہ آنکھیں کھولے اسے دیکھنے لگی تو ضوریز دوراور نے جھک کر اسکی آنکھیں چومی۔

آپ مجھ سے پیار کرتے ہیں نا ضار؟ وہ ناجانے کس ڈر کے تحت پوچھ رہی تھی۔

تمہیں کیا لگتا ہے؟

مجھے تو سمجھ نہیں آرہی۔۔۔آپ مجھے نظرانداز کرتے ہیں وہ پھر سے رونے کی تیاریوں میں تھیں۔

بنا روئے بات کرو مجھ سے نہیں تو تمہیں نظرانداز کرتا پھر سو جاؤں گا بیٹھی رہنا اکیلی وہ دھمکی آمیز لہجے میں بولا۔

تو اس نے جھٹ سے آنکھیں رگڑ ڈالی اور اسے دیکھا۔

پھر اپنے بازو اس کی گردن میں ڈالے اور اس کی آنکھوں میں دیکھنے لگی۔

''آپ مجھے بے حد پسند ہیں ضار۔۔۔۔مجھے پسند نہیں ہے آپ کا مجھ سے لاپرواہ رہنا، مجھے نظرانداز کرنا، مجھے میرے حال پر چھوڑ دیتا۔۔۔''وہ اب کچھ ہوش میں تھی۔

یہ سب کرنے پر تم نے مجھے مجبور کیا تھا ماہ مت بھولو۔۔۔

خاموشی۔۔۔۔

''ٹھیک ہوا؟''

نہیں! اس نے تیزی سے جواب دیا وہ اسے اس وقت خود سے دور جاتا نہیں دیکھنا چاہتی تھی۔

اچھا سو جاؤ میں یہیں دبا رہا ہوں اس نے کہا تو ماہ نے آنکھیں بند کر لیں۔

کچھ لمحوں بعد ضوریز جھکا اور اس کے ماتھے پر پیار کرتے اس کے لبوں کو دیکھنے لگا۔۔۔۔

تم مجھے بے بس کر دیتی ہو۔۔۔۔! اس سے زیادہ محبت کی کیا دلیل دوں تمہیں وہ کہتا جھکا اور اس کے لبوں پر اپنے لب رکھ دیے۔

سیکنڈ کے دورانیے سے پیچھے ہٹا اس کی نیند خراب نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔۔۔ لیکن ٹھٹکا تب جب اس کے لبوں پر مسکراہٹ دیکھی۔۔۔۔اسے خود پر بے حد غصہ آیا وہ کیوں خود پر کنٹرول کھو گیا تھا۔

اف۔۔۔۔اس کا سر تکیہ پر رکھتے وہ سیدھا لیٹ گیا لیکن اپنے سینے پر اس کا بازو محسوس کرتے اس چالاک لڑکی کو دیکھا اور ہلکا سا نفی میں سر ہلاتا مسکرا دیا۔

صبح وہ اٹھی تو وہ تیار ہو رہا تھا جانے کے لیے۔۔۔۔رات کے سارے تو نہیں لیکن کچھ منظر یاد کرتے اس کی آنکھیں مسکرائی۔

میرا سر۔۔۔۔وہ ناٹک کرنے لگی۔۔۔۔وہ اس کی ساری توجہ چاہنے لگی تھی۔

ماہ نشہ بہت معمولی تھا جو بہت دیر کا اتر چکا ہے اٹھو یہاں سے اور نکلو میرے کمرے سے وہ آئینے کے سامنے کھڑا ہوتا بولا۔

میں نہیں جاؤں گی یہ میرا کمرہ ہے۔۔۔۔۔اس نے کہتے کمفرٹر منہ پر اوڑھا۔

یہ تمہارا کمرہ نہیں ہے نا تمہارا گھر۔۔۔ نہیں تو ایسا بکھرا نہ رہتا نہ مجھے خانساماں کے ہاتھ کا کھانا کھانا پڑتا اگر تم اپنی زمہ داریاں سمجھ لیتی تو؟

وہ شرمندہ ہو گئی۔۔۔۔

وہ خاموش ہو گئی۔۔۔۔ ضوریز کو گمان ہوا کہ اسے برا لگا ہے۔

تیار ہو کر پرفیوم لگاتا اس کے پاس آیا اس کے چہرے سے بلینکٹ اتارا تو اس کے بکھرا سراپے پر گہری نظر ڈالی۔

وہ سرخ ہوتی واپس اپنے آپ کو کمفرٹر میں چھپا گئی۔۔۔

ضوریز نے جھکتے اس کے ماتھے اور گردن پر ہاتھ رکھا بخار اب ہلکا سا بچا تھا۔

اٹھو۔۔۔ کپڑے بدلو ناشتہ کرو اور دوا لو۔۔۔ مجھے کوئی بہانہ نہیں سننا اور خبردار دوا پھینکی تو حرام کا پیسہ نہیں ہے میرا۔۔۔

مجھے واش روم تک چھوڑ دیں۔۔۔ وہ بولی تو اس نے اس پر پرفیوم چھڑکا۔۔۔

اٹھو خود ہی۔۔۔ بچی نہیں ہو۔۔۔ ساری رات بھی میرے سے سر دبوایا ہے تم نے۔۔۔۔ اور تیار کرو خود کو بہت سے حساب نکلتے ہیں تمہاری طرف۔

اور تمہیں کچھ بتانا بھی ہے بے حد ضروری---جو تمہارا جاننا بہت ضروری ہے۔

کیا؟

عاوی کا نکاح! اور وہ پھر سب اسے بتاتا چلا گیا---وہ ساکت بیٹھی رہ گئی تھی۔
میری غیر موجودگی میں کیوں کیا گیا؟ کیا میں اتنی بھی اہمیت نہیں رکھتی؟ وہ نم آنکھوں سے پوچھنے لگی---

ماہ---وقت کا تقاضا تھا وہ----اور اس کی جان کو خطرہ ہے وارلٹ اس کی حفاظت اچھے سے کر سکتا ہے۔

ہم بھی کر سکتے ہیں ----وہ چیخی----

ماہ اس رشتے کو قبول کرو---میں نے بہت سوچ سمجھ کر یہ قدم اٹھایا ہے۔
مجھ میں ہمت نہیں ہے ضار---وہ چھوٹی ہے ابھی یہ اس کے ساتھ ناانصافی ہے وہ اب بھی مطمئن نہ تھی۔

اور اگر عاوی تمہیں اپنے منہ سے کہے کہ اسے وارلٹ کے ساتھ رہنا ہے پھر؟
ایسا ممکن نہیں----وہ بے یقین تھی----

تمہیں لگتا ہے میں تم لوگوں سے دور رہ کر واقع دور ہوں۔۔۔۔سب پر نظر تھی میری۔۔۔۔۔عاوی بہت پہلے سے وارلٹ کو جانتی ہے۔

اور وارلٹ کی محبت کے بارے میں تم سن ہی چکی ہو۔۔؟

وہ وارلٹ ہے ازمیر کا بادشاہ اس کے ایک اشارے پر ہزاروں لڑکیاں آتی ہوں گی ضار تو ہم اسے اپنی عاوی کیوں دیں؟

کیا تم نے اتنے سالوں میں وارلٹ کا کوئی افئیر یا سکینڈل سنا ہے؟ اور وہ لاجواب ہوئی۔۔۔۔ اس نے واقع اس کے بارے میں ایسا کچھ نہیں سنا تھا۔

عاوی کو خوش رکھے گا وہ۔۔۔۔اور یہ فیصلہ میں نے کہا ہے خدا کے کرم سے غلط ہو ہی نہیں سکتا عاوی کو پسند ہے وہ۔

"تو ہم رخصتی کچھ دیر بعد۔۔۔۔"

اس بارے میں ہم کوئی اور بات نہیں کریں گے ماہِ کامل۔۔۔۔وہ میری زمہ داری تھی جو میں نے نبھائی ہے اس سے آگے کوئی سوال نہیں۔

اور وہ واقعی خاموش ہو گئی تھی۔۔۔وارلٹ پر نہ سہی اپنے شوہر پر تو اعتماد تھا اسے کہ وہ اپنی پھول جیسی بہن جسے بیٹی، بہن، دوست سب بنا رکھا تھا اس نے اس کے لیے کوئی غلط فیصلہ کرے گا۔

اچھا!! میرا انتظار کریں میں بھی تیار ہو کر آتی ہوں۔

باہر نہیں جا رہی ہو تم۔۔۔اور نا ہی وسیم صدیقی کا کیس لڑ رہی تم۔۔۔

لیکن کیوں؟ وہ اٹھ کر پوچھنے لگی۔

کیونکہ یہ میرا فیصلہ ہے وہ میرے پر زور دیتے بولا تو اس نے سر ہاں میں ہلایا۔

اسے صرف اس وقت ضوریز دوراور چاہیے تھا، اس کی توجہ چاہیے تھی باقی سب بیکار تھا اس وقت۔

اٹھو۔۔۔ جاؤ فریش ہو کر آؤ۔۔۔ضوریز نے نرمی سے اسے اٹھایا اور واش روم میں جانے کو کہا تو وہ خاموشی سے فریش ہونے چلی گئی اور پھر باہر نکلی جہاں وہ ناشتہ کر رہا تھا۔

اس کے ساتھ آ کر بیٹھی اور اسے دیکھنے لگی۔۔۔۔خانساماں آج نہیں آئی تھی ضوریز نے ہی ہلکا سا ناشتہ بنایا تھا۔

تمہارا کچن میں رکھا ہے لے لو۔۔۔اسے خود کو دیکھتے وہ بتانے لگا تب بھی وہ نہیں ہلی اپنی جگہ سے۔

ماہ سنائی دے رہا ہے تمہیں وہ کچھ سختی سے بولا تو ماہ نے اپنی کرسی اس کی کرسی کے نزدیک کی اور اس کی پلیٹ سے پہلا لقمہ لیا۔

اور پھر سے اسے دیکھنے لگی۔۔۔۔

اگر تم چاہتی ہو میں کھلاؤں تو بھول جاؤ ایسے چونچلے مجھ سے نہیں ہوتے۔۔۔وہ اتنی جلدی اسے معاف کرنے کے حق میں نہیں تھا۔

اتنی جلدی وہ جھکنا نہیں چاہتا تھا نہیں تو وہ ہر بار وہ ایسا کرتی، رشتوں میں ایک دوسرے کو ایک دوسرے کی قیمت اور اہمیت کا احساس دلانا بے حد ضروری ہے، رشتہ برابری کا منتظر ہے زیادہ جھکو گے تو بھی ٹوٹ جاؤ گے اور اکڑ کر کھڑے رہے گے تو بھی اس لیے کبھی جھکنا سیکھیں اور کبھی جھکانا۔

وہ اپنی کرسی پیچھے دھکیلیتی اٹھ کر اندر بند ہو گئی۔۔۔وہ اس کی دوا اس کے ناشتے کے ساتھ رکھتا باہر نکل گیا۔

ماہ دوبارہ سو گئی تھی۔۔۔۔پہلے بھی تو وہ کھلاتا تھا تو آج کیوں اس نے ان سب کو چونچلوں کا نام دیا تھا۔

پہلے اسے وہ سب محسوس نہیں ہوتا تھا لیکن اب جب احساسات بدلنے لگے تھے اسے سب پہلے جیسا چاہیے تھا جو اس نے اپنے ہاتھوں سے خراب کیا تھا۔

وہ جب سو کر اٹھی تو تین بج رہے تھے۔۔۔فون مسلسل بج رکا تھا اس نے اٹھا کر دیکھا تو عالیان کا فون تھا۔

"ماہ۔۔۔۔۔کیسی ہو؟"

"ٹھیک ہوں!"

مجھے یاد نہیں کرتی۔۔۔۔وہ بے چینی سے بولا۔

نہیں وقت ہی نہیں ملتا وہ صاف گوئی سے بولی تھا۔

مجھے تم سے محبت ہے ماہ۔۔۔۔اس نے کہا تو ماہ کے دل میں خواہش جاگی کہ وہ یہ جملہ، یہ الفاظ ضوریز کے منہ سے سنے۔

اور بتاؤ کتنے کیس حل کر لیے تم نے؟ وہ بات پلٹ گئی تھی۔

"میں ترکی آرہا ہوں جلد؟"

اچھاا۔۔۔۔ٹھیک ہے۔۔۔۔جلد ملاقات ہو گی۔۔۔۔مجھے ضوریز بلا رہے ہیں ۔۔۔۔اور فون کاٹ دیا۔۔۔اس کے لیے وہ ایک دوست سے بڑھ کر نہ تھا۔۔۔اور اس دوست نے جب اسے ضرورت تھی تب ساتھ نبھایا تھا لیکن اسے اس وقت صرف ایک شخص چاہیے تھا جس کی وجہ سے اس نے ناشتہ بھی نہیں کیا تھا نا کھانا کھایا تھا اور اسے بے حد بھوک لگ رہی تھی اب۔

وہ ضد پر اڑی تھی۔۔۔۔وہ ضد کی کتنی بُری تھی ضوریز کو اندازہ تھا پھر کیوں اس نے اسے نہیں منایا تھا۔

اس نے باہر آ کر دیکھا چیزیں بکھری تھی۔۔۔اسے ضوریز کی بات یاد آئی۔۔۔

یہ اس کا گھر تھا اس کی زمہ داری ---اس نے ساری چیزیں اٹھائی اور صفائی کی---بخار اتر گیا تھا لیکن بھوک سے وہ نڈھال ہو رہی تھی۔

کچن کو کل پر چھوڑتے وہ وہیں لاونج میں صوفے پر لیٹ گئی۔

وہ سات بجے واپس آیا تو وہ وہیں باہر ہی صوفے پر لیٹی تھی۔

"اسلام علیکم!"

آج کتنے دنوں بعد وہ آیا تھا تو وہ سامنے تھی نہیں تو وہ اسے نظر بھی نہ آتی تھی۔

اس کے سلام کا جواب نہ ملا اسے تو وہ قریب گیا اور اسے پکارا۔

آپی کی جان کیسا ہے میرا بیٹا؟ اس نے عاوی کو فون کیا تھا جب تک وہ اس سے بات نہ کر لیتی اسے چین نہیں پڑتا تھا۔

بالکل ٹھیک!

آپ کی طبیعت اب کیسی ہے آپا جان؟ محبت ہی محبت تھی---یہ وہ رشتے تھے جنہوں نے اسے پھولوں کی طرح پالا تھا کہ کبھی کبھی اسے لگتا تھا کہ وہ انہیں کا خون ہے۔

نکاح کے بعد ہی اس نے ضوریز سے پوچھا تھا ماہ کا جس نے بتایا تھا کہ اس کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی اس لیے وہ آ نہیں سکی تھی۔

مبارک ہو میری جان کو؟ آپا جان نہیں آ سکیں لیکن جلد ملنے آئیں گی---

تھینک یو وہ گلابی ہوئی۔

عاوی تم خوش ہو؟

اممممم---میں تو ہمیشہ خوش رہتی ہوں آپا جان---اس کے لہجے میں کوئی اداسی چھاننے پر بھی محسوس نہ ہوئی تھی ماہ کو۔

"ابھی خوش ہو؟"

ہاں بہت خوش---مجھے میرے اینجل مل گئے ہیں نا ہمیشہ کے لیے! لیکن تھوڑی سی ناراض بھی ہوں ان سے۔

ایمر کیسا ہے تمہارے ساتھ؟

آپا جان وہ تو اینجل ہیں نا میرے----اور دادی نے کہا ہے اب وہ میری ہر بات مانیں گے اس لیے میں ان سے سب منواؤں گی دیکھنا۔

اوکے میرا بیٹا! جیسے میری عاوی خوش---ماہ نے کہتے دل میں سو بار اس کی خوشیوں کی نظر اتاری تھی۔

لیکن سنو---! اور پھر اس نے جو کہا تھا عاوی نے حیرت سے منہ کھولتے گلابی ہوتے سر جھکا لیا۔

آپا جان!

اگر وہ خود میرے پاس آئیں تو؟

تو تم وہ کرنا جو تمہارا دل چاہتا ہے---لیکن دھیان سے---ابھی تم چھوٹی ہو---آہستہ آہستہ سب سمجھ جاؤ گی۔

اوکے آپا جان! آپ جلدی آئیے گا مجھ سے ملنے ابھی مجھے نیند آرہی ہے میں سونے لگی ہوں۔

اوکے میری جان رب کی امان میں۔

وہ رات کے ڈھائی بجے واپس آیا۔۔۔یہ اس کا کمرہ تھا جہاں وہ موجود تھی اور سیاہ عمارت کے بے شمار کمرے ہونے کے باجود وہ کبھی اپنے کمرے کے علاؤہ کہیں نہیں سویا تھا۔

وہ اندر آیا تو وہ اس کے بستر پر اس کے کمفرٹر میں سو رہی تھی۔۔۔وہ فریش ہو کر واپس آ کر اس کی سائیڈ پر بیڈ پر جگہ بناتا بیٹھا۔

کیا میں جانتا نہیں کے یہ تمہاری زبان نہ تھی۔۔۔۔تم تو اتنی معصوم ہو کہ شاید رشتے کی باریکیوں کو اچھے سے سمجھتی بھی نہیں، تم اپنی بہن کی زبان بول رہی ہو لیکن تمہارے منہ سے نکلا ہر حرف قبول ہے مجھے۔

وہ کئی لمحے اسے دیکھتا رہا اور پھر اس کی شرٹ کندھے سے سرکائی اور وہاں وہ نشان دیکھا جو اس نے تصویر میں دیکھا تھا اس کے اندر لاوا سا ابلنے لگا۔

باقی حساب تو بعد میں خاکوانی اس کا حساب سب سے پہلے لے گا وارلٹ تم سے۔

وہ آہستہ سے اپنی اگلی اس کے کندھے کے زخم پر مِس کرنے لگا اور پھر جھکا اور وہاں لب رکھنے لگا۔

اینجل؟

ہمممم۔۔۔۔وہ مدہوش تھا اس کی خوشبو میں۔۔۔۔

تمہاری یہ بیرڈ مجھے چُب رہی ہے۔۔۔۔۔دور ہو جاؤ۔۔۔وہ نیند میں ہی تھی۔

اوکے جو حکم! وہ تیزی سے اٹھ گیا اور بالکونی میں آ گیا۔

وہاں اس نے بے تحاشا سگریٹ پھونکا تھا۔۔۔۔۔۔وہ زندگی میں بے چین ہوا تھا پہلی بار۔۔۔۔ عوائزہ کا مطالبہ، اس کا زخم، خاکوانی کا آزادی سے ازمیر میں گھومنا۔

اس نے فون نکالتے نمبر ملایا اور فون کان سے لگایا۔

اس پر نظر رکھو۔۔۔اس کی سانسیں تک گنو وہ کتنی لیتا ہے اتنی ہی سانسوں میں اسے ماروں گا میں۔۔۔۔وہ کہاں جاتا ہے کس کے ساتھ بیٹھتا ہے سب پر۔۔۔۔۔

لیکن!

اسے بھنک بھی نہ لگے ان سب کی۔۔۔وہ یہ ملک چھوڑ کر گیا ہے دنیا نہیں وارلٹ تو اسے مٹی کے اندر سے ڈھونڈ کر نکالے گا اور ترکی کے سامنے اسے عبرت کا نشاں بنا دے گا۔

سر وہ اپنے بھائی کے پاس ہے۔۔۔۔۔

بھائی کے پاس ہو یا زمین کے نیچے۔۔۔جو کہا ہے وہ کرو۔۔۔نہیں تو اپنی جان گنوا بیٹھو گے۔۔۔

اوکے سر۔۔۔۔۔

وہ وہاں کھڑا ازمیر کو دیکھ رہا تھا۔۔۔ازمیر اس کی پہلی محبت تھا۔۔۔یہ اس کا شہر تھا۔۔۔یہاں کے ہر کونے میں کیا کو رہا ہے وہ جانتا تھا۔

یہاں کھڑا وہ شہر میں جلتی روشنیاں دیکھ رہا تھا۔۔۔۔ترکی کے کئی اور چھوٹے شہر بھی اس کے انڈر تھے لیکن ازمیر سے اس کی محبت الگ تھی۔

اس نے گہری سانس بھری اور نیچے دیکھا جہاں سگریٹوں کی راکھ کے سوا کچھ نہ تھا۔

تمہیں بھی اس حال میں نہ پہنچا دیا تو وارلٹ ازمیر خود پر حرام کر لے گا وہ کہتا اندر چلا گیا۔

بتی بجھاتے وہ اس کی بائیں طرف لیٹ گیا کہ بیڈ کافی بڑا تھا۔

"یہ سب خوشگوار تھا۔۔۔۔اور مرد وہی ہے جو محبتوں کے دعوٰے کرنے سے پہلے ہی اپنی پسند، اپنی محبتوں کو خود پر پاکیزہ کر لیتے ہیں"

یہ احساس ہی چھو لینے والا تھا کہ وہ اس کے ساتھ تھی پاس تھی وہ اس پر تمام اختیارات رکھتا تھا۔

وہ کئی لمحے خود پر کنٹرول کرتا رہا لیکن سامنے موجود وجود کے لیے اس کی زات خود کو روک نہیں پاتی تھی۔

اس نے عوائزہ کو کھینچا تو وہ ٹوٹی ڈالی کی طرح اس کی طرف کھینچی چلی آئی۔۔۔۔۔اس کے بال اس کے چہرے سے ہٹاتے وہ کئی لمحے اسے دیکھتا رہا۔

تم پر پہلا حق تمہارے سامنے جتاؤں گا مجھے رسپانس دیکھنا ہے تمہارا۔

یہ بات عجب ہے کہ
اب تیرا ہر حکم بجا لاؤں
اگر میں ایسا کروں تو شاید
تیری ایک جھلک سے بھی جاؤں
اور تیرے گھر کی ہر شے
میری خوشبو بکھیرتی ہے
یعنی کے اب تو گھر بیچ دے اور
میں شکوہ بھی زبان پر نہ لاؤں؟
یہ شہر،یہ گلیاں یہ کچے مکان
یہاں کے تجھے سب میری یاد دلائیں گے
اب ایسا تو ممکن نہیں کہ
میں ہر جگہ ہوتے ہوئے بھی تجھے یاد نہ آؤ

اس دل پر مہر تیری لگی ہے تیری ہی رہے گی

اب ایسا بھی نہیں کہ میں تیرا انتظار ہی نہ کر پاؤں۔

از قلم سُنیہا رؤف۔

وہ صبح اٹھی تو اس نئے ماحول کو دیکھتی گھبرا گئی۔۔ہر روز اپنی دادی کے پیار پر جاگنا اور یہ سب؟

وہ اٹھ کر باہر بھاگنے لگی جب وہ واش روم سے نکلتا اسے گھبراتا دیکھ لمبے لمبے ڈگ بھرتا اس کے سامنے آیا۔

مجھے۔۔۔ مجھ۔۔۔۔۔۔اس کی زبڑبائی آنکھیں دیکھتے وہ اس کے کندھے میں بازو ڈالتے اسے ساتھ لگا گیا۔

اینجللل۔۔۔۔دادی۔۔۔۔۔وہ کہتی رونے لگ گئی۔

"ششش۔۔۔۔میری طرف دیکھو۔"

"کیا ہوا ہے؟"

مجھے دادی کے پاس جانا ہے۔۔۔۔وہ روتے اس کی شرٹ پر سے ناک رگڑنے لگی

تو وہ تھما۔۔۔۔اس کے دل کی دھڑکنوں کے نزدیک تھی وہ بے حد۔

وارلٹ نے سخت نگاہ اس کے آنسوؤں پر ڈالی۔۔

رونا بند کرو۔۔۔۔!

ایک اور آنسو نکلا تو میں انہیں اپنے طریقے سے صاف کروں گا وہ تیز آواز میں بولا۔

عوائزہ سہم کر اس سے دور ہوئی اور آنسوؤں میں مزید روانگی آ گئی۔

وارلٹ نے اسے کھینچتے دیوار کے ساتھ لگایا اور اس پر سائے کی طرح

جھکا۔۔۔۔۔۔۔وہ اس کے وجود کے آگے بالکل چھپ گئی تھی۔

وارلٹ نے جھکتے اس کے آنسو اپنے لبوں سے پیئے تھے۔

عوائزہ نے حیرت سے اسے دیکھا وہ رونا بھول گئی تھی۔

کیا دیکھ رہی ہو ایسے؟ اس کی آنکھوں کو چومتے وہ اس پر سے ہٹا۔

اینجل تم کتنے گندے ہو؟

میں نے کیا کیا ہے وہ اپنی گن کو نامحسوس انداز میں اپنی پیچھے کی پاکٹ میں ارس کر کوٹ پہننے لگا یہ ساری تیاری اس کے سرونٹس کرواتے تھے لیکن آج اس نے کسی کو بھی آنے سے منع کیا تھا۔

تم نے میرے ٹیرز پیے ہیں----وہ حیرت زدہ تھی۔

"تو---؟"

"تو کیا---یہ گندی بات ہے۔"

"کیا تمہارے آنسو گندے ہوتے ہیں؟"

وہ اسے ایسے خود سے باتیں کرتا دیکھ مطمئن ہوا تھا نہیں تو رات تو وہ اسے دیکھنا بھی نہیں چاہتی تھی۔

نہیں---وہ اترا کر دو قدم اس کے نزدیک آئی---اس کی حیرت ہی ختم ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی۔

کیسا ٹیسٹ تھا؟ اس نے پوچھا تو وارلٹ کے عنابی لبوں پر مسکراہٹ آ کر دم توڑ گئی۔

جب میں روؤں گا تم میرے ٹیسٹ کر لینا۔۔۔۔وہ سنجیدگی سے بولا۔

ام ہم۔۔۔۔تم نہیں رو گے۔۔۔۔وہ یقین سے بولی۔

کیوں؟ وہ شاید آج پہلی بار کسی سے اتنی باتیں کر رہا تھا۔

لڑکے نہیں روتے۔۔۔۔اور تم تو لڑکے بھی نہیں انکل ہو۔۔۔۔۔ہاہاہا۔۔۔۔اس نے اس کی بھاری جسامت کو جو روز جِم کرنے کا نتیجہ تھی اور اس کی تیس سالہ عمر پر چوٹ کرتے کہا۔

جس دن میرا کچھ قیمتی کھو گیا تو میں رو دوں گا تمہیں موقع دوں گا ٹیسٹ کرنے کا۔۔۔۔

ام ہمم ۔۔۔۔عوی کا اینجل رو ہی نہیں سکتا۔۔۔عوی ایسا ہونے ہی نہیں دے گی وہ یقین سے بولی۔

مجھے یقین ہے جو میری عوی کہہ رہا ہے ویسا ہی ہو گا۔۔۔۔وہ کہتا اس کا گال تھپتھاتا باہر نکل گیا۔۔۔

وہ حیرت سے اسے دیکھنے لگی۔۔۔۔وہ بھول گئی تھی کہ وہ اپنے گھر اپنی دادی کو مِس کرتی رو رہی تھی۔

نہیں جانتی تھی کہ وارلٹ اتنی بے تکی باتیں اس کا دھیان بھٹکانے کے لیے کر رہا تھا جس میں وہ کامیاب رہا تھا وہ ایسے ہی سب نامحسوس انداز میں کرنے کا عادی تھا۔

وہ فریش ہونے کا سوچنے لگی لیکن اس کے پاس تو کپڑے ہی نہیں تھے وہ یہی پوچھنے باہر نکلی گئی۔

وہ سیاہ عمارت کو پہلی بار روشنی میں دیکھ رہی تھی لیکن کھڑکیاں سب بند تھیں جس کی وجہ سے زیادہ روشنی اندر نہیں آرہی تھی یہی اسے اچھا نہیں لگا تھا۔

وہ جگہ بڑی تھی۔۔۔۔یہ دوسری بات اسے پسند نہیں آئی تھی۔۔۔۔اس کی بہن بہت بڑی وکیل تھی اچھی جائیداد کی مالک تھی وہ لیکن انہوں نے پھر بھی کبھی بڑا گھر نہیں لیا تھا کیونکہ عوایزہ اور ماہ دونوں کو بڑے گھر پسند نہ تھے۔

وہ سیڑھیاں دیکھتی نیچے اتر کر آئی جہاں دائیں جانب سے آوازیں آ رہی تھیں وہ اس طرف گئی تو دیکھا وارلٹ کھانے کی میز پر بیٹھا ہے پانچ سے سات ملازم افراتفری میں یہاں وہاں گھوم رہے ہیں۔

وہ اس کے پاس چلتی گئی اور اس کے ساتھ والی کرسی کو گھسیٹ کر بیٹھنے لگی۔۔۔۔ملازموں نے حیرت سے اسے دیکھا تھا۔

وارلٹ کی نظر گئی اس پر۔۔۔۔اور پھر اس کی دماغ کی نسیں تن گئی اس نے ایک قہر آلود نظر ان سب پر ڈالی تو وہ فوراً بھاگ گئے۔

عوائزہ نے حیرت سے یہ منظر دیکھا تھا۔

لڑکی۔۔۔۔وہ دھاڑا تو وہ فوراً کھڑی ہو گئی کہاں عادی تھی اس تیز لہجے کی۔

تمہاری ہمت کیسے ہوئی اس حلیے میں یہاں آنے کی۔۔۔۔میری بات کان کھول کر سنو۔۔۔میرے جزبات اور ڈھیل کا ناجائز فائدہ مت اٹھانا کبھی بھی سزا تمہارا مقدر بنے گی۔

وہ بکھرے بالوں کے ساتھ وہاں موجود تھی سلیولیس کُرتا اور اس کے ساتھ پہنا کیپری وہ اس وقت کسی کا بھی ایمان خراب کر سکتی تھی۔

تم۔۔۔۔وہ کہتی دھارے مار کر رونے لگی تو وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

عوائزہ نے آگے بڑھتے میز پر پڑے سارے گلاس کو ہاتھوں سے نیچے گرا دیا۔

مجھ پر چلائے ہو تم۔۔۔۔مجھے نہیں رہنا مجھے دادی کے پاس جانا ہے۔۔۔۔وہ رونے لگی تھی اور پھر جو چیز اس کے ہاتھ آئی تھی اس نے زمین پر پھینکی تھی۔

عوبیبیی۔۔۔۔۔ایک بار پھر اس کی آواز پر وہ تھم گئی تھی۔

اور پھر اس کی سوچ کے برعکس وہ کرسی کو اس کے آگے پھینکتے سامنے کے مین گیٹ کی طرف بھاگی تھی۔

وارلٹ نے سنجیدگی سے اسے دیکھا اور وہیں کھڑا اس کا انتظار کرنے لگا۔

وہ دس منٹ بعد اندر آئی تھی ۔۔۔۔آنسو اب آنکھوں کو سن کر چکے تھے۔

دیکھو میری دادی کو فون کرو مجھے یہاں نہیں رہنا۔۔۔یہ جیل ہے۔۔۔۔میں یہاں کی قیدی نہیں ہوں اینجللل۔۔۔۔۔۔

اسے گارڈ نے باہر نکلنے نہیں دیا تھا وہ روئی تھی چیخی تھی اسی لیے واپس آندر آئی۔

وارلٹ اس کے نزدیک آیا اور پھر اس کا ہاتھ کھینچتا اسے اندر کمرے میں لے کر گیا۔

اسے بیڈ پر بٹھایا اور اس کے ساتھ بیٹھا رہا۔۔۔وہ روتی اس کے کندھے پر سر رکھ گئی تو وہ مسکرایا۔

وارلٹ نے اس کا چہرہ خود کی طرف کیا تو دل پر گھونسا پڑا۔۔۔۔

اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں سے صاف کیا۔۔۔۔

یہ گھر اب تمہارا ہے عوی۔۔۔کیونکہ تم میری بیوی ہو۔۔۔ہمارا نکاح ہوا ہے اب تمہیں یہیں رہنا ہے۔۔۔ سمجھو اس بات کو۔۔۔

تم مجھ پر چیخے کیوں تھے۔۔۔؟ اس نے وارلٹ کا ہاتھ جھٹکا جو اسے ناگوار گزرا لیکن پی گیا۔

تم اس حلیے میں کسی کے سامنے نہیں جاؤ گی اس کے بازو پر لکیر کھینچتے اس نے کہا تو عوائزہ نے سر ہلایا۔

وہ جلدی بات مان لیتی تھیں تھا وہ سمجھ گیا تھا۔

نیچے میں نے سب توڑ دیا اسے احساس ہو گیا تھا چند ہی لمحوں میں ----اسے بہت کم غصہ آتا تھا لیکن جب آتا تھا تو سب لحاظ بالائے تاک رکھ دیتی تھی لیکن جلد ہی احساس ہو جاتا تھا اسے کہ وہ غلط ہے۔

کچھ بھی معنیٰ نہیں رکھتا تمہارے سامنے---وہ نظریں اس پر سے ہٹاتے بولا۔

سچ میں؟ وہ پُرجوش ہوئی----

ہمممم---

تو تم یہ گھر مجھے دے دو---وہ جب مرضی کچھ بھی بول دیتی تھی۔

تم کیا کرو گی اس گھر کا؟

اس میں رنگ بھر دوں گی اس کو تھوڑا چھوٹا کرواؤں گی کالی چیزیں یہاں سے ہٹا دوں گی اور----

وارلٹ نے جھٹکے سے اس کا ماتھا چوما تو وہ خاموش ہو گئی۔

"تم مجھے ایسے کِس کیوں کرتے ہو؟"

تمہیں بُرا لگا وہ سنجیدہ تھا بے حد۔

اگر میں کہوں ہاں تو؟

تو عادت ڈال لو اب سے۔۔۔۔وہ کہتا کھڑا ہوا تو عوائزہ نے اس کا ہاتھ تھاما۔

مجھے دادی سے ملنا ہے۔۔۔۔

ڈرائیور چھوڑ آئے گا تمہارے کپڑے وہ سامنے وہ کمرہ ہے اس کی الماری میں موجود ہیں رات کو کچھ ضروری باتیں تمہیں سمجھاؤں گا ابھی جا رہا ہوں کیا تم مجھے مِس کرو گی؟

نہیں! وہ صاف گو تھی۔

اوکے۔۔۔!

میں تمہیں عادی کر دوں گا اپنا۔۔۔جیسے میں تمہارا ہو رہا ہوں۔۔۔وہ دل میں کہتا باہر نکل گیا۔

ماہ----

ہمم--وہ غنودگی میں تھی---

ضوریز نے اس کا ماتھا چیک کیا---بخار نہیں تھا--لیکن یہ کون سا وقت تھا سونے کا---وہ چینج کر کے واپس فریج سے پانی لینے گیا تو دیکھا اس کا صبح کا بنایا ناشتہ وہی پڑا تھا۔

وہ تن فن کرتا باہر آیا اور اس کے سر پر کھڑا ہوتا جھٹکے سے اسے کھڑا کر گیا۔

تمہیں لگتا ہے میں حرام کماتا ہوں---تم نے ناشتہ نہیں کیا---چیونٹیاں کھا رہی ہیں اسے---وہ تیز لہجے میں بولا۔

ایک تو وہ کھانا ضائع کرنے کے سخت خلاف تھا دوسرا اسے دوا لینے کا کہہ کر گیا تھا اور ناشتہ ویسے پڑا تھا یعنی اس نے دوا بھی نہیں لی تھی۔

مجھے سونا ہے---کمزوری سے اسے صرف نیند ہی آرہی تھی۔

ضوریز اسے اپنے ساتھ گھسیٹتا۔۔۔۔۔۔۔اسے لے کر کمرے میں گیا اور واش روم کے باہر کھڑا کیا۔

اس کے کپڑے تھماتے اسے واش روم کے اندر کھڑا کیا اور شاور اون کیا تو وہ ہوش میں آتی بوکھلائی۔

ضار اسے بند کریں۔۔۔۔۔وہ چلائی۔

فریش ہو کر فوراً باہر آو۔۔۔آج پھر مجھے ہی کھانا بنانا پڑے گا۔۔۔احساس ہے تمہیں کس قدر تھکا ہوں میں ۔۔۔وہ کہتا باہر نکل گیا۔

تو وہ بے حد شرمندہ ہوئی۔۔۔وہ سچ میں تھکا تھا یہ اس کی آنکھیں بتا رہی تھی۔۔۔ساری رات بھی وہ اس کی وجہ سے نہیں سویا تھا۔

وہ جلدی سے باہر گئی جہاں وہ کچھ بنا رہا تھا۔

میں بنا دیتی ہوں؟۔۔۔اس نے کہا تو ضوریز نے سخت نگاہوں سے اسے گھورا۔

دوپٹہ لے کر آؤ۔۔۔ٹھنڈ لگ جائے گی۔۔۔۔یا وہ چادر پڑی ہے میری اوڑھو۔۔۔جوتے کہاں ہیں تمہارے۔۔۔پہنو فوراً بچی نہیں ہو اب تم کہ سب سمجھانا پڑے۔

وہ سب پہنتی واپس اس کے پاس گئی اور اپنے ہاتھ چولہے پر سیکنے لگی۔۔۔موسم سرما کا آغاز تھا۔

میز پر برتن رکھے تو وہ اس کے ساتھ والی کرسی پر آ کر بیٹھی۔

ضوریز نے اسے دیکھا جو چمچ ہلا رہی تھی پھر اس کی کرسی کو گھسیٹ کر اپنے پاس کیا۔

اور اپنی پلیٹ سے ایک لقمہ بنا کر اس کے منہ میں ڈالا تو وہ کھانے لگی۔۔۔۔۔

وہ سمجھ گیا تھا وہ صرف اس کی توجہ کی بھوکی ہے اسی وجہ سے صبح سے اس نے کچھ نہیں کھایا تھا۔

بس؟

نہیں اور کھانا لیے۔۔۔اس نے کہا تو ضوریز نے اور چاول پلیٹ میں نکالے اور اسے کھلانے لگا۔

''لوگوں کی نظر میں بیشک یہ رن مریدی ہو لیکن یہ محبت نبھانے کا ایک طریقہ تھا اس کے نزدیک جب عورت سب کر سکتی ہے تو مرد کیوں نہیں، اگر عورت جوتے صاف کر سکتی ہے مرد کے تو ایک مرد بھی اسے ہاتھوں سے کھانا کھلا سکتا ہے جھک کر اسکے جوتے کے سٹریپ بھی باندھ سکتا ہے، اس کے ساتھ کھانا بنا سکتا ہے۔۔۔ یہ رشتہ برابری سے چلتا ہے۔''

وہ کمرے میں چلا گیا تو وہ بھی چیزیں سمیٹتی اندر آئی جہاں وہ بیڈ پر ہی بیٹھا کام کر رہا تھا۔

اسے سمجھ نہ آئی کہ وہ کیا کرے کل تو نشے میں تھی لیکن آج۔۔۔۔اس نے آج اپنے کپڑے بھی دوبارہ اس کے کمرے میں لگا دیے تھے۔

وہ کپڑے لے کر چینج کرنے چلی گئی اور آ کر بیڈ کی دوسری طرف بیٹھی اور فون میں میلز چیک کرنے لگی۔

لیکن آدھے گھنٹے بعد تھک کر فون رکھ دیا اور اسے دیکھنے لگی جو ابھی بھی مصروف تھا۔

ضوریز۔۔۔۔۔

ہم۔۔۔اس نے مصروف سے انداز میں کہا۔

"میری بات سنیں نا!"

سن رہا ہوں بتاؤ۔۔۔۔وہ کچھ ڈاکیومنٹ ٹائپ کرتا بولا لیکن اسے بالکل پسند نہ آیا تھا اس کا اسے نظرانداز کرنا۔

مجھے آئس کریم کھانی ہے اس کے قریب ہوتے اس کا بازو تھامتے اس نے کہا تو ضوریز نے اس کا ہاتھ اپنے بازو پر دیکھا۔

"کیا تم جانتی ہو۔۔؟"

کیا؟

تمہارا دادی سے کیا جانے والا وقت تقریباً ختم ہو چکا ہے آٹھ مہینے کا۔۔۔۔اب تم جو چاہو گی وہ ہو گا۔۔۔

لیکن آپ نے تو کہا تھا آپ ان سب کو نہیں مانتے۔۔۔۔وہ یک دم پریشان ہوئی تھی، اس سے دور جانا اب سوہانِ روح تھا۔

ہاں پہلے نہیں مانتا تھا لیکن اب ماننا پڑا جب تم نے مجھ پر کسی غیر کو فوقیت دی، میرے قریب آنے پر تمہیں اتنا برا لگا کہ تم اپنا ہاتھ نہ روک پائی۔۔۔

سوچو کل تمہارے میرے خود سے نزدیک آنے پر میں ہاتھ نہ روک پاتا تو؟؟؟

میں شرمندہ ہوں۔۔۔۔۔

ٹھیک ہے۔۔۔مجھے کچھ وقت درکار ہے۔۔۔۔سو جاؤ تم۔۔۔۔

آئس کریم۔۔۔۔۔

ابھی بخار اترا ہے تمہارا۔۔۔۔خاموشی سے سو جاؤ۔۔۔کھانا پیٹ بھر کر کھایا ہے تم نے۔۔۔

اس نے کہا تو وہ منہ بسورتی لیٹ گئی۔۔۔

ضار----

ہم----

آپ خانساماں کو ہٹوا دیں---وہ اس بات پر مطمئن ہو گئی تھی کہ وہ اسے الگ کرے گا کیونکہ اس نے جھٹلایا نہیں تھا صرف وقت مانگا تھا۔

مجھے اندازہ ہے کہ

نایاب نہیں ہوں میں

پر اب آپ اتنا بھی

میرا معیار گرائیں نہیں

اور سنیں کل آپ بھی تو

ہو سکتے ہیں میری جگہ پر

اب یار آپ اتنا بھی

مجھے ستائیں نہیں

از قلم سُنیہا رؤف۔

کیوں؟

کل سے میں سارے کام خود کروں گی۔۔۔میں نے پچھلے دنوں میں یوٹیوب سے بہت کچھ بنانے کو سیکھا ہے وہ پر تجسس سی اسے دیکھ رہی تھی۔

ضوریز نے لیپ ٹاپ رکھا اور خود بھی لیمپ اوف کرتا لیٹ گیا۔۔۔اس وقت اس کی بیوی اس کی توجہ چاہتی تھی۔

"اب بتائیں کیا بناؤں کل!"

کچھ بھی بنا لینا۔۔۔وہ کہتا اس کی طرف رخ کر کے لیٹا۔۔۔دونوں آمنے سامنے ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔

ضار۔۔۔

ہمم!

آپ نے مجھے وہ کیس لینے سے منع کیوں کیا وہ کچھ نزدیک ہوئی تھی اس کے۔۔۔جسے محسوس کرتے وہ من ہی من میں مسکرایا۔

وہ اچھا نسان نہیں ہے---تمہارا اس سے دور رہنا ہی ٹھیک ہے---اور یاد رکھو میری اجازت کے بغیر تم کسی کیس کو اپروو نہیں کرو گی----

اوکے!

خاموشی کا دورانیہ بڑھا---دوموں کے پاس کہنے کو کچھ نہیں تھا---لیکن دھڑکنوں نے کمرے کی خاموشی میں شور مچا رکھا تھا۔

وہ اسے دیکھ رہی تھی-----ضوریز نے گہری سانس بھری اور اسے کھینچ کر پاس کیا۔

وہ سمجھ رہا تھا اس کے جزبات-----وہ بیوی تھی اس کی---اس کی آنکھوں میں وہ واضح اپنا عکس دیکھ سکتا تھا۔

اس نے ضوریز کے گلے میں باہیں ڈالتے مسکراتے اسے دیکھا-----

یہ مسکراہٹ سچی تھی---وہ بھی بدلے میں مسکرا دیا۔

کیا میں نے نشے میں کچھ غلط کہا تھا؟

کہا تو نہیں لیکن غلط کیا ضرور تھا---وہ معنی خیزی سے بولا۔

کیاا۔۔۔؟

تم نے مجھے ۔۔۔!

مجھے نہیں سننا۔۔۔وہ کہتی اس کی گردن میں منہ چھپا گئی۔

ہاہاہا۔۔۔کمرے میں ضرویز دوراور کا دلکش قہقہہ گونجا۔۔۔تو وہ اسے دیکھنے لگی۔

اگر وہ بدل رہی تھی اس کی خاطر خود کو تو وہ کیوں انا کو بیچ میں آنے دیتا۔۔۔اور محبت میں کہاں انا دیکھی جاتی ہے، اور وہ محبت جو بچپن سے دل پر نقش ہو۔۔۔ محبت میں محبوب کی ہر غلطی معاف ہوتی ہے۔

تم پیارا مسکراتے ہو ضار۔۔۔وہ کہتی اس کے گال پر لب رکھ گئی تو اس نے اسے خود میں بھینچ لیا۔

لیکن ایک بے چینی اب بھی ماہ کامل کے دل میں تھی۔۔۔وہ اسے اپنا کیوں نہیں رہا تھا۔۔۔۔؟

وہ دادی سے مل آئی تھی اور اپنے کپڑے بھی اس نے دیکھ لیے تھے اب وہ اکیلی اس گھر میں یہاں سے وہاں گھومتی گھر کو دیکھ رہی تھی۔

جو گھر نا سہی محل ہی تھا، بے شمار کمرے، ایک سے بڑھ کر ایک تھے----

اتنے کمرے ہیں تو اینجل نے مجھے میرا کمرہ کیوں نہیں دیا؟ وہ سوچ رہی تھی----وہ یہاں وہاں گھومتی چیزیں دیکھ کر منہ بنا رہی تھی۔

سارا گھر ہی سیاہ کیا ہوا ہے---مجھے ملے تو اسے قوسِ قزح بنا دوں----

وہ بور ہوتی واپس کمرے میں گئی تھی اور پھر اسے سب سے زیادہ بالکونی پسند آئی تھی وہ وہیں کھڑی ہو گئی۔

وہ جو رات کے دو تین بجے آیا کرتا تھا آج نو بجے ہی آگیا تھا سب کچھ چھوڑتا وہ کمرے میں آیا۔

وہ کہیں نہیں تھی----اس کا دل دھڑکا----اسے اس وقت صرف وہ چاہیے تھی اپنی نظروں کے سامنے۔

اور پھر بالکونی کا دروازہ کھلا دیکھ وہ فوراً وہاں گیا تو وہ وہیں کھڑی روشنیوں کو دیکھ رہی تھی۔

عوی۔۔۔۔اس نے پکارا تو عوایزہ نے مڑ کر اسے دیکھا۔

"یہاں آؤ۔۔۔۔"

وہ قدم قدم چلتی اس کے نزدیک گئی تو وارلٹ نے اس کے ہاتھ تھامے اور ان پر اپنے لب رکھے تو وہ کھلکھلائی۔

کیا ہوا؟

اس کی کھلکھلاہٹ پر وہ خوش ہوا تھا۔

گدگدی۔۔۔۔وہ کہتی اس کے نزدیک آئی اور اسے گدگدی کرنے لگی ۔۔۔۔لیکن اسے ہنستے نہ دیکھ وہ وہیں تھم گئی۔

وہ بالکل بھول گئی تھی کہ پہلے دن وہ کتنے بُرے طریقے سے پیش آئی تھی اس سے۔۔۔۔۔۔اسے اس شادی سے اعتراض نہ تھا لیکن ابھی اتنی جلدی اس کا دل رضامند نہ تھا اور اوپر سے وارلٹ کی دھمکی اور ماہ کی نصیحت۔۔۔۔وہ سب میں

پھنس کر اس سے کتنے بُرے طریقے سے بات کر گئی تھی اسے احساس نہ ہوا کیونکہ وارلٹ نے اسے شرمندہ نہیں کیا تھا، اور دوسرا وہ اس کی بات پر ایمان لے آیا تھا اس لیے ان سب کا مقصد نہیں بنتا تھا اب---اس لیے وہ دونوں مطمئن تھے اور ایک دوسرے کی زات میں مشغول۔

چلو کھانا کھاؤ جا کر----

مجھے میک ڈی کھانا ہے-----وہ کہنے لگی تو اس نے سر ہاں میں ہلایا اور ملازم کو آرڈر کرنے کو کہتا خود فریش ہونے چلا گیا۔

واپس آیا تو وہ وہیں کھڑی تھی۔

اینجل یہ گھر تم مجھے کب دو گے---؟وہ وہیں پر اڑی تھی۔

"جب تم مجھے کچھ دو گی؟"

کیا چاہیے تمہیں؟

آپ کہا کرو بڑا ہوں تم سے وہ کہتا سگریٹ سلگانے لگا تو عوائزہ نے پرجوش ہوتے اسے دیکھا۔

کیا یہ میں پی سکتی ہوں؟

وہ اسے حیران کر رہی تھی لمحہ بہ لمحہ----

تم یہ پینا چاہتی ہو؟

اس نے تیزی سے سر ہاں میں ہلایا۔

کیوں؟

میں بھی دیکھنا چاہتی ہوں کہ اس کا ٹیسٹ کیسا ہے اور منہ سے دھواں کیسے نکلتا ہے وہ ہر چیز کے ٹیسٹ کے بارے میں پر تجسس رہتی تھی۔

وارلٹ نے اس کے ہاتھ میں سگریٹ دیا تو وہ خوش ہوتی اسے اسی کی طرح انگلی میں دبا کر پکڑا۔

اب کیا کروں---؟

اس کے منہ میں رکھو اور کھینچو سانس اندر---اس نے ایسے ہی کیا اور لگلے لمحے اسے کھانسی کا شدید دوڑا پڑا تھا۔

وارلٹ نے اس کی قمر پر ہاتھ رکھا اور اس کی قمر سہلائی۔

یہ تمہیں ٹیسٹ کروا دیا ہے آئیندہ اس طرح کی فضول ڈیمانڈز مت کرنا۔۔۔۔وہ جانتا تھا وہ جو سوچتی تھی اس بات کے پیچھے پڑ جاتی تھی اس لیے آج پہلی بار میں ہی اسے یہ زہر چکھا دیا تھا تاکہ آئیندہ اس کی ڈیمانڈ نہ کرے گا۔

تم بھی مت پیو۔۔۔یہ بہت گندی ہے وہ وہیں بیٹھ گئی۔

اٹھو۔۔۔۔۔کپڑے خراب مت کرو۔۔۔۔وہ حد درجہ نفاست پسند تھا اور وہ لاپرواہ ابھی اس کا ٹاول وہ صوفے پر پڑا دیکھ چکا تھا۔

تم نے مجھ سے شادی کیوں کی وہ کھڑی ہوتی اسے دیکھنے لگی۔

میری مرضی وہ سامنے دیکھتا کہنے لگا۔

مجھے تو اس سے شادی کرنی تھی جو مجھ سے پیار کرتا اور جس سے میں پیار کرتی بالکل ماہ آپی اور ضرار بھائی کی طرح۔

تم مجھ سے ہی پیار کرو گی وہ اس پر نگاہ ڈالتا بولتا۔

نہیں ۔۔۔۔۔مجھے نہیں لگتا۔۔۔۔مجھے اپنے کسی عمر کے لڑکے سے پیار کرنا چاہیے وہ بولی تو وارلٹ نے سخت نگاہ اس پر ڈالی۔

مجھ سے محبت کرو بدلے میں تم کچھ بھی چاہو میں کرنے کو تیار ہوں۔

کیا سچ میں؟ وہ بے یقنین ہوئی۔۔۔

آزما کر دیکھ لو۔۔۔۔

مجھے یہ گھر چاہیے۔۔۔

یہ تمہارا ہے۔۔۔۔اس نے مین ڈور کی چابی اس کے ہاتھ میں دی وہ صبح سے اس سے یہی مانگ رہی تھی اس سے زیادہ وہ اسے انکار نہیں کر سکتا تھا۔

اینجلللل وہ خوش ہوتی اس کے سینے سے لگ گئی تو وارلٹ نے اس پر حصار تنگ کیا وہ خود قریب ہوئی تھی۔

عوائزہ کو عجیب لگا اپنی قمر پر اس کی رینگتی انگلیوں کو محسوس کرتے اس نے دور ہونا چاہا تو وارلٹ نے اسے گرل کے ساتھ لگایا اور اس پر جھکا۔

اب وہ دونوں ایک دوسری کو دیکھ رہے تھے۔

آنکھیں بند کرو۔۔۔۔وارلٹ نے کہا تو اس نے اور آنکھیں حیرت سے کھول لیں۔

وارلٹ نے اس کی آنکھوں پر ہاتھ رکھا اور اس کی گردن پر جھکا اپنے لب رکھ گیا۔

وہ تڑپ گئی ----ناجانے کیا تھا اس لمس میں ------وہ ڈر گئی تھی---اس نے تیزی سے وارلٹ کو اپنے سے دور کرنا چاہا۔

وارلٹ نے سر اٹھایا اور ایک سخت نگاہ اس پر ڈالی تو وہ تھمی---اس کی آنکھوں سے اسے خوف آتا تھا اس نے مزاحمت روک دی اور اس کے لمس کی طرف دھیان دیا۔

پہلے اس کے لمس جو اپنی گردن پر جابجا اس نے محسوس کیا اور پھر جب اس کے دانت اپنی گردن پر ہلکے سے محسوس ہوئے تو اس کے منہ سے سسکی نکلی۔

"اینجل---یہ--تم کیا کر رہے ہو----"

پیار----- وہ اسے دیکھتا بولا۔

کیا پیار اسے کہتے ہیں؟

نہیں یہ طریقہ ہے محبت کا---تم سیکھ جاؤ گی آہستہ آہستہ وہ اس کے بالوں میں ہاتھ چلانے لگا تو وہ پرسکون ہوئی۔

کیا ضار بھائی بھی ایسے ہی طریقہ آزماتے ہوں گے ماہ آپی پر؟

ہاہاہاہا۔۔۔اس کا دلکش قہقہہ گونجا۔۔۔شاید ازمیر سنتا تو جان جاتا کہ ان کا بادشاہ ۔۔۔بادشاہ سے غلام جلد بننے والا ہے۔

یہ تم اپنی بہن سے ہی پوچھنا۔۔۔۔

کیا تمہیں یہ بڑا لگا وہ پل میں سنجیدہ ہو جاتا تھا۔

نہ۔۔۔ نہیں پر۔۔۔۔

میں حق رکھتا ہوں تم پر عاوی۔۔۔تمہاری ہر شرط کو قبول کیا ہے میں نے۔۔۔میں تمہاری معصومیت نہیں چھیننا چاہتا لیکن دل کے ہاتھوں مجبور ہو سکتا ہوں آہستہ آہستہ تم اس رشتے کی خوبصورتی سمجھ جاؤ گی ۔۔۔ مجھ سے سوال کرو جو تمہیں جاننا ہے۔۔۔وارلٹ نے کہا تو اس نے سر ہلایا۔

کیا میں اپنی نیک دھو لوں؟ اس نے کہا تو وارلٹ نے غصے سے اسے دیکھا۔

کیا تمہیں میرا لمس اتنا بُرا لگا ہے وہ بولا تو عوائزہ نے جلدی سے سر ناں میں ہلایا۔

وہ اس کے رنگ میں رنگ رہی تھی۔۔۔وہ اس کا اینجل تھا اسے وہ پہلا اور آخری مرد تھا جو پسند آیا تھا وہ اسے سمجھ رہی تھی۔۔۔اس کی دادی نے کہا تھا وہ اس

کا خیال رکھے گا اس کی ہر بات مانے گا اور وہ ایسا کر رہا تھا اس لیے وہ مطمئن تھی۔

اینجل تمہارا نام کیا ہے؟

وارلٹ----

ام ہمممم---یہ اچھا نہیں بدلو اس کو----وہ اس کے سر کے بالوں کو ٹھیک کرنے لگی----تو وہ تھم گیا تھا اس نے آنکھیں بند کرتے اسے محسوس کیا۔

ایمر-----ایمر سالار---کیسا ہے----

پرفیکٹ ---یہ نام تمہارے لیے بنا ہے اینجل----اس نے کہا تو وارلٹ مسکرایا۔

تم آج مجھ پر چیخے تھے----تم اب کبھی چیخے تو میں یہاں سے چلی جاؤں گی--

ایسا ممکن نہیں ---آؤ تمہارا میک ڈی آگیا----اس نے کہا تو وہ اس سے پہلے بھاگتی کمرے میں آئی تھی۔

"You become my only desire alure!"

تم میری واحد خواہش بن گئی ہو۔۔۔۔۔میں چاہتا ہوں تم مجھ سے محبت کرو۔۔۔آج تک جو کسی نے نہیں کیا تم وہ کرو۔۔۔میری زندگی کا واحد مقصد تمہیں خود سے محبت کروانا ہے۔

اس نے اپنا سارا دھیان اس کی زات پر ڈالا تھا لیکن ازمیر سے باخبر رہتے ہوئے۔ ان دو دنوں میں وہ گھر کو اچھے سے دیکھتی منہ بناتی یہاں وہاں گھومتی رہتی تھی۔۔۔یقینا وہ بہت کچھ سوچے بیٹھی تھی۔

اینجل۔۔۔۔۔وہ کمرے میں آئی تو وہ لیپ ٹاپ پر کچھ کر رہا تھا فوراً سے بند کیا۔ عوائزہ حیران ہوئی لیکن پھر اس کے نزدیک آئی جہاں وہ میز کے آگے رکھی کرسی پر بیٹھا تھا۔

میری بات سنو۔۔۔!

سناؤ۔۔۔وارث نے اسے قمر سے تھامتے اپنے سامنے میز پر بٹھایا تو اس کے چہرے پر گلال بکھر گیا۔

تم وہاں دیکھو۔۔۔

عوی آپ کہنا سیکھ جاؤ۔۔۔۔وہ سختی سے بولا تو عوائزہ نے منہ بسوڑا۔۔۔۔

اچھا میری بات سنو۔۔۔۔۔۔۔۔کیا آج ہم باہر چلیں؟؟

کہاں جانا چاہتی ہو؟

کیا تمہیں پتا ہے مجھے پہاڑ دیکھنا بہت پسند ہے۔۔۔۔ہم پہاڑ دیکھنے جائیں گے۔۔۔۔

جائیں گے کسی روز۔۔۔ابھی جہاں جانا ہے ڈرائیور کے ساتھ چلی جاؤ۔۔۔۔میری میٹنگ ہے وہ کہتا اس کا گال تھپتھاتا اٹھا گیا تو وہ خاموش ہو گئی۔

وہ تیزی سے تیار ہوتا نکل گیا تھا۔۔۔۔۔اس کا انکار اسے بے حد بُرا لگا تھا۔۔۔۔اسے لگا نہیں تھا وہ اسے انکار کرے گا۔۔۔۔اس نے اس کے بعد کمرے سے قدم باہر نہیں نکالا تھا۔

ملازمہ اسے کھانے کا پوچھنے آئیں تھیں ۔۔۔۔لیکن اس نے منع کر دیا تھا۔

وارلٹ کو اس کے ہر پل کی خبر مل گئی تھی۔۔۔۔لیکن وہ کیسے آتا اس کے کلب میں ایک عورت کی لاش ملی تھی۔۔۔

اس کے ازمیر میں ناحق قتل ہوا تھا وہ کیسے جانے دیتا۔۔۔۔۔اس نے تفتیش شروع کروا دی تھی۔

سارے سی سی ٹی فوٹیج چیک کیے تھے اس نے۔۔۔۔۔اس عورت کو کسی مرد سے لڑتے دیکھا تھا اس نے اور پھر اس مرد نے اس کے گلاس میں زہر ملاتے اسے زبردستی پلایا تھا۔

اسے تلاش کرو۔۔۔۔۔وہ حکم دیتا باہر نکلا اور باقی سکیورٹی چیک کرنے لگا۔۔۔۔۔اور کلب میں اب کوئی بھی بکنگ نہیں ہو گی۔۔۔۔اس نے فیصلہ سنایا اور باہر نکل گیا۔

اس کی بیکری میں جو آگ لگی تھی وہ واقعی ایک حادثہ تھا۔۔۔۔برا حادثہ جسے وہ کافی مشکل سے بھلا تھا۔

وہ گھر آیا تو سیدھا کمرے میں آیا جہاں وہ کمفرٹر اوڑھے سو رہی تھی شاید۔۔۔

وہ بنا فریش ہوئے اپنی طرف والی جگہ پر آ کر بیٹھا۔۔۔۔وہ محسوس کر چکا تھا کہ وہ جاگ رہی ہے۔

پھر کھینچ کر اسے اپنی گود میں بٹھایا۔۔۔۔

کھانا کیوں نہیں کھایا؟

جواب نداد۔۔۔۔

تم سے پوچھ رہا ہوں میں لڑکی۔۔۔۔میں پہلے بھی بتا چکا ہوں میری نرمی کا ناجائز فائیدہ کبھی مت اٹھانا۔

میں آپ کی نوکر نہیں ہوں۔۔۔نہ مجھے سمجھیں۔۔۔وہ زرا تیز لہجے میں بولی۔

وہ اسے آپ کہہ گئی تھی اس لیے اس کے تیز لہجے کو اس نے نظرانداز کر دیا تھا۔

تم نوکر نہیں ہو۔۔۔نا میں سمجھا ہوں۔۔۔لیکن کیا چاہ رہی ہو؟ میں سارا دن یہاں نہیں بیٹھ سکتا۔۔۔

کیا کام کرتے ہیں آپ؟

یہ جاننا ضروری نہیں ہے تمہارا۔۔۔بس اتنا جان لو کہ ازمیر کا بادشاہ اگر میں ہوں تو تم کون ہو بلکہ تم بس مجھے جانو۔۔۔مجھے پڑھو۔۔۔وہ کہتا اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگا۔

کیا تم جانتی ہو؟

کیا۔۔؟

تمہیں دیکھتے، تمہیں سوچتے اور اب اتنے نزدیک محسوس کرتے میں دل پر کتنے بند ڈالتا ہوں۔۔۔لیکن بخدا جس دن میں خود پر کنٹرول نہ کر سکا اس دن تم ان جزبات سے آشنا ہو جاؤ گی۔۔۔

کیا آپ سچ میں مجھ سے بہت محبت کرتے ہیں وہ اس کے حصار میں بیٹھی بھول گئی تھی کہ وہ اس سے ناراض تھی۔

یہ ایمر سالار کی خاصیت تھی جس کی قربت میں وہ اپنا آپ تو کیا دنیا بھول جاتی تھی، وہ اسے اپنی زات میں مگن کرنے کی صلاحیت رکھتا تھا۔

تمہیں کیا لگتا ہے-----وارلٹ نے اس کے گال پر اپنا گال رگڑتے کہا۔

امممم---مجھے تو نہیں لگتا----آپ نے مجھے دھتکارا تھا-------وہ آہستہ آہستہ اس کے بارے میں جاننے لگی تھی---

سارا دن وہ کرتی بھی کیا تھی آدھا دن سیاہ عمارت کو رنگین کیسے کرنا ہے یہ سوچنے میں گزر جاتا تھا اور آدھا اس کے بارے میں سوچتے۔

جس دن جان جاؤ گی اس دن اس محبت پر ناز کرو گی----ابھی بتاؤ کھانا کیوں نہیں کھایا۔

میں بتا چکی ہوں آپ نے مجھے دھتکارا تھا----آپ نے میری زات کی نفی کی ہے جو مجھے ہرگز ہرگز قبول نہیں۔

"مجھے کام تھا الیور------"

الیور کیا ہوتا ہے--؟وہ پھر سے بھٹک گئی تھی مدعے سے-----

کشش----تم کشش ہو جو ہر بار، ہر وقت، ہر لمحے مجھے خود کی طرف کھینچتی ہے وارلٹ نے کہتے اس کے فراک کی ڈوری کو جھٹکے سے کھینچا کہ وہ ٹوٹ گئی۔

افففف۔۔۔۔ایمررررر۔۔۔۔۔وہ چیخی تھی۔۔۔

اس گھر کے در و دیوار نے پہلی بار اس کا اصل نام سنا تھا۔۔۔۔وہ بھی تھم گیا تھا لیکن اسے یہ برا ہرگز نہ لگا تھا۔

کیا بولا تم نے ابھی۔۔۔۔؟

کیا۔۔۔۔۔وہ ڈر گئی تھی ۔۔۔۔کیا اس نے کچھ غلط کہہ دیا تھا۔۔۔۔وہ پل میں اسے ڈرا دیتا تھا۔

ابھی کس نام سے بلایا تم نے مجھے؟

ایمر۔۔۔۔۔کیا تمہیں بُرا لگا۔۔۔۔؟

نہیں۔۔۔۔۔! جیسے میں تمہیں عوی اور الیور کہتا ہوں تم بھی مجھے ایمر اور اینجل کہا کرو اس نے کہا تو اس نے سر ہاں میں ہلایا۔

پھر اس کی نظر اپنے سراپے پر محسوس کرتے اس نے اس کی آنکھوں پر ہاتھ رکھا تو ایمر سالار کا دلکش قہقہہ کمرے میں گونجا۔

چھوڑو میری آنکھوں کو۔۔۔۔۔کیوں بند کیا ہے؟

آپ کیوں مجھے ایسی نظروں سے گھور رہے ہیں؟

ایسی نظریں کیسی نظریں ہوتی ہیں ---میں محبت سے دیکھ رہا ہوں۔

کیوں دیکھ رہے ہیں؟

میری بیوی ہو میرے نکاح میں ہو میری ملکیت میں جیسے چاہے دیکھ سکتا ہوں کوئی بھی مجھے نہیں روک سکتا اس نے کہتے عوائزہ کے ہاتھ ہٹائے اور پھر سے اسے شرارتی نظروں سے دیکھنے لگا تو عوائزہ نے اس کے سینے میں منہ چھپایا۔

اس کی نظروں کا مفہوم وہ سمجھنے لگی تھی---اس کی بے باک نگاہیں اور الفاظ اس کے چہرے پر گلال بکھیر دیتے تھے۔

اور یاد رکھو ایبر سالار نہ کبھی تمہیں دھتکار سکتا ہے اور نہ تمہاری زات کی نفی کر سکتا ہے وارلٹ نے کہتے اس کے ماتھے پر بوسہ دیا تو وہ کھلکھلائی۔

سوری بولیں----

زیادہ فری مت ہو---اٹھو میرے اوپر سے کب سے بیٹھی ہو----

ہوووو۔۔۔۔ایمرررر۔۔۔وہ ایک بار پھر چیخی اور پھر اس کے سر کے بال کھینچ ڈالے۔۔۔۔۔۔اور واش روم میں بھاگ گئی۔

وہ بھی چینج کرنے اٹھا۔۔۔وہ سارے ازمیر کے لیے وارلٹ تھا اور اپنی اہلیہ کے لیے ایمر سالار۔

وہ باہر آئی تو وہ لیپ ٹاپ رکھے بیٹھا تھا اسے پاس آنے کا کہا تو وہ ساتھ بیٹھ گئی۔۔۔۔پھر وارلٹ نے اپنی پسند سے اس کے لیے شاپنگ کی تھی ساری۔۔۔۔۔ اور وہ وہیں سو گئی تھی اس کے کندھے پر سر رکھے۔۔۔۔اس کو جب ہوش آیا تب وہ نیند میں تھی۔

عوی۔۔۔۔اٹھو۔۔۔۔۔نا تم نے کھانا کھایا تھا نا ڈنر کیا ہے اٹھو شاباش۔۔۔۔۔میں آتا ہوں کھانا لے کر۔۔۔۔اس کے گلے پر موجد ڈوری جو وہ توڑ چکا تھا وہاں پن لگا تھی اس نے نہیں تو آج وہ اسے پاگل کر دیتی۔

عوائزہ آٹھ کر بیٹھ گئی تھی۔۔۔۔اس کے پرانے فون پر اس کی بہن کی کال آنے لگی جو اس نے فوراً اٹھائی تھی۔

آسلام علیکم آپی جان وہ پرجوش اندازا میں بولی۔
وعلیکم السلام میری جان----کیسی ہو؟

میں بہت اچھی اور خوش----

اچھی بات ہے-----ایمر تمہارا دھیان رکھ رہا ہے نا، کیا وہ تم پر غصہ کرتا ہے اگر کوئی پریشانی ہے تو مجھے بتاؤ ہم تمہیں لے آئیں گے واپس----

ام ہمممم----

یہ میرا گھر ہے اب میں کہیں نہیں جاؤں گی----اینجل نے یہ گھر مجھے دے دیا ہے اور اینجل بہت اچھے ہیں میرا بہت دھیان رکھتے ہیں اور آپی وہ مجھے بہت پسند ہیں وہ آغاز میں تیزی سے اور پھر آخر میں آہستہ سے بولی جیسے کسی جرم کا اعتراف کر رہی ہو۔

دادی کے گھر سے ہو کر آئی تھی وہ۔۔۔کیونکہ عوائزہ اس سے ملنا چاہتی تھی۔۔۔دادی کی ناراضگی اب پہلے جیسی نہ سہی لیکن کچھ حد تک ابھی بھی باقی تھی۔

اگلے روز عالیان آ گیا تھا۔۔۔وہ اسے بہت بار فون کر کے بتانا چاہتا تھا کہ وہ آرہا ہے۔

لیکن وہ ضوریز میں اتنا مصروف ہوئی تھی کہ اس نے فون چیک ہی نہیں کیا تھا۔

ابھی بھی وہ ضوریز کے لیے کچھ کھانے کو بنا رہی تھی تو اس نے فون کر کے اسے کیفے آنے کو بولا تھا۔

ماہ نے اسے انکار کرتے گھر آنے کی دعوت دیتے اڈریس بھیج دیا تھا کہ وہ گھر آ کر ضوریز سے بھی مل لیتا۔

اسے جا کر ملنا مناسب نہ لگا تھا لیکن منع بھی نہیں کر سکتی تھی وہ اچھا دوست رہا تھا اس کا۔

واہ۔۔۔۔کھانے کی تو بہت اچھی خوشبو آرہی ہے۔۔۔اس سے ملنے کے بعد وہ اندر آتا بولا۔

میں نے کھانا بنایا ہے۔۔۔وہ کہتی کچن سے اس کے لیے پانی لینے گئی۔

ارے واہ۔۔۔اتنی ترقی کر لی ماہی تم نے؟ وہ حیران تھا۔

ہاں۔۔۔ضوریز کے لیے بنایا ہے۔۔۔وہ اپنے دھیان برتن لگانے لگی۔۔۔کہ ضوریز کے آنے کا وقت تھا۔

عالیان خاموش ہوا۔۔۔کہاں وہ اس کے ساتھ رہا کرتی تھی۔۔۔اس کی باتیں کرتی تھی اور آج۔۔۔۔

دل میں درد جاگا تھا لیکن وہ خوش تھا اس کے لیے۔۔۔۔

تم کب شادی کر رہے ہو عالی؟ اس نے اسے دیکھ کر پوچھا۔۔۔

بس جب تم کہو۔۔۔؟وہ گہری سانس بھر کے بولا۔۔۔۔کچھ باتوں کو دوبارہ ڈسکس نہ کرنا ہی اچھا ہوتا ہے۔۔۔وہ ایک شادی شدہ لڑکی سے کیسے کہہ دیتا کہ کرنی تو تمہارے ساتھ تھی۔۔۔

بس پھر کر لو۔۔۔۔

جو حکم۔۔۔وہ۔ سر جھکاتا بولا تو اس کی کھلکھلاہٹ سے پورا گھر گونج اٹھا جو اندر آتے ضوریز نے بھی سنا تھا۔

اسلام علیکم! ان کو آپس میں مصروف دیکھ اس نے متوجہ کیا۔

وعلیکم السلام! عالیان آگے بڑھ کر اسے ملا۔۔۔۔

ضاررر۔۔۔یہ عالی ہے مطلب عالیان میرا دوست۔۔۔یاد ہے میرے لیے تم نے ایک بار سکول میں اسکا سر پھاڑ دیا تھا۔۔۔وہ خوشی سے اسے بتانے لگی۔

ہاں میں جانتا ہوں۔۔۔۔مل کر اچھا لگا عالیان۔۔۔ تم کپڑے نکالو آ کر میرے۔۔۔۔

کپڑے نکال دیے ہیں ۔۔۔ فریش ہو کر آئیں کھانا لگا دیا ہے۔۔۔عالیان بھی ساتھ میں کھائے گا۔۔۔آپ دونوں کتنے لکی ہیں میرے ہاتھ کا کھانا۔۔۔

اور وہ اس کی بات ختم ہونے سے پہلے ہی اندر چلا گیا تھا۔۔۔

ضوریز کو اس کا یہ سب کسی اور کے لیے کرنا بالکل پسند نہ آیا تھا---اس کے ساتھ ایسے ہنسنا---اس کی سوچ تنگ نہیں تھی۔

لیکن اپنی محبت، اپنی بیوی کو اس شخص کے ساتھ دیکھنا مشکل تھا جو اس سے محبت کا دم بڑھتا تھا اور آج خاموش محبت کا اکیلا مسافر تھا۔

رقیب تھا وہ ضوریز دوراور کا اسے کیسے پسند آتا----

وہ باہر گیا تو وہ مصروف تھے---اس نے ماہ کے نکالے کپڑے دیکھے بھی نہیں تھے اپنے لیے خود کپڑے نکالے اور پہنے---یہ ناراضگی کا ایک طریقہ تھا شاید ---

کیسا بنا ہے؟ اس نے آنکھوں میں اشتیاق لیے ان دونوں کو دیکھتے پوچھا۔

بہت کمال----مجھے تو اب بھی یقین نہیں آرہا یہ تم نے بنایا ہے عالیان نے کہا تو اس نے فرضی کالر جھاڑے اور مسکرائی۔

جو میں نے سمجھایا تھا تم نے بولا تھا اسے---؟

جی---

آپی آپ سے ایک بات پوچھو۔۔۔

جی میری جان ہچکچاؤ نہیں۔۔۔۔سب پوچھو۔۔۔

کیا ضار بھائی آپ سے محبت کرتے ہیں؟

ہاں وہ کہتا ہے وہ مجھ سے محبت کرتا ہے وہ سرد آہ بھرتی بولی۔

تو ان کے محبت کرنے کا انداز بھی کیا وارلٹ جیسا ہے؟

کیا مطلب؟

اینجل نے مجھے نیک پر کس کیا تھا اور انھوں نے کہا تھا کہ یہ پیار کرنے کا ایک طریقہ ہے تو ضار بھائی بھی ایسا کرتے ہیں؟

افففففف عاوی۔۔۔تمہاری عمر نہیں ہے یہ سب سوچنے کی اس نے بات بدل دی تھی کیا بتاتی کہ اس کا ضار بھائی ان سب سے چار ہاتھ آگے ہے۔

تو کیا مجھے اینجل کو منع کرنا چاہیے۔۔۔۔لیکن میں ایسا نہیں کر سکتی وہ مجھے پسند ہیں نا۔۔۔اس نے کہا تو ماہ نے سرد آہ بھری۔

جو تمہیں اچھا لگتا ہے تم وہ کرو عاوی---جس سے تمہیں خوشی ملتی ہے----عوائزہ نے تیزی سے سر ہلایا اور پھر آخری کلمات ادا کیے۔

وہ اس کے لیے کھانا لایا اور دونوں نے خاموشی سے کھانا کھایا----عوائزہ نے اپنی پلیٹ چھوڑ کر اس کی پلیٹ سے کھایا تھا۔

مجھے کپ کیک کھانا ہے----

صبح منگوا دوں گا اب تو کافی وقت ہو گیا ہے---

مجھے ابھی کھانا ہے صبح نہیں-----وہ ضدی لہجے میں بولی--

عوی ابھی رات ہو گئی ہے اور رات کو میٹھا نہیں کھاتے صبح میں بیکری سے لے آؤں گا واپسی پر----اس نے کہا تو عوائزہ نے اداسی سے سر ہلایا۔

بیکری کو ایک بار پھر سے بنایا گیا تھا----وہ بنانا اب وہاں کچھ اور چاہتا تھا لیکن عوائزہ کی پسندیدہ جگہ تھی وہ جس کو وہ ختم نہیں کر سکتا تھا۔

تمہیں میٹھا چاہیے؟

ہممم------عوائزہ نے تیزی سے سر ہاں میں ہلایا۔

آنکھیں بند کرو۔۔۔اس نے کہا تو عائزہ نے جھٹ سے آنکھیں بند کی۔

وارلٹ نے اس کے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں تھاما اور پھر ہلکا سا جھکے اس کے لبوں پر اپنے لب رکھے اور سیکنڈ میں پیچھے ہوا۔

ایمرررر۔۔۔یہ ۔۔۔۔۔اس نے آنکھیں کھولتے اسے حیرانی سے دیکھا۔

آپ کو ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا اینجل۔۔۔۔

کیوں ؟

میں نے مووی میں دیکھا تھا ایسے کرتے۔۔۔آپی نے کہا تھا یہ گندے لوگ کرتے ہیں اس نے کہا تو وارلٹ کا دل کیا اس کی آپی جان کو شوٹ کر دے۔

یہ بھی پیار کرنے کا طریقہ ہے عوی۔۔۔۔اور میں جب چاہوں گا جہاں چاہوں گا تمہارے قریب آؤں گا تمہیں چھو سکتا ہوں میں اختیار رکھتا ہوں۔۔۔یہ سب میرا حق ہے اگر میں اپنے فرائض نبھانا جانتا ہوں تو اپنے حق لینا بھی جانتا ہوں۔۔۔یہ ہمارا رشتہ ہے ان سب کو سمجھو۔۔۔۔کل اپنی دادی کے پاس سے ہو آؤ۔۔۔اپنی آپی

جان سے پوچھنا کہ میاں بیوی کا رشتہ کیسا ہوتا ہے۔۔۔کیونکہ وہ تمہیں بہتر سمجھائے گی وہ کہتا اٹھ گیا تھا۔

اینجلل۔۔۔۔۔وہ دروازے کے پاس گیا جب اس نے پکارا تو وہ پیچھے مڑا۔

کیا آپ مجھ سے ناراض ہو گئے ہیں؟

اگر میں کہوں ہاں تو؟

تو میں آپ کو منا لوں گی آپ مجھ سے ناراض نہ ہوں۔۔۔آپ بتائیں کیسے مانیں گے؟

جو ابھی میں نے تمہارے ساتھ کیا ہے وہ کل واپسی پر تم کرنا میں مان جاؤں گا وہ کہتا باہر نکل گیا تو وہ کان کی لو تک سرخ پڑی۔۔۔۔

وہ اس کے لیے ضروری ہوتا جا رہا تھا۔۔۔اس نے ایمر سالار کے علاؤہ کسی کو سوچا ہی نہیں تھا صبح وہ ڈرائیور کے ساتھ چلی گئی تھی۔

اپنی دادی سے ملی تھی آپی کا انتظار تھا اسے۔۔۔ سٹیفی سے مل لیا تھا اس نے۔۔۔ لیکن اسے اس وقت صرف اینجل چاہیے تھا اپنا۔

اس نے اپنا فون نکالا اور نمبر ملایا جو اس نے ملازم سے ہی صبح آتے وقت اس کا لیا تھا۔

اس کی پہلی بیل پر دوسری طرف سے فون اٹھا لیا گیا تھا۔۔۔وہ خاموش رہا تو اسے ہی بولنا پڑا۔

اینجل۔۔۔؟ کیا آپ ناشتہ کر کے گئے تھے۔

تمہیں فرق پڑتا ہے۔۔۔؟

بتائیں تو۔۔؟

نہیں!

کیوں؟

بھوک نہیں تھی مجھے!

اچھا۔۔آج ہم ڈنر ساتھ کریں گے۔۔۔

تم چاہو تو وہاں رہ سکتی ہو وہ بھی تمہارا گھر ہے وہ اسے آزما رہا تھا نہیں تو اسے ایک رات بالکل نہ وہاں گزارنے دیتا۔

نہیں میں اپنے گھر آجاؤں گی اس نے اپنے گھر پرزور دیتے کہا تو وارلٹ نے اوکے کہا اب پھر خاموشی تھی۔

مجھے مس کر رہی ہو۔۔۔؟

اس نے گہری سانس بھرتے کہا تو عوائزہ نے تیزی سے سر ہاں میں ہلایا جیسے وہ اسے دیکھ رہا ہو۔

میں تمہارے سامنے نہیں ہوں لڑکی۔۔۔منہ سے جواب دو وہ سخت لہجے میں بولا تو عوائزہ نے فون کاٹ دیا۔

اپنی آپی سے ملتی وہ خوش تھی۔۔۔۔لیکن وہ اسے یاد کر رہی تھی۔

آپی۔۔۔

بولو میری جان۔۔۔دادی ان کے لیے کھانے کی تیاری کرنے گئی تھی۔

کیا آپ مجھے بتائیں گی کہ شوہر کے اپنی بیوی پر کیا حق ہوتے ہیں وہ نظریں جھکائے پوچھنے لگی جیسے کوئی گناہ کر رہی ہو۔

ماہ نے ایک نظر اس کے جھکے سر کو دیکھا۔۔۔وہ اس کی بے چینی واضح پڑھ سکتی تھی جو اس شخص سے دوری کے باعث تھی۔

میری جان نکاح بہت خوبصورت رشتہ ہے یہ دو روحوں کے ملاپ کا نام ہے رب العالمین نے اس خوبصورت رشتے کو بنایا ہے جس میں مرد اور عورت دونوں کے ایک دوسرے پر کچھ حقوق و فرائض ہیں اور پھر وہ اسے سب سمجھانے لگی جو وہ غور سے سن رہی تھی۔

ماہ نے اسے سب بتایا تھا بتاتی کیوں نا اسے پتا لگ گیا تھا کہ اس کی بہن وارلٹ کے ساتھ خوش ہے تو وہ کون ہوتی تھی اس کی خوشیاں اسے نہ دینے والی۔

آغاز میں اسے وارلٹ پر بھروسہ نہیں تھا لیکن عوائزہ کے اطوار دیکھتے وہ سمجھ گئی تھی کہ اس کی بہن اب اس شخص کے بغیر نہیں رہ سکتی۔

اس کی باتیں سنتے عاوی نے سرخ چہرہ اٹھایا تو ماہ نے قہقہہ لگایا۔۔۔

کیا ہوا؟ گلابی کیوں ہو رہی ہو۔۔۔۔

میں دادی کو دیکھنے جا رہی ہوں۔۔۔اینجل کو بھی فون کرتی ہوں میں ان سے ملنے جا رہی ہوں۔۔۔۔وہ کہتی باہر بھاگ گئی تو ماہ نے اس کے ہمیشہ ایسے ہی مسکراتے رہنے کی دعا کی۔

ضوریز آج کل چونکے وارلٹ کے کسی کیس کو ہینڈل کر رہا تھا تو اس کے ساتھ ہوتا تھا اور ضوریز نے اسے بتایا تھا کہ وارلٹ کے لیے عوائزہ کتنی ضروری ہے۔ اس لیے وہ اسے سب سمجھا گئی تھی۔

عوائزہ ان سے ملتی ساتھ آئے ڈرائیور کے ساتھ بیکری گئی تھی کیونکہ اس کے مطابق وہ اس وقت کسی ڈیل کے سلسلے میں وہاں تھا۔

وہ اس سے ملنے اور اپنے کپ کیکس لینے خود آئی تھی۔۔۔۔ساری باتیں جانتے نا جانے کیوں وہ گلابی پر رہی تھی۔

لیکن وہ شخص اس کی نظر میں مزید معتبر ہوا تھا جس نے اس کے آگاہ نہ ہونے کا ناجائز فائیدہ نہیں اٹھایا تھا۔

وہ اندر آئی جہاں وہ اوپر والے پورشن میں تھا جہاں خاموشی تھی یقیناً یہ میٹنگ بہت اہم تھی کہ بیکری میں لوگوں کو نہیں بیٹھنے دیا جا رہا تھا آج۔

وہ اوپر کی طرف آئی جب اسے اس کی پیٹھ نظر آئی لیکن اس کے سامنے موجود لڑکی کو وہ دیکھ سکتی تھی۔

ایک لڑکی ساتھ کھڑی تھی جو اسی پر نظریں ٹکائے ہوئی تھی.

وہ وہیں بیٹھی اس کے فارغ ہونے کا انتظار کرنے لگی لیکن اس کی نظر اس لڑکی پر جا رہی تھی جو بار بار وارلٹ کو دیکھ رہی تھی۔

عوائزہ کو بے حد جیلیسی ہوئی تھی---وہ کیسے اس کے شوہر کو ایسے دیکھ سکتی تھی۔

ان کی میٹنگ ختم ہوئی تو دوسری لڑکی بھی کھڑی ہو گئی اور ہاتھ آگے کیا جو وارلٹ نے تھام کر چھوڑا تھا اور پیچھے مڑا جہاں وہ کھڑی تھی۔

وہ حیران ہوا اور اسے دیکھتے اپنے پاس آنے کا اشارہ کیا تو وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی اس کی طرف گئی۔

وارلٹ نے اس کو حصار میں لیتے اس کے بالوں پر لب رکھے تو اس نے ان لڑکیوں کو دیکھا جو منہ کھولے اسے دیکھ رہی تھیں۔

میٹ مائی وائف عوائزہ ایمر سالار اس نے کہا تو ساتھ والی لڑکی نے ان کی تصویر بنائی جلد ازمیر جاننے والا تھا ان کے بادشاہ کی ملکہ آچکی ہے۔

چلو وہ عوائزہ کو دیکھ کر بولا۔۔۔۔تو وہ پیچھے مڑی اور اس لڑکی کو دیکھنے لگی۔

"آپ یا کوئی بھی انہیں ایسے نہیں دیکھ سکتا۔۔۔۔۔میں آپ کی آنکھیں نکال سکتی تھی لیکن آپ کسی کام سے یہاں آئیں تھی ہماری مہمان تھی اسی لیے میں نے لحاظ کیا نہیں تو میں آنکھیں نکال دیتی تمہاری لڑکی، آئیندہ نظروں کو کنٹرول میں رکھنا وہ غرائی۔"

سب اس کو سنتے تھم گئے تھے ساکت تو وہ بھی ہوا تھا اور پھر ہلکا سا مسکرا دیا۔۔۔۔۔

گارڈ تو ان سب کے عادی ہو گئے تھے لیکن وہ لڑکیاں تو صدمہ میں چلیں گئیں تھی۔

وہ اسے لاتا گاڑی میں بٹھا کر فون پر بات کرنے لگا تو وہ کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی۔

ان کی گاڑی کے آگے سے خواجہ سرا گزرا تھا۔۔۔۔

ان کو تو ہجرا کہتے ہیں نا۔۔۔۔یہ یہاں کیا کر رہے ہیں اس نے کہا تو فون بند کر چکا تھا باہر دیکھنے لگا۔۔۔۔اس کی آنکھوں کی بے چینی بڑھ گئی۔

ہجرا نہیں خواجہ سرا کہتے ہیں کہ انہیں عوی۔۔۔عزت سے بلاؤ۔۔۔۔۔اس نے سخت لہجے میں کہا تو وہ سر ہلانے لگی۔

مجھے ان سے بہت ڈر لگتا ہے وہ پھر سے بولی۔۔

کیا انہوں نے کبھی تمہیں نقصان پہنچانا ہے یا کسی کو نقصان دیا ہے---؟وہ سوال کرنے لگا۔

نہیں پر----

کیسے رب العالمین نے ہمیں مکمل بنایا ہے انہیں ایسے بنایا ہے----یہ ان کا رب کے ساتھ معاملہ ہے اور ہمارے لیے وہ باعثِ عزت ہیں وہ سختی سے سب اسے سمجھا رہا تھا۔

میں آئیندہ دھیان رکھوں گی عوائزہ نے فوراً کہا تو وہ واپس فون پر بات کرنے لگا۔

وہ گھر آ چکے تھے وہ چینج کر کے آیا تو وہ ڈنر کر رہی تھی اسی کی پلیٹ سے کھانے لگا تو عوائزہ نے اسے گھورا۔

کیا کل میں نے تمہیں گھورا تھا؟ اس نے کہا تو عوائزہ مسکرائی۔

زیادہ فری مت ہو---ناراض ہوں میں اور تم نے منایا نہیں ہے اب تک مجھے جیسے میں کل بتا چکا ہوں اس نے کہا تو عوائزہ نے نظریں جھکائیں۔

پھر کچھ یاد آنے پر وہ اسے دیکھنے لگی---

بولو----؟ وارلٹ نے اس کے منہ میں اپنے چمچ سے چاول ڈالتے کہا۔

آپ لڑکیوں کے ساتھ اب سے کام نہیں کریں گے----

کیوں---یہ سب کام کا حصہ ہے ----اور ویسے بھی وہ ساتھی شہر سے تھی ہماری مہمان----

اس کے ساتھ آئی لڑکی آپ کو کیسے دیکھ رہی تھی مجھے بالکل پسند نہیں آیا---

تم جیلس ہو رہی تھی؟ اس کا بنایا چمچ اپنے منہ میں ڈال کر وہ اسے دیکھنے لگا۔

نہیں! جو میرا ہے وہ بس میرا ہے----کسی کو حق نہیں اس پر----

آپ میری ہیں بس---- وہ شدت پسندی سے بولی تو وہ حیران رہ گیا-----وہ اس کے لیے اتنی پوسیسو کیوں ہو رہی تھی۔

اوکے میں آئیندہ دھیان رکھوں گا----کمرے میں انتظار کر رہا ہوں جلدی آؤ---اسی کے گلاس سے پانی پیتا وہ اٹھ کر چلا گیا۔

وہ دونوں اپنی باتوں میں مصروف تھے۔۔۔۔ضوریز نے آدھا کھانا کھایا اور اپنی پلیٹ وہی چھوڑتے اٹھا اور انہیں فون کال کا بہانہ کرتا اندر چلا گیا۔

ماہ صاف محسوس کر سکتی تھی اس کا انداز لیکن۔۔۔۔عالیان کے سامنے وہ کچھ بھی ظاہر نہیں کرنا چاہتی تھی۔

عالیان بھی جلدی اٹھا گیا تھا۔۔۔۔اس کا لایا تحفہ اسے دیا۔۔۔۔۔

"بہت اچھا لگا۔۔۔۔واپس کب آؤ گے۔۔۔۔؟"

اب تم آنا پاکستان میری شادی پر۔۔۔۔عالیان نے کہتے اس کے بال بکھیرے یہ منظر باہر آتے ضوریز نے دیکھا تو ہاتھ کی مٹھی بھینچی۔۔۔۔۔اور اپنے اشتعال کو قابو میں کرتا اندر بند ہو گیا دوبارہ۔

وہ اندر آئی۔۔۔۔اور گہرا سانس بھرا۔۔۔۔۔

مسٹر ہسبینڈ جیلس ہوئے ہیں کافی۔۔۔اس نے کھانا دوبارہ گرم کیا ایک ہی پلیٹ میں ڈالا کیونکہ اس نے بھی بس ہلکا سا کھایا تھا اور اندر کی طرف بڑھی۔

اندر داخل ہوئی تو وہ میز کے سامنے اپنی پسندیدہ جگہ پر بیٹھا کسی فائل کی ورق گردانی کر رہا تھا۔

اب اتنا بھی برا کھانا نہیں بنایا میں نے ضار کہ آپ کھائیں نہیں۔۔۔۔اس نے کرسی اس کی کرسی کے ساتھ گھسیٹ کر بیٹھتے کہا۔

میں نے کھا لیا تھا۔۔۔اس نے بنا اسے دیکھے کہا۔

نہیں کھایا تھا سب ویسے ہی پڑا ہے۔۔۔نا آپ نے بتایا کہ کیسا بنا ہے۔۔۔۔ صبح کی لگی تھی میں ۔۔۔

تمہارے دوست نے بتا دیا نا کہ کیسا بنا ہے۔۔۔۔میرے لفظوں کی ضرورت نہیں پڑنی چاہیے تھی تمہیں ۔۔۔۔۔

ضاررر۔۔۔وہ دوست ہے میرا اچھا۔۔۔اس نے کافی ساتھ دیا ہے میرا۔۔۔آپ کیوں اس کا موازنہ خود سے کر رہے ہیں۔

مجھے بالکل پسند نہیں آیا وہ۔۔۔اور اس کی ہمت کیسے ہوئی تمہیں ہاتھ لگانے کی۔۔۔؟ وہ جو کب سے بھرا بیٹھا تھا اب پھنکارا۔

میں آئندہ دھیان رکھوں گی وہ شرمندگی سے بولی۔

اچھا کھانا کھا لیں اب---

نہیں کھانا---اور اس وقت کوئی بات بھی نہیں کرنی مجھے نا میں ناراض ہوں بس مجھے کام کرنا ہے اس وقت----

ضوریز----اس نے آخری بار اسے پکارنا چاہا----

ماہ پلیز ------

اسے اپنی بیوی پر اس شخص کی محبت سے بھری نظریں اب بھی محسوس ہو رہیں تھی---

سالے کا بچپن میں دماغ ہی کھول دیتا تو اچھا دیتا---وہ سوچنے لگا ماہ تو باہر چلی گئی تھی اٹھ کر----

اسے اس کا نظرانداز کرنا بالکل پسند نہیں تھا وہ کیسے اسے بتاتی---وہ اس دنیا میں سب برداشت کر سکتی تھی لیکن ضوریز دوراور کا خود کو نظرانداز کرنا نہیں۔

وہ کھانا واپس ڈالنے لگی۔۔۔کتنی محنت سے اس نے بنایا تھا۔۔۔ایک آنسو اس کی آنکھوں سے گر کر بے مول ہو گیا۔

وہ مڑی کہ شلف پر رکھا گلاس اس کے ہاتھ سے گرا اور اس کے پاؤں کے پاس ٹوٹا جس سے کچھ کرچیاں اس کے پاؤں پر بھی لگیں۔

وہ سسکی روکے درد کو برداشت کر جاتی ہے اور نیچے دیکھنے لگی جہاں سے اب خون نکل رہا تھا۔

ماہ۔۔۔

ماہ کامل۔۔۔

کیا گرا ہے؟ وہ اسے اندر سے آوازیں دینے لگا۔

جواب نا آنے پر وہ باہر آیا اور پھر اس کے پاؤں سے خون نکلتا دیکھ دوڑ کر اس کے نزدیک آیا۔

کیسے گرا لیا یہ؟ اگر مجھے پتا لگا کہ تم نے جان کر گرایا ہے میری توجہ حاصل کرنے کے لیے تو اس بار خود مار دوں گا تمہیں میں۔

لیکن اس کی آنکھوں کی نمی کو دیکھتے اسے جھٹکے سے باہوں میں اٹھا کر باہر صوفے پر بٹھایا اور فرسٹ ایڈ کا ڈبہ لا کر اسے بینڈیج کی۔

تمہاری جان کو سکون نہیں ہے تو مجھے لینے دو؟

مجھے اس وقت آپ نہیں چاہیے ہیں ---- میں ناراض نہیں ہو رہی لیکن اس وقت آپ جائیں ---اس کے لفظ اسے لوٹا رہی تھی وہ۔

ماہ کامل---اگر تمہیں لگتا ہے کہ یہ سب کر کے تم میری توجہ حاصل کر سکتی ہو تو مجھے افسوس ہے یہ بتاتے ہوئے کہ تمہیں ٹھیک لگتا ہے۔

وہ کمرے میں آئی تو وہ لیٹ چکا تھا وہ بھی چینج کر کے آئی اور جگہ لیٹ گئی لیکن وارلٹ اس سے مخاطب نہ ہوا۔

ایمر----

وہ جب بھی ایمر کہتی تھی اس کا دل دھڑکنا بھول جاتا تھا---بیشک اینجل بھی اچھا لگتا تھا لیکن ایمر وہ واحد انسان تھی جو اسے بلاتی تھی۔

بولو----

آپ ناراضگی چھوڑ دیں----میں وہ نہیں کر سکتی----

تو سو جاؤ نہیں کر سکتی تو----وہ-- سنجیدگی سے بولا تو وہ کھسکتی اس کے پاس آئی۔

آج وارلٹ نے اسے حصار میں نہیں لیا تو اس نے خود اس کا بازو خود پر سے گزارتے اپنے پیچھے رکھا اور اس کی آنکھوں میں دیکھا۔

دیکھیں میں ایسا نہیں کر سکتی؟

کیوں نہیں کر سکتی----؟

بس نہیں کر سکتی---نہیں تو----

کیا---نہیں کر سکتی تو مجھے بتاؤ میں تو کر سکتا ہوں---

نہیں ہم دونوں نہیں کر سکتے----آپی نے کہا تھا---

آج پھر تمہاری بہن نے کچھ الٹی پٹی پڑھائی ہے تمہیں وہ آئبرو چلاتے اسے دیکھنے لگا۔

نہیں ---لیکن----

کیا جلدی بتاؤ----نہیں تو میں اٹھ کر چلا جاؤ گا---

میں کِس نہیں کر سکتی مجھے شرم آتی ہے اور ابھی تو مجھے آپ سے محبت نہیں ہے جب ہو گی تب کروں گی اس نے کہا تو وارلٹ نے اسے جھٹکے سے خود کے نزدیک کیا۔

ابھی محبت نہیں ہے تو مطلب میں اس لڑکی کو ایک چانس دوں کیونکہ وہ تو مجھ سے محبت کرتی ہے---

خبر دار----میں اسے مار دوں گی جان سے----وہ پھر سے بولی تو وارلٹ نے اسے سنجیدگی سے دیکھا اور اگلے لمحے اسے شدید جھٹکا لگا تھا جب وہ جھکتی اس کے لبوں کو اپنے لبوں سے جوڑتی پل میں دور ہوئی تھی۔

وہ اسے دیکھتا رہا اور پھر خود اس پر جھکا اور اس کے لمس سے خود کو سیراب کرنے لگا----جو بات آج اسے حیران کر گئی تھی وہ یہ تھی کہ اس نے مزاحمت نہیں کی تھی۔

وہ پیچھے ہٹا اور اس کی گردن پر اپنا لمس بکھیرنے لگا۔۔۔اس کی بھاری سانسوں کی آواز سنتے وہ پیچھے ہٹا تھا۔

مجھے تم سے محبت ہے الیور۔۔۔۔بے پناہ محبت۔۔۔تمہارے پہلے کچھ نہیں اور بعد میں تو ممکن ہی نہیں وہ کہتا اسے معتبر کر گیا تھا۔

عوائزہ نے چہرہ اوپر کرتے اس کی آنکھوں پر لب رکھے اور پھر چہرہ اسکے سینے میں چھپا دیا۔۔۔۔۔تو وہ مسکرا دیا۔

لگتا ہے آج کافی اچھا سمجھ کر آئی ہو سب کچھ اس نے کہا تو عوائزہ نے اس کے لبوں پر ہاتھ رکھا۔

شب خیر۔۔۔اس نے کہا تو وہ قہقہ لگا گیا۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اس کے دن رات اس کے بارے میں سوچتے گزر رہے تھے۔۔۔وہ سیاہ عمارت میں تبدیلیاں کرتی جا رہی تھی۔

سب اپنی مرضی کا کرتی اور ایمر کو منہ بسوڑتے دیکھ معصوم سا منہ بناتی تو وہ مان جاتا----

وہ جانتی تھی اسے کیسے منانا ہے----وہ خوش تھی بے حد اسے پا کر---اب تو وہ اس کے ساتھ ناشتہ لنچ ڈنر سب کرنے لگی تھی---اس کے کپڑے بھی خود نکالتی تھی اپنی پسند کے اور اپنے کپڑوں کے بارے میں بھی اس سے پوچھا کرتی تھی۔

اکثر باہر پودوں کو پانی دیتے وہ اسے ساتھ لگایا کرتی تھی اور وہ جو سب ملازموں سے کروانے کا عادی تھا اس کے ساتھ مٹی چھانا کرتا تھا۔

اگلے ہفتے میری سالگرہ ہے ایمر----اس نے اسے بتایا---بتاتے وہ ہچکچائی بھی تھی۔

تمہیں لگتا ہے سویٹ ہارٹ میں بھول سکتا ہوں---اس نے شرارتی نظروں سے اسے دیکھا تو وہ نظریں جھکا گئی۔

وہ اس سے محبت کرنے لگی تھی، بات پسند سے کہیں آگے جا پہنچی تھی وارلٹ جانتا تھا اس کی آنکھوں کو پڑھ سکتا تھا۔

لیکن وہ چاہتا تھا وہ خود اظہار کرے، ہر بار نزدیک آنے پر اس کے چہرے پر گلال کا بکھر جانا اسے ساکت کر دیتا تھا۔

ابھی بھی وہ آفس کے لیے نکل چکا تھا۔۔۔وہ چاہتی تھی کہ وہ آج چھٹی کرے لیکن اسے نہایت ضروری کام تھا۔

اسے آئے آدھا گھنٹہ ہی ہوا تھا جب اس کا فون مسلسل بجنے لگا۔۔۔وہ میٹنگ میں تھا لیکن گھر کے لینڈ لائن کے نمبر پر نگاہ جاتے ہی اس نے میٹنگ برخاست کی تھی۔

کیا ہوا؟

اس نے غصے سے پوچھا تھا اور آگے سے جو اس نے سنا تھا اس کے بعد وہ بھاگا تھا۔

اس کے قریب لوگوں نے پہلی بار ازمیر کے بادشاہ کو ایسے بوکھلاتے بھاگتے دیکھا تھا یعنی وجہ کافی خاص تھی۔

وہ ریش ڈرائیونگ کرتا آج پہلی بار بنا گارڈز کے گھر آیا تھا۔۔۔۔فون پر اسے ملازمہ نے اطلاع دی تھی کہ عوایزہ کے دوپٹے کو آگ نے پکڑ لیا ہے اور۔۔۔۔

اس سے آگے نہیں سنا تھا اس نے وہ بھاگا تھا صرف۔۔۔۔اندر آتے وہ دوڑتا کچن میں گیا تھا۔

عوی۔۔۔۔۔۔۔عاوی۔۔۔۔الیور۔۔۔۔اس کے سارے ناموں سے پکارتا وہ اسے کوئی پاگل ہی معلوم ہوا تھا۔

وہ اندر داخل ہوا اور اسے دیکھتا تھم گیا وہ خاموشی سے بیٹھی سیب کھا رہی تھی۔

اسے دیکھتے مسکرانے لگی اور اپنا دوپٹہ لہرایا جو بالکل ٹھیک تھا۔

ڈیمم۔۔۔۔۔۔اس نے شیلف پر موجود سارے برتن گرائے تھے۔۔۔۔وہ سہم کر سٹول سے نیچے اتری ملازم سب کچن سے باہر نکل گئے تھے۔

کیوں جھوٹ بولا مجھ سے---؟ تمہیں مزاق لگتا ہے یہ سب؟ بچی نہیں رہی ہو اب تم اٹھارہ کی ہو گئی ہو----تمہیں خیال ہے میں اپنا لاکھوں کا نقصان کرتا یہاں بھاگا آیا ہوں اور-----

وہ آج پہلی بار اس کا غصہ دیکھ رہی تھی---اس کے ہاتھ پاؤں کانپنے لگے تھے۔

ایم-----ایبر-----

خاموش! تمہارے منہ سے ایک لفظ بھی نکلا تو زبان کاٹ دوں گا میں -----وہ کہتا تن فن کرتا اوپر چلا گیا۔

وہ ہمت کرتی کمرے میں گئی جہاں وہ تھا نہیں وہ ساتھ والے کمرے میں تھا شاید اس وقت وہ اسے نہیں دیکھنا چاہتا تھا۔

وہ وہیں بیٹھی رونے لگی----اس نے تو ایک چھوٹا سا مزاق کیا تھا اسے نہیں پتا تھا کہ وہ اتنا ری ایکٹ کرے گا۔

اسے اٹھاتا اندر لے کر گیا----اور بیڈ پر بٹھایا----وہ لیٹ گئی تھی۔

میری بات سنو۔۔۔ابھی میں تم سے بات کرنا چاہ رہا ہوں۔۔۔اسے جھٹکے سے واپس بٹھاتے وہ دھاڑا۔

مجھے اس وقت آپ نہیں چاہیے۔۔۔؟

بخدا ایک اور بار بولا تم نے یہ۔۔۔۔تو میں تمہیں بتاؤں گا تمہیں میں چاہیے ہوں یا نہیں یا کتنا چاہیے ہوں۔۔۔۔

وہ خاموش ہو گئی۔۔۔۔

یہی سب آپ میرے ساتھ کرتے ہیں تو آپ کو ٹھیک لگتا ہے میں نے ایک بار نظرانداز کیا ہے تو آپ کو ھضم نہیں ہو رہا میں نے تو مہینوں آپ کا یہ رویہ برداشت کیا ہے۔

میں مر جاؤں گی تب آپ کو احساس ہو گا جب کوئی نہیں ہو گا جسے آپ یوں نظر انداز کریں گے، اپنے کام کو اوپر رکھتے ہیں آپ مجھ سے۔۔۔۔

اور۔۔۔۔

اور کچھ بھی ہے تو آج ہی بتادو۔۔۔میں سن رہا ہوں۔۔۔

اور ہاں تم مرو گی مجھے لگتا ہے میری ہاتھوں ہی۔۔۔اسی لیے اس سے پہلے جو کہنا چاہتی ہو کہہ لو وہ اس کے ساتھ بیٹھ گیا۔

مجھے نیند آئی ہے۔۔۔۔

اور درد بھی ہو رہا ہے۔۔۔

ڈرامے باز۔۔۔۔ضوریز اسے دیکھ کر بڑبڑایا۔۔۔

کھانا گرم کر کے لاؤ مجھے کھانا ہے۔۔۔وہ اسے آرڈر دینے کے انداز میں بولا۔

اب تو بالکل نہیں ملے گا میں پھینک دوں گی لیکن آپ کو نہیں دوں گی۔۔۔پہلے میں لائی تھی تب تو جناب کے نخرے آسمانوں پر تھے۔۔۔ماہ مجھے کام کرنا ہے وہ منہ ٹیڑھا کر کے اس کی نقل اتارتے بولی۔

اب جاؤ بھی بھوک لگی ہے۔۔۔۔

مجھے چوٹ لگی ہے۔۔۔۔

تو میں کیا کروں؟ وہ لاپرواہ بنا۔۔۔ماہ نے منہ کھولے اسے بے یقینی سے دیکھا بیشک زیادہ نہیں لگا تھا لیکن زخم تو زخم ہوتا ہے۔

آپ مجھے بالکل زہر لگتے ہیں؟

زبان زیادہ ہی چل رہی ہے آج۔۔۔ضوریز نے اس کا دوپٹہ کھینچتے کہا تو اس نے غصے سے اسے دیکھا۔

سلیپرز پہنو۔۔۔ننگے پاؤں اب مجھے نظر نہ آنا اور جلدی جاؤ۔۔۔وہ اس کا دوپٹہ کھینچ کر رکھ چکا تھا اپنے پاس نیا حکم صادر کر کے آنکھیں موند گیا۔

وہ پیر پٹکتی باہر نکل گئی اور کھانا گرم کر کے لائی اور آپنی اور اس کی پلیٹ علیحدہ نکالی۔

اپنی پلیٹ میں نکالا اور اس کی پلیٹ میں نکالتے اسے تھمائی جسے وہ سائیڈ پر رکھتا آگے ہوتا اس کی پلیٹ سے کھانے لگا تھا۔

آپ کی کس لیے بنا کر دی ہے میں نے۔۔؟ وہ کڑے تیور لیے بولی۔

پہلے تو جیسے ہم علیحدہ پلیٹوں میں کھاتے ہیں ۔۔۔اور خاموشی سے کھاؤ۔۔۔

آیہہہ۔۔۔۔۔کہاں پھنس گئی۔۔۔وہ بولتی کھانے میں مصروف ہو گئی۔

وہ سونے کے لیے کیٹ گیا تو وہ کھڑکی کے پاس جا کر کھڑی ہو گئی۔

واپس آؤ مجھے سونا ہے-----وہ بیزاری سے بولا۔

تو سوئیں میں نے آپ کو کونسا لوری سنانی ہے وہ اسے بے حد تنگ کر چکا تھا آج۔

دس منٹ بعد اسے اپنے کندھے پر اس کی بڑھی ہوئی بیرڈ کی چبھن محسوس ہوئی تھی---

----

لیکن اس کے اس جھوٹ سے اسے یہ اندازا ہو گیا تھا کہ ایمر سالار کی زندگی میں وہ عام انسان نہیں تھی۔

اسے منانا تھا اسے اب-----وہ یہاں وہاں دیکھنے لگی--رات کے آٹھ بجے تھے ملازم جا چکے تھے اور گارڈز گھر کے باہر تھے۔

سیاہ عمارت جو اب سیاہ تو نا رہی تھی ----اس وقت اندھیرے میں ڈوبی تھی----وہ اس کمرے سے اب تک نہ نکلا تھا۔

وہ کچھ سوچتی واپس آ کر بیڈ پر بیٹھ گئی۔۔۔۔اور پھر کچھ یاد آتے اس نے الماری کی طرف قدم بڑھائے۔

اور پھر اپنے سارے سوٹ نکال کر دیکھنے لگی۔۔۔۔جس میں ایک حسین کالے رنگ کا نیٹ کا فراک تھا جس کی آستینیں نا تھی اور گلہ پیچھے کا ہلکا گہرا تھا اور آگے کا نیٹ سے بنا تھا۔

پاؤں کو چھوتا وہ فراک وہ پہن چکی تھی، اب بالوں کو دیکھا اور انہیں کھلا ہی رہنے دیا، میک اپ اسے کہاں زیادہ آتا تھا اسی لیے اپنی نئی لی مہرون لپسٹک کو اچھے سے ہونٹوں پر لگایا اور وہیں کھڑی رہی۔

وہ اسے منانے کے لیے اتنا تیار تو ہو گئی تھی۔۔۔لیکن اب خود ہی ہمت نہ ہو رہی تھی اس کے سامنے جانے کی۔

وہ گھنٹہ وہاں چکر لگاتی رہی، خود میں ہمت پیدا کر رہی تھی اور پھر جب پاؤں شل ہو گئے تو واپس بیٹھ گئی۔

گھڑی دس کا ہندسہ عبور کر چکی تھی وہ دھیرے سے باہر نکلی اور ساتھ والے دروازے کا نوب گھمایا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔

اندر اندھیرا تھا۔۔۔۔وہ سامنے بستر پر پڑا شاید سو گیا تھا۔۔۔۔اسے اس کے ہاتھ پر سفید پٹی بندھی دکھی تو دروازہ آہستہ سے بند کرتی تیزی سے اس کے نزدیک آئی۔

اس کا ہاتھ تھاما جو وہ نیند میں ہی جھٹک گیا تھا۔۔۔۔شاید نیند میں بھی وہ عوائزہ کو دیکھنا نہیں چاہتا تھا۔

اس کے ہاتھ پر برتن گرانے پر چوٹ لگی تھی۔۔۔شیشے کا جگ ٹوٹ کر اس کا ہاتھ زخمی کر گیا تھا تب۔

مسئلہ اسے اس نقصان سے نہیں ہوا تھا مسئلہ اسے اس جھوٹ سے تھا جس نے اس کی زندگی کو پل میں فنا کر دیا تھا۔

بیشک ایسے کوئی حالات ہوتے تو اس کے گارڈ حل کر لیتے لیکن عوائزہ کے معملات میں وہ کسی ہر بھروسہ نہیں کرتا تھا۔

اس کی محبت، محبت سے عشق و جنوں کی سرحد پار کر گئی تھی۔۔۔۔

وہ اٹھ کر واپس جانے کا سوچ رہی تھی۔۔۔آنکھیں لبا لب پانی سے بھر گئیں تو اس نے سسکی بھری۔

وہ واپس مڑتی اور میٹ سے اٹک کر گرتی وہ اس کی کلائی تھام کر خود پر گرا چکا تھا۔

"کیا مصیبت ہے؟؟؟"

وہ اس کا آنا محسوس کر چکا تھا۔۔۔۔ایسا ممکن نہ تھا کہ وہ آس پاس ہوتی اور وہ زیادہ دیر تک اس کو نظر انداز کرتا۔

ایمر۔۔۔۔۔اس نے رندھے لہجے میں کہا تو ایمر سالار نے ساتھ لیمپ کو ہاتھ مارا تو کمرے میں ہلکی روشنی ہوئی۔

اس کا لباس دیکھتے اس نے اسے دیکھا جو قیامت بنی اس کے اوپر تھی۔

"یہ کیا بیہودہ لباس پہنا ہے؟؟"

وہ ایک دم دھارا تو وہ مزید رونے لگی۔۔۔اب کمرے میں اس کے رونے کی آواز گونجنے لگی تھی۔

آپ۔۔۔آپ۔۔۔نے۔۔۔ خود خریدا۔۔یے۔۔۔۔وہ اسے یاد کروا گئی۔۔

یہ فراک واقع اس نے اس کے منع کرنے کے باجود آرڈر کیا تھا۔

اس نے عوائزہ کی قمر سہلائی اور جھٹکے سے اسے اٹھا کر بٹھایا اور خود بیٹھا۔

''کیا لینے آئی ہو؟'

میں۔۔۔۔آپ ناراض۔۔۔

پشیمان ہوں اپنے جھوٹ پر؟ عوایزہ نے آنسو صاف کرتے استفسار کیا تو اس نے تیزی سے سر ہاں میں ہلایا۔

ٹھیک ہے اٹھو۔۔۔۔معاف کیا جاؤ۔۔وارلٹ ناراض رہ سکتا ہے لیکن تمہارے لیے یہ دل ایمر سالار ہے۔۔۔جاؤ ایمر سالار نے تمہیں معاف کیا۔

مجھے یہی۔۔۔رہنا ہے ۔۔۔۔وہ جو اس سے نظریں چرائے ہوئے تھا اس کی ضد پر گہری سانس بھر گیا۔

تم یہاں نہیں سو سکتی اٹھو کمرے میں جاؤ اپنے وہ سنجیدگی سے بولا تو وہ اسے دیکھنے لگی۔

میں معافی مانگ رہی ہو۔۔۔اس نے سسکی بھری۔۔۔

ٹھیک ہے اپنی لپسٹک ٹھیک کر کے آؤ۔۔۔وہ اسے دیکھتا بولا تو وہ جھٹ سے دوسرے کمرے میں گئی اور صحیح لگی لپسٹک کو مزید ٹھیک کرنے لگی اور واپس آئی۔

نہیں ۔۔۔اب بھی نہیں ۔۔۔ٹھوڑی اور ٹھیک کرو۔۔۔۔وہ واپس گئی اور دو سے پانچ بار اس نے یہی کروایا تھا اس سے۔

گھاڑھی کر کے آؤ۔۔۔۔اس کے ہونٹوں پر وہ خوب جچ رہی تھی۔۔۔اس کے وجود کی رعنائیاں اسے مدہوش کر رہی تھیں۔

وہ واپس آئی۔۔۔

میں اب نہیں جاؤں گی۔۔۔۔وہ تھکی سی آواز میں بولی۔۔۔

ٹھیک ہے قریب آؤ۔۔۔ایمر نے اسے ہاتھ سے بالکل اپنے سامنے بیٹھنے کا کہا تو وہ خاموشی سے بیٹھ گئی۔

تمہیں پتا ہے آج وارلٹ اپنی زندگی میں پہلی بار ڈرا تھا، صرف تمہیں چوٹ لگنے پر، تمہاری تکلیف پر میں دوڑا آیا تھا کیا تمہیں اندازہ ہے اس بات کا میں کتنی ریش ڈرائیونگ کرتا پہنچا ہوں۔

میں نے مزاق کیا تھا۔۔۔معافی ۔۔۔مانگ۔۔۔تو رہی ہوں۔۔۔اس نے کہا تو ایمر نے اپنے ہاتھ اس کی گردن پر لے جاتے وہاں سے نیٹ کو پکڑتے اسے اپنی طرف کھینچا تھا۔

اس کے قریب ہونے کے ساتھ ساتھ نیٹ وہاں سے پھٹ گئی تو عوائزہ نے حیرت سے اسے دیکھا۔

ایمرر۔۔۔۔

دوبارہ دلوادوں گا خاموش رہو۔۔۔اس کی گردن میں منہ دیتے وہ بولا تو عوائزہ کی سانسیں تھمی۔

ایمر----اس کا لمس جابجا محسوس کرتے وہ ہلکا ہلکا کانپ رہی تھی۔

ایمر سالار نے جزبات سے بھری نگاہیں اس پر اٹھائیں اور اسے دیکھا جس کی تھوڑی ہلکی ہلکی لرز رہی تھی

اس نے جھٹکے سے اس کے لبوں پر لگی لپسٹک کو اپنے انگوٹھے سے مسل ڈالا-----

یہ میرے علاؤہ کسی کے سامنے میں لگی نہ دیکھوں----وہ اسے وارن کر رہا تھا

عوائزہ نے تیزی سے سر ہلایا۔

ایمر کئی لمحے اسے دیکھتا رہا اور پھر جھکتا اس کے لبوں پر لب رکھے خود کو سیراب کرنے لگا۔

وہ اس کی اس قدر قربت پر تڑپ گئی تھی----اس کے کندھے پر ہاتھ مارتے اسے ہٹانا چاہا۔

لیکن وہ اپنی مرضی سے پیچھا ہوا تو دیکھا وہ گھرے گھرے سانس بھر رہی ہے----

ساتھ ٹشو اٹھاتے اس کا چہرہ اچھے سے صاف کیا اور جھٹکے سے اسے پیچھے دھکا دیتے وہ اس کی گردن سے کاندھے کا سفر کرنے لگا۔

ایمر۔۔۔میری بات سنیں!

اگر چاہتی ہو کہ میں تمہاری جان نہ نکالوں تو اس لمحے خاموش رہو۔۔۔۔مجھے تمہاری آواز اس لمحے بہت بری لگ رہی ہے وہ اس کے کان کے پاس پھنکارا اور اس کی کان کی لو کو دانتوں تلے دبا گیا۔

آپ۔۔۔۔

ششش۔۔۔وہ اس پر اپنا لمس بکھیر رہا تھا۔۔۔ عوائزہ نے تھک کر اس کی گردن کے گرد اپنے بازو باندھ دیے

نیند آئی ہے۔۔۔وہ جو کچھ لمحے بعد بھی پیچھے نا ہوا تو وہ بولی۔

ایمر نے سر اٹھاتے اسے دیکھا۔

کیا کچھ نا تھا ان آنکھوں میں محبت، جنون، شدت، تڑپ، کچھ پا لینے کی خواہش، اسے تسخیر کر لینے کا جنوں، بے پناہ چاہت----

وہ آنکھیں جھکا گئی تو پھر سے اس کے لبوں کو نشانہ بنانے لگا۔

آپ ایسا نہیں کر سکتے ایمر---

اچھاا---کیوں---؟

میرا سانس بند ہو جاتا ہے-----وہ اس کے بالوں میں انگلیاں چلاتی بولی۔

اتنی سی قربت پر یہ حال ہے تمہارا سوچو جس دن پورا قابض ہو جاؤں گا اس دن کیا کرو گی----وہ اس کے گال سہلاتا بولا۔

آج کی حرکت پر میں شرمندہ ہوں وہ نظریں جھکائے بولی۔

سزا تمہیں دے چکا ہے----مزید شرمندہ ہونے کی ضرورت نہیں وہ اس کے اوپر جھکا اسے کہہ رہا تھا۔

کھانا کھایا تھا آپ نے؟

تم نے پوچھا مجھ سے؟ ایک اور شرمندگی-----

ابھی لادوں؟

نہیں اس وقت میرا تمہیں دور بھیجنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے-----

کہیں سے نہیں لگتا کہ ازمیر پر اس شخص کی سلطنت ہے؟ اس نے منہ بسورے کہا جب سے اسے اندازہ ہوا تھا کہ ازمیر اس کا ہے وہ اسے طعنے مارتی رہتی تھی۔

سوئٹ ہارٹ میری سلطنت ازمیر پر نہیں تم پر بھی ہے-----

آپ ویسے کتنے خوش نصیب ہیں ایمر---اس نے کہتے شرارت سے اسے دیکھا تو وہ چونکا۔

کیسے؟

اتنی حسین اور کم عمر بیوی آپ کو مفتے میں ہی مل گئی وہ کہتے کھلکھلائی۔

ہاں یہ تو ہے---اس نے کہتے اپنا گال اس کے گال کے ساتھ رگڑا تو اس نے منہ بسوڑا۔

الیور----

ہم----وہ جو اس کی دھڑکنوں کا رقص سننے میں مصروف تھی چونکی۔

کیا تمہاری ایسی خواہش ہے جو اب تک پوری نہیں ہوئی----

آں-------پہاڑوں کے علاؤہ کوئی نہیں -----سب تو آپ پوری کر چکے ہیں وہ اس کے بالوں میں اب بھی انگلیاں چلا رہی تھی جو اس کے بالوں میں منہ دیے ہوئے تھا۔

آپ کی؟

چھوڑو پھر کبھی سہی----وہ کہتا اسے واپس خود میں مصروف کرنے لگا تھا۔

ایمر----

ہممم --

بتائیں تو اپنی خواہش؟

تم مجھے سپورٹ کرو گی؟ وہ اس کے ساتھ لیٹتا اسے حصار میں لے گیا۔

آنکھیں بند کر کے---وہ عزم سے بولتی اسے معتبر کر گئی۔

میں ٹرانسجینڈر کمیونٹی بنانا چاہتا ہوں لیکن یہاں نہیں پاکستان میں ---اس نے کہا تو عوائزہ نے حیرت سے اسے دیکھا۔

ٹھیک ہے پھر آپ کب سے کام شروع کر رہے ہیں؟ اس نے کچھ نہیں پوچھا تھا--- صرف اس کی خواہش کا احترام کیا تھا۔

اگلے مہینے جا رہا ہوں پاکستان----اس نے کہتے عوائزہ کو دیکھا جس کا چہرہ پل میں بجھ گیا تھا۔

جلدی آجاؤں گا----اس کے بجھے چہرے کو دیکھ کر اس نے سکون محسوس کیا تھا، کوئی تھا جو اب اس کا انتظار کیا کرے گا۔

میں دعا کرتی ہوں آپ کا کام جلد سے جلد اچھے طریقے سے ہو جائے وہ بولی تو ایمر نے اس کے ماتھے پر پیار کیا۔

اچھا چلے چھوڑیں اب مجھے میں نے کہیں بھاگ نہیں جانا اس نے ایمر کو گھورا---جس نے اس پر گرفت مضبوط کرتے اسے ساتھ چپکایا تھا۔

تمہاری خواہش کا احترام آج بھی کیا ہے میں نے----- نہیں تو آج تم مجھے چاروں شانے چت کروا گئی تھی----اور اب ایسے ہی سو---یہی سزا ہے تمہاری----

عوایزہ نے مسکراتے اس خوبصورت شخص کو دیکھا اور پھر اس کی آنکھوں پر لب رکھتے خود بھی سونے کی کوشش کرنے لگی۔

سو جائیں ضاررر! وہ دھیمے سے بولی----

تمہارے ساتھ سونا ہے جیسے اس رات تمہیں میرے ساتھ سونا تھا--وہ اس کے پیچھے کھڑا ہوتا اپنے ہاتھ اس کے پیٹ پر باندھ گیا۔

مجھے تو اب تک یاد نہیں آیا میں نے تب کیا کیا کیا تھا---وہ مطمئن تھی اب وہ اس کے پاس تھا سارا کا سارا۔

وہ کبھی فرصت میں بتاؤں گا ابھی آ جاؤ یار پلیز مجھے نیند آ رہی ہے---

نہیں مجھے یہاں کھڑے رہنا اچھا لگ رہا ہے---وہ ضد کر کے دیکھنا چاہتی تھی کہ وہ اس کی بات مانتا ہے یا نہیں اور وہ مان گیا تھا۔

ضاررر----

ہممممم---

آپ مجھے جس دن سارے کے سارے مل جائیں گے اس دن میں پوری دنیا میں کچھ بانٹوں گی اس کی فضول سی بات پر اس نے اسے اپنی طرف گھمایا۔

تمہارا ہی ہوں بیگم----

نہیں!

میں چاہتی ہوں میں بلاؤں تو آپ میری طرف دیکھ کر میری بات سنیں اور آپ کے لیپ ٹاپ سے زیادہ ماہ ضوریز دوراور ہونی چاہیے ہے وہ اس کی شرٹ کے بٹنوں سے کھیلتی بولی۔

کتنی شکائیتیں ہیں تمہیں مجھ سے----

نہیں آپ سے زیادہ خود سے ہیں----

ہممممم---

میں اکثر راتوں کو سو نہیں پاتی ضوریز یہ سوچتے کہ اگر ان آٹھ ماہ کے بعد آپ مجھے چھوڑ دیتے تو؟ میں اس ماہِ کامل کو یاد کرتی ہوں تو شرمندگی کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈوب جاتی ہوں، کاش میں وقت پر بدل جاتی---

ہر چیز کا ایک وقت ہوتا ہے ماہِ کامل---اس نے اس کے بالوں کو سنوارتے کہا۔

کاش مجھے بھی آپ سے بچپن میں محبت ہو جاتی---تو میں آپ کی اور عالیان کی گناہ گار نہیں ہوتی----

وہ خاموش ہوا----

تمہاری غلطی نہیں ہے ----وہ بس دوستی سے محبت کے راستے پر نکل گیا تھا---امید ہے جلد ہی آگے بڑھ جائے گا----

ہممم----

اب میری طرف دھیان دو---!

آپ کی طرف ہی میرا سارا دھیان رہتا ہے اور آپ کی طرف ہی رہے گا ہمیشہ بار بار نہیں کہا کریں---

اچھا---!!

تو بتاؤ مجھ سے محبت ہے؟ اس نے پوچھا تو وہ اس کی آنکھوں میں دیکھنے لگی۔

میری آنکھوں میں دیکھیں اور بتائیں ------لفظ تو حروف تہجی ہیں بس جزبات لہجوں میں دکھتے ہیں۔

لیکن مجھے اس وقت لفظی اقرار چاہیے!

وہ مشکل ہے مسٹر ہسبینڈ اسی پر گزارا کریں اور مت بھولیں آپ نے بھی کوئی گھٹنوں پر بیٹھ کر اظہارِ محبت نہیں کیا۔

تو اب کر دیتا ہوں-----وہ جھٹکے سے گھٹنوں کے بل بیٹھا-----

ضوریز دوراور کی بچپن کی محبت ہیں آپ مس ماہِ کامل----آپ سے پہلے اور آپ کے بعد کسی کو دیکھا ہی نہیں میں نے----آپ دل میں بستی ہیں ---وہ دل پر

ہاتھ رکھتا سر جھکا گیا تو وہ کھلکھلائی۔۔۔۔وہ مسکراتا واپس کھڑا ہوتا اس کے قریب ہوا۔

اچھی خوشبو ہے تمہاری۔۔۔۔اس کی طرف جھکتے وہ بولا۔

میں نے تو کوئی پرفیوم نہیں لگایا۔۔۔۔وہ حیران ہوئی

میں نے پرفیوم کا نام لیا بھی نہیں ہے میں نے بولا ہے تمہاری خوشبو۔۔۔

ہاہاہا اچھا۔۔۔لیکن آپ کی خوشبو بس اوکے اوکے ہے وہ کہتی مسکرانے لگی تو ضوریز نے اسے گھورا۔

تو نزدیک آؤ اپنی تو دو مجھے وہ اسے جھٹکے سے قریب تر کرتا بولا۔

ماہ نے جھکتے اس کے گال کر لب رکھے اور وہیں تھمی رہی۔۔۔

ضوریز کو اپنے گال بھیگتے محسوس ہوا تو تیزی سے اسے سیدھا کیا۔

تمہارا رونا مجھے بالکل پسند نہیں ہے کتنی بار بتاؤں یہ۔۔۔

میں نے آپ پر ہاتھ اٹھایا تھا یہ میری زندگی کا ایک ریگریٹ ہے جو شاید ہمیشہ رہے گا۔۔۔

میں نے تمہیں کبھی پوچھا اس بارے میں؟

لیکن۔۔۔!

اس بارے میں ہم کوئی بات نہیں کریں گے وہ اس کے کندھے پر بوسہ دیتے یہ بتا دیا تھا کہ وہ سب اس کے لیے تب معنی رکھتا ہو گا شاید لیکن اب نہیں۔

آئیم سوری۔۔۔! وہ اس کے کان کے پاس بولتی مزید آنسو بہانے لگی۔۔۔

ہر اس چیز پر شرمندہ ہوں میں جو میں نے کی۔۔۔ میں نے آپ کو دھتکارا، آپ کی زات کی نفی کی، اور۔۔۔۔

مجھے سب قبول ہے تمہارا ماہ ضوریز دوراور۔۔۔رونا بند کرو نہیں تو اب اس تھپڑ کا بدلہ لے لوں گا میں۔

وہ اداس رہنے لگی تھی جب سے اسے پتا لگا تھا وہ پاکستان جا رہا ہے اسے چھوڑ کر۔۔۔

وہ اسے روز بتاتی تھی کہ اگر وہ اسے لے جائے گا تو اسے کتنا فائدہ ہے وہ وہاں رہ کر اسے مِس نہیں کرے گا کیونکہ وہ ساتھ ہو گی، اس کی فکر نہیں کرے گا کیونکہ وہ پاس ہو گی اور ہزاروں ایسی وجوہات۔۔۔

اور وہ بس اسے مسکرا کر دیکھتا رہتا۔۔۔آج کل اس کی توجہ سیاہ عمارت سے ہٹی تو ایمر نے سکون کا سانس لیا تھا۔

وہ اسے رنگین بنا چکی تھی چند ہی دیواریں اور کمرے ایسے بچے تھے جن میں سیاہ رنگ کا کچھ ہو۔۔۔

بالکل ایسے ہی وہ اس کی سیاہ زندگی کو مزید رنگین کر گئی تھی۔

عوایزہ روز اس کے بارے میں کچھ نیا جانتی تھی یہ کہ اس دنیا میں اس کا کوئی نہیں ہے سوائے اس کے۔۔۔۔

اس بات کے بعد وہ اپنا سارا دھیان اس پر دینے لگی تھی۔۔۔۔۔وہ اپنا سارا وقت اس کے پیچھے لگا دیتی تھی۔

وہ عام شہری کی طرح ایک یتیم بچہ تھا جس کی ماں باپ کے مرنے کے بعد کسی جاننے والے نے یتیم خانے میں جمع کروا دیا تھا۔

وہ خاموش رہتا تھا وہاں بھی۔۔۔۔اس کی زندگی کا کوئی مقصد تھا ہی نہیں۔۔۔۔۔لیکن وہ بے حد حسین تھا۔

اپنے اوپر اٹھتی گندی نگاہوں کو وہ پہلے پہلے سمجھنے سے قاصر تھا لیکن آہستہ آہستہ اسے سمجھ آنے لگی تھی کہ اس پر یہ مہربانیاں ایسے ہی نہیں ہیں۔

جو لوگ آتے تھے اس سے پیار سے بات کرتے تھے وہ واحد بچہ تھا جسے ہر سہولت وہاں دی گئی تھی مہنگے کپڑے اچھا کھانا۔

لیکن شاید وہ وہاں واحد بچہ تھا جو یہ سب نہیں چاہتا تھا۔۔۔۔اس کا ایک ہی دوست تھا وہاں جس سے وہ اکثر وہاں باتیں کیا کرتا تھا۔

وہ مکمل انسان نہیں تھا۔۔۔اس لیے اس پر کافی تشدد کیا جاتا تھا۔۔۔اور آخر میں ایمر سالار تھا جو اس کے زخموں پر مرہم رکھتا تھا۔

وہ پاکستان کے کرپٹ اداروں سے بے حد پریشان تھا وہ اکثر سوچا کرتا تھا کہ بڑے ہو کر کچھ تو ایسا کرے گا جس سے ان کرپٹ اداروں کو پوچھا جائے۔

لیکن وہ ایسا نہیں کر پایا۔۔۔وہ لوگ جو اس کی دیکھ بال کے لیے پیسے دیا کرتے تھے وہ اسے خرید کر لے گئے تھے۔۔۔۔وہ تمام خواجہ سراؤں سے بھیک منگواتے اور نا جانے کیا کیا کرتے تھے۔

وہ وہاں سے بھاگ تو نکلا تھا۔۔۔لیکن اپنی زندگی کا پہلا قتل کر کے۔۔۔

زندگی میں اتنی آگے بڑھ آنے کے بعد اس نے سوچا تھا کیا وہ ان قتلوں کے لیے معاف کر دیا جائے گا۔۔۔لیکن وہ اس نے اپنی حفاظت میں کیے تھے۔

اس کے بعد اسے ڈر نہ لگا تھا۔۔۔۔اس نے ان معاملات کی تہہ میں جانا شروع کر دیا اور ایک روز اسے معلوم ہوا تھا کہ اس کے اسی دوست کو بھی اچھا کام نہ کرنے پر مار پر کسی کوڑے کے ڈھیر پر پھینک دیا گیا ہے۔

اس دن اس نے پہلی بار آسمان کو دیکھا اور رب سے شکوہ کیا تھا کہ اتنی ناانصافی کچھ ہی لوگوں کے ساتھ کیوں؟

اور پھر وہ آہستہ آہستہ سمجھ گیا کہ دنیا میں آئے ہیں خود کے لیے کچھ کرنا پڑے گا---رب بھی تو ان کی مدد نہیں کرتا جو خود کی مدد نہیں کرتے۔جو خود پر ترس نہیں کھاتے،جو خود کے لیے کھڑے نہیں ہوتے۔

وہ ہوا تھا-----اور پھر اسنے ٹرانسجینڈر کو دیکھنا شروع کر دیا----

اکثر سڑک پر انہیں ناچتے گاتے دیکھ وہ کئی لمحے رک جاتا تھا---لوگ تو سیٹیاں تالیاں مار کر آگے بڑھ جاتے لیکن وہ لوگ کسی کنارے بیٹھ کر آنسو صاف کرتے پائے جاتے تھے۔

ایک روز وہ وہیں بیٹھا تھا جب اسے بیہوش کر دیا گیا---وہ ان خواجہ سراؤں کا جو اصل گروپ تھا جو ان سے سب کرواتا تھا ان کے ہاتھ لگ گیا تھا۔

اور پھر اسے وہاں سے سمگل کر دیا گیا------لیکن کسی امیر شخص نے اپنے صدقے میں اسے آزاد کروا کر اپنے گھر ملازم رکھ لیا۔

وہ جان گیا تھا کہ وہ پاکستان سے بہت دور آگیا ہے---اور پھر یہاں رہتے اس نے ہر برے کام کو اچھا کر کے دیکھا تھا۔

ہر اللیگل کام کو لیگل کرتا جس کا نقصان یہاں نہیں پاکستان کے ان مافیا کے لوگوں کو ہوتا جو یہ سب چلا رہے تھے۔

اس نے ازمیر میں اپنا خوف پھیلایا تھا۔۔۔۔وہ نہیں چاہتا کہ اس کے حالات بھی پاکستان جیسے ہوں۔۔۔اس ملک نے اسے آزادی دی تھی سب دیا تھا اس شہر سے غداری تو نہیں کر سکتا تھا۔

اس نے یہاں رہتے ناجانے پاکستان میں چلنے والے کتنے ہی ایسے دھندوں کو جڑ سے ختم کر دیا تھا لیکن برائی تو قیامت تک نہ مٹے گی۔

وہ اپنے طور پر کچھ کرنا چاہتا تھا۔۔۔لوگ مساجد بنواتے ہیں، پانی کے ٹینکس لگواتے ہیں، خدمتِ خلق کے ہزار طریقے اپناتے ہیں، عورتوں کے لیے ہزاروں فاؤنڈیشنز، ہزاروں اولڈ ایج ہومز اور ناجانے چائلڈ ٹریفیکننگ کو روکنے کے لیے کتنے ہی لوگ کام کر رہے ہیں جو بیشک قابلِ تعریف ہے۔

لیکن ہم ان سب میں رب کی ایک مخلوق کو بھول جاتے ہیں ۔۔۔اس نے سارا دھیان اسی پر لگایا تھا۔

وہ ٹرانسجینڈر کمیونٹی کو بڑی سطح پر پاکستان میں روشناس کروانا چاہتا تھا جس کا کام آج سے دو سال پہلے اس نے شروع کر دیا تھا۔

مناسب تعلیم ان سب کو دیتا وہ سڑک پر رلتے نہیں محنت کرتے کماتے دیکھنا چاہتا تھا۔

اس نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ ان لوگوں میں رہتے ان کو دیکھتے تڑپتے دیکھ گزارا تھا۔

اس کی زندگی کی واحد خواہش پوری ہونے والی تھی جس کے لیے اسے پاکستان جانا تھا۔

رب نے ساتھ دیا تو وارلٹ اور ایمر سالار دونوں ہی لوگوں کے حق میں کھڑے رہیں گے اس نے خود سے عہد کیا۔

وہ جا رہا تھا۔۔ عوائزہ جانے کتنے آنسو بہا چکی تھی لیکن خوش تھی کہ وہ اپنی خواہش پوری کرنے جا رہا ہے۔

ایسے رو کر بھیجو گی۔۔۔؟

وہ حد درجہ متفکر تھا اسکے لیے۔۔۔وہ چاہتا تھا وہ اپنی دادی کے پاس چلی جائے لیکن وہ بضد تھی کہ اسے یہیں رہنا ہے۔

دادی تمہارا خیال رکھتی عوی۔۔۔۔مجھے بھی سکون رہتا۔۔۔۔۔

تو کیا آپ کو اپنے گارڑز پر بھروسہ نہیں؟ اتنے لوگ ہیں یہاں۔۔۔سالوں سے آپ کے ساتھ ہیں۔۔۔

تمہارے معاملے میں میں کسی پر بھروسہ نہیں کر سکتا۔۔۔۔اس نے کہتے عاوی کو ساتھ لگایا تو اس نے اس کی شرٹ کے ساتھ آنسو صاف کیے۔

آپ پلین میں کسی لڑکی کو مت دیکھنا۔۔۔وہ اپنی ہی ہانکے جا رہی تھی۔

آگے تو جیسے ازمیر میں میں لڑکیاں تاڑتا ہوں۔۔۔وہ بدمزا ہوا تو وہ مسکرائی۔

یہ لو۔۔۔تمہاری سالگرہ سے ایک دن بعد آؤں گا پندرہ دن کا کام ہے میں وعدہ کرتا ہوں دس دن میں ختم کر کے تمہارے پاس ہوں گا تب تک یہ تحفہ رکھو۔۔۔

کیا ہے اس میں؟

کھول کر دیکھو۔۔۔۔

اس نے کھولا تو اس میں ایک خوبصورت پینڈنٹ تھا جو نیلی تتلی بنا تھا اسے بے حد پسند آیا۔

میرے ساتھ رہتے پسند اچھی ہوتی جا رہی ہے آپ کی اس نے بھرم مارا تو ایبر نے آئبرو اچکائی جیسے پوچھ رہا ہو واقع؟

یہ اترنا نہیں چاہیے۔۔۔۔ نہیں تو تمہیں اندازہ ہے میرے غصے کا۔۔اس نے کہتے اسے پہنایا اس کی بات سنتے عاوی نے جھرجھری لی۔

میں ائیرپورٹ آؤں گی۔۔۔

نہیں ۔۔۔۔۔ میرا انتظار کرو۔۔۔۔اور بس میرے بارے میں سوچو۔۔۔اس گھر میں جتنی چیزیں ہیں کالی وہ بھی بدل لو اب تو مجھے بھی اچھی نہیں لگتی۔۔۔اور بس میرے بارے میں سوچو۔۔۔۔ شاپنگ کرو۔۔۔ لیکن آنلائن گھر سے نہیں نکلو گی تم ۔۔۔۔ نہیں تو ٹانگیں توڑ دوں گا میں سمجھ رہی ہو۔۔۔۔؟

اس نے سر ہاں میں ہلایا۔۔۔۔

اچھے اچھے کپڑے لو۔۔۔بلکہ ویسے لینا جیسے اس دن میں دیکھ کر سب بھلا گیا تھا ویسے۔۔۔۔۔جب میں آؤں تب آ کر سب دیکھوں گا۔۔۔۔

اور اپنی ساری باربی موویز خدارا میرے آنے سے پہلے دیکھ لینا۔۔۔۔۔میں نہیں دیکھوں گا تمہارے ساتھ۔۔۔اور ہاں۔۔۔۔

بس کریں اب جائیں ۔۔۔۔وقت ہو رہا ہے۔۔۔

اور ہاں خود کو تیار کر لو۔۔۔میری واپسی پر میں چھوڑوں گا نہیں تمہیں ۔۔۔۔اپنے آپ کو پرپیئر کرو میری قربت کے لیے۔۔۔۔۔اس نے کہا تو وہ گلابی پڑی۔

ایمر نے جھکتے اس کے دونوں گال پر لب رکھے ۔۔۔

بون ویٹا بھی پیا کرو۔۔۔دیکھو مجھے جھکنا پر رہا ہے تمہیں پیار کرنے کے لیے اس نے کہا تو عوائزہ نے اس کے کندھے پر مکے رسید کیے جو اس کی اچھی خاصی ہائٹ کو نشانہ بنا گیا تھا۔

اینجلللل۔۔۔۔۔وہ آج ناجانے کتنے دنوں بعد اسے اس نام سے بلا رہی تھی۔

مجھے ایک بھی آنسو نہ دکھے تمہاری آنکھ میں وہ سختی سے اسے کہنے لگا تو وہ آنسو حلق میں اتارنے لگی۔

واپسی پر اچھا سا اظہارِ محبت ہی کر لینا یار بیوی -----پتا تو چلے کہ ازمیر کے بادشاہ جس کے آگے جھکا ہے اسے تھوڑی تو قدر ہے اس شخص کی---

میں آپ سے محبت کرتی ہوں ایمر یہ بات آپ بھی جانتے ہیں ----

محبت نہیں عشق چاہیے تمہارا---وہ اس کی قمر میں ہاتھ ڈالتا اسے قریب کرتا بولا۔

خاموشی چھا گئی---وہ دونوں ایک دوسرے کو محسوس کر رہے تھے----

میری زندگی کا واحد اثاثہ ہو تم---دھیان رکھنا اپنا---تمہیں کچھ ہوا تو اس کی سزا بھی تمہیں ہی ملے گی یاد رکھنا---وہ اس کے کندھے پر لب رکھتا جھٹکے سے اسے چھوڑتا بنا مڑے باہر نکل گیا۔

وہ وہیں بیٹھی رہی---شام تک ہی وہ بور ہو گئی تھی---اسے یاد کرنے لگی تھی ابھی تو دس دن نکالنے تھے اس کے بغیر---

-------------------- -----

اور پھر اس نے اس کے بتائے سارے کام کیے تھے----اپنی شاپنگ کے ساتھ اس کی بھی کی تھی، سیاہ عمارت کا تو نقشہ ہی بدل ڈالا تھا، پودے لگائے تھے بے شمار---

لیکن اب بھی پانچ دن ہی گزرے تھے----وہ وہاں جا کر اتنا مصروف ہوا تھا کہ رات میں چند لمحے ہی اسے دے پاتا تھا---کیونکہ وہ اچھے سے کام کر کے جلد سے جلد لوٹنا چاہتا تھا۔

وہ بور ہو رہی تھی----ابھی بھی چار دن رہتے تھے اس کے آنے میں ---کل ماہ کے آنے پر اس کا وقت گزر گیا تھا لیکن اب آگے کیا کرتی اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی۔

میںمم----

ہمم---

کیاآپ کوپتا ہے ہماری سیاہ عمارت سے چند قدم دور ایک کالی گاڑی روز آتی ہے ----پہروں کھڑی رہتی ہے اور پھر چلی جاتی ہے---وہ ملازمہ روز آتی جاتی تھی اسے راستے سے اسی لیے بتانے لگی۔

ہمیں کیا لگے----ایمر خود ہی دیکھ لیں گے----وہ جانتی تھی وہ شخص میلوں دور بیٹھے بھی اس سے باخبر تھا۔

ملازمہ نے بھی سر ہاں میں ہلایا----

یاد آیا---وہ جھٹکے سے صوفے سے کھڑی ہوئی---ملازمہ نے دل پر ہاتھ رکھا تھا اس کے ایسے چیخنے پر----

کیا میمم----؟؟

سالگرہ----میرہ سالگرہ ہے پرسوں-----

سر تو یہاں ہیں نہیں کیاآپ اکیلی منائیں گی؟ ملازمہ کو اس کی عقل پر شبہ ہوا۔

نہیں لیکن سجاوٹ تو کر سکتے ہیں ----نا---باہر لان کو تیار کروائے گے---اور اچھا سا ماحول بنوائیں گے----ایمر کو میں پرپوز کروں گی وہ سب بتانے لگی تو ملازمہ مسکرانے لگی۔

وہ سچ میں قیمتی تھی ----ایسے ہی نہیں ان کا بوس اس لڑکی کے آگے جھکتا چلا جاتا تھا۔

اور پھر تین دن کیسے گزرے اسے پتا بھی نہیں چلا---اس نے سارے لان کو سجوایا تھا---کیک بنوانے کو دیا تھا۔

اس نے گھر کا چلا چپا صاف کروایا تھا----سب نیا کر دیا تھا---وہ اسے سرپرائیز دینا چاہتی تھی بہت زیادہ---

کیا ہوا جو میری سالگرہ ہے---تحفہ انہیں میں دوں گی---میں ٹرینڈ ہی بدلو دوں گی وہ پرجوش تھی بے حد-----

سب کتنا اچھا لگ رہا ہے --اس نے ملازمہ کو دیکھتے کہا تو وہ تیزی سے سر ہلانے لگی۔

تبھی بتی چلی گئی۔۔۔۔۔یہ ناممکن سی بات ہوئی تھی۔

بتی کیسے گل ہو سکتی ہے ؟ ایسا پہلے تو کبھی نہیں ہوا۔۔۔آپ چیک کریں فیوز نہ اڑ گیا ہو۔۔۔اس نے وہاں کھڑے ملازم کو کہا جو دوڑے تھے۔

اس نے اپنے آس پاس کسی آہٹ کو محسوس کیا تھا لیکن پھر نظرانداز کیا اندر کوئی نہیں آسکتا تھا۔

لیکن یہ اسکی غلطی تھی ایسا سوچنا۔۔۔کیونکہ اگلے ہی لمحے اسکی مخصوص رگ پر ہاتھ رکھا تھا کسی نے اور اس نے آخری بار ایمر کے چہرے کو یاد کیا تھا۔

بتی کے آتے ہی سیاہ عمارت میں قہرام برپا ہو گیا تھا ان کی میڈم نہیں مل رہی تھی۔۔۔وہ سارا گھر دس بار دیکھ چکے تھے۔

ایسا کیسے ممکن تھا۔۔۔؟

ان سب کو اپنی موت نظر آرہی تھی۔۔۔وارلٹ نے انہیں جان سے مار دیتا جو جاتے ہوئے ہی انہیں خاص تاکید دیتا کافی دھمکا کر گیا تھا۔

رومان نے آتے سب کچھ دیکھا تھا۔۔۔۔کیمزاز ریوائنڈ کروائے تھے۔۔۔۔اور اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ کوئی گھر گھسا تھا۔۔۔ایک نہیں دو لوگ تھے ایک وہ جس نے بتیاں بجھائی تھی اور دوسرا جو عوائزہ کو لے کر گیا تھا۔

اس نے تیزی سے وارلٹ کو فون ملاتے اسے ساری تفصیل دی تھی جس نے اوکے کہتے فون کاٹ دیا تو وہ مانو صدمے میں چلا گیا۔

تو کیا وہ جانتا تھا؟ یا یہ طوفان سے پہلے کی خاموشی تھی یہ تو وقت ہی بتانے والا تھا۔

عوائزہ کو جب بھی ہوش آتا اسے نشہ دے دیا جاتا تھا اور وہ پھر سے ہوش سے بیگانہ ہو جاتی۔۔۔

جلد سے جلد اسے یہاں سے بھیجو خاکوانی۔۔۔۔اس کے بھائی نے کہا تو اسے نے سلگتی نگاہ اس پر ڈالی۔

تم لوگ اتنا ڈرتے کیوں ہو سالو۔۔۔وہ بھی عام انسان ہے۔۔۔۔ہم مقابلہ کر سکتے ہیں اس کا۔۔۔

وہ عام انسان ہے لیکن یہ جس کو اٹھا کر لائے ہو یہ اس کے لیے عام نہیں ہے۔۔۔وہ آگ لگا دے گا ہمیں جب اسے پتا چلے گا کہ اس کی بیوی ہمارے پاس ہے۔

کچھ نہیں ہوتا۔۔۔وہ آرام سے بیٹھا شراب اپنے اندر اترانے لگا۔۔

مرنا ہے تو کیوں نا دوسرے کو بھی مار کر مریں؟ خاکوانی نے کہتے قہقہہ لگایا۔۔۔اس کے بھائی کو وہ پاگل ہی لگا۔

وہ مڑ کر بستر کی طرف جانے لگا تو اس نے اپنا ہاتھ ماہ کے ہاتھوں میں پایا اور اسے دیکھا جو آنکھوں میں دیپ جلائے اسے دیکھ رہی تھی۔

جھٹکے سے اسے بیڈ پر دھکا دیتے وہ اس کے اوپر جھکا۔۔۔

میں نے کہا تھا نا ماہ تم میری قربت کے لیے ترسو گی اور یہی سزا تھی تمہارا۔۔۔میرے ساتھ بے وفائی کی۔

میں نے کوئی بے وفائی نہیں کی۔۔۔وہ چیخی۔۔۔۔

"تم نے مجھ پر کسی اور کو فوقیت دی کیا یہ بے وفائی نہیں؟ میرے ساتھ، میرے نام، ہمارے رشتے کو ماننے سے انکار کیا کیا یہ بے وفائی نہیں تھی؟ وہ چیخا---"

آئم سوری----وہ کہتی اپنا ہاتھ اُس کے آگے کر گئی---وہ شرمندہ تھی بے حد---- سسکیوں سے لرزتا وجود اب اس کا طلب گار تھا۔

وہ نامکمل تھی اس کے بغیر---

میری سزا کو ختم کریں ضاارررر-----مجھے محبت ہے آپ سے---بے تحاشا محبت--- خود سے زیادہ--مجھے اس دنیا میں اگر کوئی سب سے زیادہ سمجھ آتا ہے وہ آپ ہیں میں نے پہروں بنا رُکے آپ کو سوچا ہے۔

ضوریز نے آنکھیں بند کرتے اس کے اظہارِ محبت پر گہری سانس بھری تھی--- کبھی کبھی ضروری ہوتا ہے ان لفظوں کو سننا یہ مسیحائی کرتے ہیں ان لفظوں کی جو قبل بول کر زخم دے جاتے ہیں۔

ضوریز نے اس کے ہاتھ تھامے اور انہیں چوما---

میں نے معاف کیا سب تمہیں ماہِ کامل۔۔۔سب معاف کیا۔۔

وہ جھکتا اس کی گردن میں منہ دے گیا تو ماہ نے سانس روکا۔۔۔

وہ اس کے چہرے اور گردن پر جابجا لمس بکھیر رہا تھا وہ گہری سانس بھرنے لگی۔

ضوریز نے اسے دیکھا اور پھر اپنی شرٹ اتار کر پھینکتا اس پر واپس جھکا بتی بجھائی

اور اس کے سانسوں کو خود کی سانسوں میں الجھا کر اپنی مرضی سے پیچھے ہٹا۔

ابھی تمہیں میں سارا کا سارا چاہیے ہوں ماہ۔۔۔وہ اس کی حالت پر چوٹ کرتا بولا تو
وہ آنکھیں بند کر گئی۔

ضوریز نے اپنی قربت سے اسے مہکا دیا تھا۔۔۔لمحے بہ لمحہ اس پر اپنا آپ بکھیرتے

وہ اسے بتا گیا تھا کہ اسے کتنی محبت رہی ہی ہے اس سے۔۔۔

وہ اس وقت زمین تھا تو وارلٹ آسمان جس پر اس نے ہاتھ ڈالا تھا۔۔۔

وہ لڑکی اس کے لیے بے حد ضروری تھی یہ تب ہی اندازہ ہو گیا تھا جب اس کی معلومات نکالی تھی اس نے۔۔۔۔جب اس نے عوائزہ رحمان کی تصویر سوشل میڈیا پر ڈالی تھی اور وارلٹ نے گھنٹے میں سب ہٹوا دیں تھیں۔

لیکن لوگ جان گئے تھے کہ وارلٹ اب سنگل نہیں رہا۔۔۔۔اور پھر لوگوں نے اکثر اس کی بیوی کے چرچے سنے تھے کہ وہ اپنی بیوی کے لیے کتنا پاگل ہے یہ باتیں ملازموں کے زریعے باہر جاتی تھی اور پھر جنگل میں آگ کی طرح پھیل جاتی تھی۔

خاکوانی نکلتے ہیں۔۔۔

کل تو اس نے ویسے بھی آجانا ہے۔۔۔۔۔ہمارا پلین ویسے بھی اس کی بیوی کو اٹھوانے کا نہیں تھا۔۔۔۔ہمیں صرف اس کی پراپرٹی کے کچھ کاغزات چاہیے تھے جس سے ہم اپنے نقصان کی بھرائی کر سکیں لیکن تو نے سب بگاڑ دیا اس کی بیوی کو اٹھا کر۔۔۔۔

"بکو مت ۔۔۔۔۔!"

کچھ نہیں ملا تھا۔۔چار دن سے میں ڈھونڈ رہا تھا ناجانے کس قبر میں گھسا کر گیا ہے وہ سالہ۔مجھے کچھ نہ ملا تو سوچا بیوی کو اٹھا لیتا ہوں تڑپ جائے گا وہ۔۔۔۔ خاکوانی نشہ چھوڑ نکلتے ہیں یہاں سے۔۔۔اس کا بھائی اسے یہاں سے نکالنا چاہتا تھا۔

تو نے جانا ہے تو جا۔۔۔میں نہیں بھاگوں گا۔۔۔اس نے کہا تو اس کا بھائی باہر نکل گیا۔

جب باہر ہیلی کاپٹر کے ساتھ فائرنگ بھی ہوتی محسوس ہوئی تھی۔

وہ چوبیس گھنٹوں سے مختصر عرصے میں انہیں ڈھونڈ گیا تھا۔۔۔۔وہ وارلٹ تھا ازمیر اس کا تھا تو کیسے کوئی اس کے ازمیر میں اسی کی بیوی کو چھپا سکتا تھا۔

خاکوانی نکل۔۔۔۔۔

اب تو اس کو بھی ہوش آنے لگا ہے۔۔۔۔

میں کہاں ہوں۔۔۔وہ چکراتے سر کے ساتھ اٹھی تھی۔۔۔۔۔۔باہر سے آتے شور کی آواز اور اندر دو آدمیوں کو دیکھا جو بوکھلائے ہوئے تھے۔

ہم جا رہے ہیں لیکن یاد رکھا تیرا شوہر ایک ہجرا ہے-----وہ تجھے پاگل بناتا آیا ہے-----

اس کی بات مکمل ہونے سے پہلے اس نے شدید چکراتے سر کو سنبھالا اور اس کے منہ پر تھوکا تھا۔

ایک اور لفظ نہیں ---جان بچانی ہے تو بھاگو شاید بچ جاؤ---وہ کہتی پھر گر گئی۔

اور پھر اس نے آخری بار خود کو کسی کی باہوں کے حصار میں محسوس کیا تھا مانوس سی خوشبو سونگتے ہی اس کے دل کو قرار آیا تھا۔

اگلی آنکھ اس کی اس شور سے کھلی تھی شاید کوئی دھماکہ ہوا تھا اور پھر اس نے آس پاس ہیلی کاپٹر کو محسوس کیا تھا-----

سالوں تم لوگوں کو کیا لگا تھا میں پاکستان میں ہوں اتنا بے خبر بیٹھا ہوں کہ تم لوگ پچھلے دس روز سے روز رات میری عمارت میں گھس رہے ہو اور میں گھسنے دے رہا ہوں۔

میں ازمیر میں موجود ہر گھر کی کہانی جانتا ہوں تو اپنے گھر سے کیسے بے خبر ہو سکتا تھا۔۔۔جہاں میری بیوی ہے۔۔۔۔پلین اچھا تھا لیکن ہوم ورک نہایت گھٹیا۔۔۔

میں پہلے روز سے ہی جان گیا تھا۔۔۔اس کالی گاڑی کی حقیقت ۔۔۔۔۔کیا تم نے اندازا نہیں لگایا کہ وہاں کرنٹ کی تاریں ہیں لیکن دس روز سے ان میں کرنٹ نہیں دوڑا یعنی تمہیں موقع دے رہا تھا میں۔

بس میری بیوی کو ٹھا کر اچھا نہیں کیا تم لوگوں نے۔۔۔۔اس پر کوئی سمجھوتا نہیں ۔۔۔۔ویسے شاید کچھ آپس میں طے کر لیتے لیکن اب نہیں ۔۔۔۔

وہ انہیں کرسیوں پر بٹھاتا منہ پر ٹیپ لگائے دیکھ رہا تھا جو کچھ بولنے کی جدو جہد میں تھے۔

اس کا بھائی تو تب کا بیہوش تھا۔۔۔۔۔وارلٹ نے تیزی سے اس کے منہ سے ٹیپ اتاری۔۔۔

تو جیت کر بھی ہار گیا تیری بیوی اب پاک دامن نہیں رہی۔۔۔۔۔

وارلٹ نے اپنے بوٹ کو اس کے سینے پر مارا تو وہ کرسی سمیت پیچھے جا گرا۔۔۔۔۔
بیوی پر تو ایک لفظ نہیں ۔۔۔۔۔ تم لوگوں کی ہمت اسے ہاتھ لگانے کی نہیں ہوئی اور اتنی بڑی باتیں کہتے شرمندہ نہیں ہوتے تم۔۔۔
خیر میری بیوی کی سالگرہ ویسے بھی گزر چکی ہے ۔۔۔۔۔ لیکن اب شاید وہ ہوش میں آنے والی ہو۔۔۔۔ تو میں زیادہ وقت نہیں برباد کروں گا یہاں۔۔۔
سب معاف لیکن میری بیوی کو نشہ دینا نہیں معاف کیا میں نے۔۔۔۔ تمہیں وہ سزا دوں گا کہ پورا ترکی جان جائے گا کہ وارلٹ کی بیوی تو کیا یہاں کی ایک لڑکی پر نظر اٹھاؤ گے تو نام و نشان مٹا دوں گا تم جیسوں کا۔
اب صرف آخرت کے روز ملاقات ہو گی۔۔۔ وہ کہتا باہر نکل کر اپنے ہیلی کاپٹر میں سوار ہوا اور اپنے تمام گارڈز کو وہاں سے نکالا۔
ان کے نکلتے ہی وہ چھوٹی سے جنگل سے کچھ دور موجود عمارت آگ میں جھلس گئی۔

سوشل میڈیا پر یہ خبر آگ لگا گئی۔۔۔وہاں سے ان کی لاشیں نکال لی گئی تھی جو پہچان میں نہیں آرہی تھیں۔

ایمر۔۔۔۔اس نے یہاں وہاں دیکھتے ایمر کو پکارا اور پھر بیٹھ گئی۔
وہ جان گئی تھی کہ وہ وہاں سے نکل آئی ہے۔۔۔اور آخری بار اس نے ایمر کی خوشبو کو آس پاس محسوس کیا تھا۔
وہ لکڑی کا ایک چھوٹا کاٹیج تھا۔۔۔وہ قدم قدم رکھتی باہر نکلی ۔۔۔۔اس نے اس وقت موٹا سویٹر پہنا تھا۔
وہ باہر آئی باہر کی وادی کا منظر دیکھتے وہ مسمرائیز ہوئی۔
بس کرو بیوی۔۔۔۔ایسے تم صرف مجھے ہی دیکھ سکتی ہو۔۔۔۔اپنے آپ کو اس کے حصار میں محسوس کرتے اس نے آسمان کو تشکر کی نظروں سے دیکھا۔
ہو گئے دس دن پورے۔۔۔اس نے مُڑتے اس کی گردن میں باہیں ڈالتے کہا۔۔۔

دو دن اوپر ہو گئے ہیں -----ایمر نے اسے گھورا----

مجھے چکر آرہے ہیں اب بھی---وہ سب----

برا خواب سمجھ کر بھول جاو----اس بارے میں مزید بات نہیں کروں گا میں

-----وہ اسے صاف بتا گیا تھا کہ اس بارے میں کوئی بات نہیں چاہتا وہ۔

لیکن----

عوایزہ ایمر سالار نہیں کا مطلب سمجھ آتا ہے---

اچھا ٹھیک ہے----سڑو مت بنیں---بارہ دن بعد آئیں ہیں مجھے دھیان سے دیکھنے دیں----

دھیان سے دیکھو تمہارا ہی ہوں---اس سے پہلے ناشتہ کرو مجھے بھوک لگی ہے وہ اسے لیتا اندر آیا جہاں وہ اس کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ کر حسبِ معمول اسی کی پلیٹ سے کھا رہی تھی۔

اسے گولی دیتے اس نے اس کے بال سنوارے----

سر درد یا چکر تو نہیں آرہے اب؟

نہیں اب بہتر ہوں-----

ہونا بھی چاہیے----تمہارا وقت ختم ہو گیا ہے اب میری باری ہے----بہت انتظار کروایا ہے تم نے----وارلٹ نے کہتے رومال سے اس کا اور اپنا چہرہ صاف کیا-

گھومنے چلیں----

تمہیں میں پاگل لگتا ہوں ----جو پہلے دس دن کا ہجر کاٹ کر آیا ہے اور اب دو دن سے تمہیں سوتا دیکھ رہا ہوں-----ابھی مجھ پر دھیان دو-

وہ اسے اٹھاتا بستر پر لایا اور اسے دیکھنے لگا-

کہیں چوٹ تو نہیں آئی--؟ اس کی آنکھوں میں دیکھتے وہ پوچھنے لگا-

آپ دس بار دیکھ چکے ہیں مجھے-----ایمر سالار اتنے ڈرامے مت کریں---وہ نیند میں بھی محسوس کر سکتی تھی وہ اس کے چہرے پر لمس چھوڑ رہا تھا بے قراری میں-

آپ نے میری نیند کا فائیدہ اٹھایا ہے اس نے اپنے کپڑوں کو دیکھتے اسے گھورا تو اس کا دلکش قہقہہ گونجا۔

نہیں میری جان۔۔۔!

میں سب ڈنکے کی چوٹ پر کرتا ہوں یوں چھپ کر کرنے والا بزدل نہیں ہوں میں۔

کام ہو گیا آپ کا۔۔۔بارہ دن بعد اسے دیکھتی وہ الگ ہی احساس سے آشنا ہوئی تھی۔

سب ہو گیا۔۔۔میری واحد خواہش بھی پوری ہو گئی۔۔۔بس اب چکر لگتا رہے گا وہاں بھی اس نے کہا تو عوائزہ نے سر ہلایا۔

گفٹ دیں میرا۔۔۔۔

اس نے کہا تو ایمر سالار کئی لمحے اسے دیکھاتا رہا اور پھر جھکتے اس کے لبوں پر لب رکھتا اپنے اتنے دن کی بے چینی کو مٹانے لگا وہ بھی خاموشی سے اسے محسوس کرنے لگی۔

اینجلل---

خاموش رہو---اس نے نظر اٹھا کر اسے دیکھتے گھمبیر لہجے میں کہا۔

اپنے کندھے سے شرٹ کھسکتی محسوس کرتے اس نے اس کے کالر کو مضبوطی سے تھاما تھا---

اس کا لمس اپنی گردن، اپنے چہرے، اپنے کندھے پر محسوس کرتے وہ گہری گہری سانس لے رہی تھی---اس کی قربت جان لیوا تھی۔

اس کے دور ہوتے اس نے آنکھ کھولنے کی غلطی کی تھی پھر جھٹکے سے بند کر دیں وہ اپنی شرٹ اتارتا زمین پر پھینک چکا تھا۔

پھر اسے اپنے اوپر کرتے خود لیٹا تو اس نے آنکھیں کھولیں۔

اسے بے حد نزدیک دیکھتے اس نے اس کی آنکھیں چومی اور ماتھے پر بوسہ دیا۔

'ایمر سالار کیا آپ جانتے ہیں عوائزہ رحمان کے دل کی دھڑکنیں کتنی بار دن میں آپ کا نام دہراتی ہیں؟ کتنی بار آپ کو سوچتے بے قابو ہو جاتیں ہیں -----میری

زندگی میں میں نے ایک ہی مرد کو دیکھا اور چاہا ہے اور اتنا چاہا ہے کہ مجھے لگتا ہے میں دنیا کی ہر دوسری چیز بھول جاتی ہوں آپ کے نزدیک۔۔۔۔اگر مجھ سے پوچھا جائے کہ میرے پاس سب سے زیادہ قیمتی کیا ہے تو میں چیخ کر دنیا کو بتاؤ گی کہ میرے پاس ایمر سالار ہے۔۔۔جس سے مجھے محبت نہیں عشق ہے۔۔۔جسے پاس دیکھتے میری دھڑکنیں منتشر رہتی ہیں جس کے دور جانے پر میری دھڑکنیں بند ہونے کا عندیہ دیتی ہیں، جس کا لمس مجھے شاد کرتا ہے، جس کی آنکھیں مجھے معتبر کرتی ہیں۔۔۔۔۔میں ہزار بار دن میں رب العالمین سے شکر ادا کرتی ہوں مجھے لگتا ہے مجھے آخرت کا اجر آپ کی صورت دنیا میں ہی مل گیا ہے وہ کہتی اس کے سینے پر لب رکھ گئی اور پھر اس کے بال بکھیرتی مسکرائی۔"

"ایمر کی جان ان لفظون کو میں نے سمیٹ کر دل کے کونے میں قید کر لیا ہے۔۔۔۔یہ الفاظ آبِ حیات ہیں میرے لیے"

اب قریب آجاؤ یار۔۔۔اس سے زیادہ دور رہا تو مر جاؤں گا۔۔۔۔وہ کہتا اسے بستر پر گراتے خود اس پر آیا اور پھر اپنی شرٹ اسے اپنے وجود سے سرکتی محسوس ہوئی تھی۔

ایمر۔۔۔۔

ایک لفظ بھی نہیں ۔۔۔اس کی بھاری آواز گونجی۔۔۔

مجھے ڈر لگ رہا ہے۔۔

کس سے؟؟

آپ سے۔۔۔

تمہیں ڈرنا بھی چاہیے ۔۔۔۔۔وہ کہتا اس پر جھکتا اس کا سانس روک چکا تھا۔

اس نے مطمئن ہوتے اپنے بازو اس کے گرد باندھے اور خود کو اس کے سپرد کیا وہ وہ شخص تھا جس نے اس کی بے بنیاد سی شرط کو مانا تھا۔

وہ جانتی تھی ہر بار اس کے قریب جانے پر وہ کیسے خود کو روکتا تھا، وہ حق رکھتا تھا ہر اس پر۔۔۔۔اسے روک کر وہ اس مزید اس رشتے کی توہین نہیں کر سکتی تھی۔

زندگی اس کی قربت میں حسین ہو گئی تھی، ایک بات ان دونون کو سمجھ آ گئی تھی کہ حالات کیسے بھی ہوں انہیں ایک دوسرے کو نظرانداز نہیں کرنا ہے۔
یہی وجہ تھی اکثر لڑائی ہونے کے بعد بھی ماہ اس کے سارے کام کرتی تھی، ضوریز اسے ساتھ بٹھا کر کھانا کھلانا لڑائی میں بھی نہیں بھولتا تھا۔

ان دونوں نے رشتے کو برابری سے چلایا تھا۔

عالیان تو ماضی رہ گیا تھا۔۔۔ لیکن اعالیان سے اکثر اس کی بات ہوتی تھی۔۔۔

ضوریز نے اسے منع نہیں کیا تھا لیکن وہ عالیان سے اس کے سامنے کم ہی بات کرتی تھی۔

لیکن احسان فراموش نہیں تھی کہ اسے چھوڑ دیتی جس نے زندگی کے اتنے سال اسے اچھے دوست کی طرح سنبھالا تھا۔

عالیان وہ کردار تھا جس نے خود کو یک طرفہ محبت کی بھٹی میں جلنے دیا تھا یہ جانتے ہوئے کہ وہ کسی اور کے نکاح میں ہے۔

اس جرم کی سزا اس نے اکیلے کاٹی تھی، لیکن جزبات سخت تھے اس لیے اسے دعا دے کر بنا اس کے رشتے کی خوبصورتی کو ختم کرتے وہ لوٹ آیا تھا۔

اور یہاں آکر اپنے والدین کی پسند کی لڑکی کو نکاح میں لیا تھا اور مطمئن تھا کیونکہ اسکی بیوی اس سے محبت کرتی تھی اور یہ کافی تھا۔

ضوریز نے ماہ کی ہر خواہش کو اگر پورا کیا تھا تو بدلے میں ماہ نے اس کو زندگی کا حسین تحفہ دیا تھا بیٹے کی صورت میں۔

زندگی آگے بڑھ گئی تھی، ہر نیا دن انہیں نئی چیز سکھاتا تھا۔

ضوریز اسکی ہر بات مانتا تھا سوائے کیسز کے معاملے میں، اگر اس نے کہہ دیا کہ وہ یہ مخصوص کیس نہیں لڑے گی تو پھر وہ کچھ بھی کر لے وہ وہ کیس نہیں لڑ سکتی تھی۔

کیونکہ ضوریز بہتر جانتا تھا وکالت کی زندگی کے سفر کو۔۔۔۔جو صاف تو نہ تھا لیکن صاف خود کرنا پڑتا تھا۔

وہ معمولی سے کیس ماہِ کامل سے کرواتا تھا جس میں ہار جیت کسی بھی ہو اسے کوئی نقصان نہ پہنچائے۔

ان کے بیٹے نے ان کی زندگی کو گلنار کر دیا تھا۔۔۔

ماہ۔۔۔۔۔وہ کچن میں تھی۔۔۔ضوریز کے آنے کا ٹائم تھا اور اسے آتے چائے چاہیے ہوتی تھی۔

اس کی آواز سنتے وہ بھاگ کر باہر آئی تھی۔

خیال ہے تمہیں ابراہیم ابھی گر جاتا۔۔۔دھیان کہاں ہے تمہارا۔۔۔کتنی بڑی چوٹ لگ سکتی تھی وہ سخت لہجے میں بولا اور اپنے بیٹے کو گود میں اٹھا گیا۔

میں کچن میں تھی ضار۔۔۔اور میں تکیے رکھ کر گئی تھی اردگرد۔۔۔اس نے ہلکی آواز میں صفائی دی۔

اب بڑا ہو رہا ہے وہ۔۔۔تکیے ہٹا دیتا ہے۔۔۔اسے پرائیم میں اپنے ساتھ رکھا کرو کچن میں۔۔۔۔

گرمی ہو جاتی ہے وہاں۔۔۔۔

میں اے سی لگوا دوں گا۔۔۔اپنے بیٹے کو لے کر وہ اس سے ہر بات پر لڑ جاتا تھا اور کبھی کبھی وہ اسی بات پر چڑ جاتی تھی۔

جو کرنا ہیں کریں۔۔۔وہ کہتی واپس اندر چلی گئی اور اس کی چائے لا کر اسے دی اور اپنے بیٹے کو سلانے لگی۔

سلا کر دونوں نے کھانا کھایا تھا۔

تم بھول گئی ہو شاید کہ ہم ایک ہی برتن میں کھانا کھاتے ہیں ۔۔۔اسے اپنی پلیٹ نکالتے دیکھ ضوریز نے سنجیدگی سے کہا تھا۔

ہاں لیکن ضروری نہیں ہے ساری زندگی ہم ایسے ہی کرین۔۔۔اس نے سنجیدگی سے کہا۔

ساری زندگی ایسے ہی ہو گا ۔۔۔اس نے اپنی پلیٹ سے لقمہ بناتے اس کے منہ میں ڈالا اور اس کے ہاتھ سے اس کی پلیٹ لے کر رکھی۔

کھاؤ۔۔۔اپنی پلیٹ اس کے آگے کرتے چمچ دیا اسے تو اس نے ضوریز کو گھورتے کھانا شروع کیا۔

ابراہیم کو دیکھو۔۔۔میں کچھ کام کر لوں پھر اندر آؤں گا نہیں تو نیند خراب ہوتی ہے اس کی۔

میری نیند کی تو کبھی اتنی پرواہ نہیں کی۔۔۔وہ بڑبڑائی۔۔۔۔

تمہاری نیند تم صبح پوری کر سکتی ہو جتنی مرضی۔۔۔لیکن جو میرا وقت ہے وہ میں تم سے لے کر رہوں گا۔۔۔

ہاں صبح تو جیسے آپ کی اولاد سونے دیتی ہے مجھے۔۔۔۔وہ تنگ آ گئی تھی ان باپ بیٹوں پر۔۔۔سے اسے سکون کا سانس نہیں لینے دیتے تھے۔

وہ کام کر کے واپس آیا تو وہ کوئی فائیل پڑھ رہی تھی۔۔۔ضوریز نے آ کر اس سے فائیل کھینچی اور اسے اپنے ساتھ بٹھاتے حصار میں لیا۔

مجھے سونا ہے۔۔۔

سو جاؤ میں نے کیا کہا ہے۔۔

دور ہو کر لیٹیں۔۔۔

ناراض کیوں ہو رہی ہو یار۔۔۔وہ گر جاتا اسی لیے میں نے ایسا کیا تھا۔۔۔

میں بھی اس کی اتنی ہی پرواہ کرتی ہوں ضار۔۔۔اس نے ضوریز کے کرتے کے بٹن کھولتے بند کرتے کہا۔

تمہیں کہا ہے کہ تھک جاتی ہو تو کام والی رکھوا دیتا ہوں۔

نہیں مجھے کسی پر بھروسہ نہیں ہے۔۔۔بس اب میں وکالت مزید نہیں کرنا چاہتی یہ میرا آخری کیس ہو گا۔

جیسے تمہاری مرضی۔۔۔۔ضوریز نے اس کے فیصلے کا احترام کرتے اس کا ماتھا چوما تھا۔

اب جو تم فارغ ہو گئی ہو تو کیوں نا ابراہیم کی بہن لائی جائے ۔۔۔

خاموشی سے سو جائیں اسے ڈپٹتی وہ آنکھیں موند گئی۔

لیکن اپنی گردن پر جابجا اس کا لمس محسوس کرتے اس کے دل میں رب کی زات کا شکرادا کیا تھا۔

شکریہ تمام نعمتوں کے لیے ۔۔دونوں کے لبوں سے یک زبان نکلا تھا۔

وہ جاگا تو وہ اس کے نزدیک اس پر بال بکھیرے بے خبر سو رہی تھی۔

ایمر سالار کو اپنا دل پھر سے سے زوروں سے دھڑکتا محسوس ہوا۔۔۔

عوی اٹھو۔۔۔۔اپنا گال اس کے گال سے رگڑتے وہ اسے اٹھا رہا تھا۔

مجھے۔۔۔نیند۔۔۔۔وہ بڑبڑائی۔۔۔۔

اٹھو نہیں تو میں سونے نہیں دوں گا۔۔۔

نہیں ۔۔۔مجھے ۔۔۔سونا۔۔ہے۔۔۔۔

میری جان گھومنے کے کر چلتا ہوں نا وہ اسے لالچ دے رہا تھا لیکن اس نے نہیں اٹھنا تھا اسی لیے زیادہ تنگ نہ کیا اور اٹھ گیا وہاں سے۔

ان کی زندگی بے حد حسین تھی۔۔۔۔۔جن کے دل صاف اور نیتیں اچھی ہوں ان کی نجی زندگی ایسے ہی پرسکون رہتی ہے۔

پاکستان میں ٹرانسجینڈر کمیونٹی کی بنیاد اس نے اونچے پیمانے پر رکھی تھی۔۔۔۔

وہاں کئی خواجہ سرا پڑھ رہے تھے، کچھ سلائی کڑھائی سیکھتے کچھ اپنی مرضی کا کام کرتے عزت کی زندگی گزار رہے تھے۔

امیر سالار کی خوشحال زندگی کے پیچھے ان ہزاروں لوگوں کی دعائیں تھیں جسے اس نے نئی زندگی بخشی تھی۔

یہ سچ تھا دعائیں آپ کو آباد بھی کر سکتی ہیں اور برباد بھی----رب کے لوگوں سے محبت کریں گے تو رب ہم سے محبت کرے گا--

وہ سب جن کو ناچنے پر مجبور کیا جاتا تھا---جن پر نوٹ اچھالے جاتے تھے، جن کو اداروں میں بٹھایا نہیں جاتا تھا، جن کو موقع نہیں دیا جاتا تھا، جن کو لوگ ہجرا کہہ کر چراتے تھے، جن پر لوگ آوازیں کستے تھے وہ سب سر اٹھا کر جی رہے تھے۔

وہ رب کی بنائی مخلوق تھے ہمارا حق نہیں کہ ہم کسی اشرف المخلوقات کو یوں زلیل و رسوا کریں کے انہیں اپنے ہونے پر شرم آئے۔

امیر سالار رب تمہاری پشتوں کو آخرت میں بخشے وہ آسمان کی طرف سر کرتے یک زبان ہو کر بولے تو بارش برسنے لگی رب بھی جیسے خوش ہوا تھا۔

سب مکمل تھا، وہ خوش تھے ایک دوسرے کے ساتھ۔۔۔ عوائزہ اس کی قربت میں دن بدن نکھرتی چلی گئی تھی۔

ایمر اپنے کام خود بھی کر کیا کریں۔۔۔۔میں واش روم میں تھی آپ اپنی ٹائی نکال سکتے تھے۔

وہ باہر آتی بولی جو کب سے دروازہ نوک کرتے اسے باہر آنے کا کہہ رہا تھا۔۔۔

جب تم کرتی آئی ہو شروع سے تو اب کیا مسئلہ ہے۔۔۔۔زیادہ باتیں نا کرو کام کرو۔۔۔۔۔وہ اسے خود میں مصروف رکھتا تھا۔

اپنے چھوٹے چھوٹے کام وہ اس سے کرواتا تھا اور بدلے میں اس کے ہر سیکنڈ کی خبر رکھتا تھا وہ۔

آج ہم باہر کھائیں گے۔۔۔۔وہ فوراً سے پہلے فری ہوئی تھی۔

گھر کا کھانا کھاو۔۔۔۔تم جانتی ہو تمہیں باہر کا کھانا سوٹ نہیں کرتا اور اس بات پر بحث نہیں ہو گی۔۔۔۔وہ کہتا اس کا گال تھپتھاتا باہر نکل گیا۔

اففففففف۔۔۔۔۔!

وہ کہتی منہ بسوڑ کر وہیں بیٹھ گئی۔

ایمر۔۔۔مجھے بے بی چاہیے؟ ماہ آپی کا بھی ہے ۔۔۔۔وہ رات کو آیا تو اس کے گرد گھومتی ایک ہی بات دہرا رہی تھی۔

کافی بنا کر لاؤ پہلے ۔۔۔۔پھر اس بات کا جواب دیتا ہوں۔۔۔۔

آپ نے اتنے ملازم کیوں رکھے ہیں اگر سارے کام مجھ سے کروانے ہیں؟

وہ تمہارے لیے رکھے ہیں اپنے لیے نہیں ۔۔۔وہ کہتا چینج کرنے چلا گیا تو وہ کافی بنانے چلی گئی جانتی تھی وہ کھانا نہیں کھائے گا اب۔

وہ واپس آئی تو وہ بالکونی میں کھڑا تھا وہ پاس آئی تو ایمر نے اسے اپنے آگے کھڑا کیا اور دونوں طرف ہاتھ رکھے روز رات کو ایک آد گھنٹہ وہ ایسے گزارتا تھا۔

ہاں اب بولو کیا چاہیے؟

بے بی۔۔۔۔

پہلے تم خود بڑی ہو جاؤ پھر سوچیں گے اس بارے میں ۔۔۔۔وہ اس پر اتنی بڑی زمہ داری ابھی نہیں ڈالنا چاہتا تھا جب وہ اپنی پڑھائی کر رہی تھی۔

تو پڑھنا چھوڑ دیتی ہوں----

پہلے ہی بہت نالائق ہو تم---اور میرا منہ مت کھلوانا----سب کام اپنے وقت پر ٹھیک لگتے ہیں ----اور کپ کیکس لایا تھا میں سارے ایک بار میں نا کھا جانا نہیں تو اگلی بار نہیں لاؤں گا میں۔

توبہ----رب ایسا بھی شوہر کسی کو نہ دے وہ دہائیاں دینے لگی تو وہ خاموشی سے کافی پینے لگا۔

اف---کہاں میں معصوم کہاں یہ---اس سے پہلے کہ وہ مزید رونے روتی وہ جھٹکے سے اسے اپنی گود میں بٹھاتا اپنا خالی مگ سامنے رکھ گیا تھا۔

اتنی بھولی ہو نہیں جتنی تم بنتی ہو بیوی----کیوں آئی تھی آفس اور وہ کولیگ تھی میری تم کیوں جیلس ہوتی ہو؟

اچھا ابھی میں آپ کو بتاتی ہوں کہ آپ کے آفس میں جو نیا لڑکا آیا اس نے آج مجھ پر کون کون سے تبصرے کیے ہیں -----

کون تھا وہ----؟ کیسا دکھتا تھا وہ فوراً سنجیدہ ہوا تو وہ مسکرائی۔

اب بتائیں اپنی بات آپ برداشت نہیں کرتے۔۔۔اور اگر مجھ پر آپ حق جتاتے ہیں تو میں بھی جتاؤں گی۔۔۔۔

اوکے۔۔۔۔وہ کہتا اس کا ہاتھ تھام گیا تھا۔

عوائزہ نے اپنے ہاتھ اس کے لبوں کے پاس کیے تو اس نے ان پر بوسہ دیا پھر اس نے اپنا دایاں گال آگے کیا اس نے وہاں بھی لب رکھے پھر بایاں پھر ماتھا اور آخر میں تھوڑی۔۔۔

اب وہ تیزی سے اٹھ کر بھاگتی کہ وہ اسے تھام کر اس کے لبوں سے اپنے لب جوڑتا اس کی جان کو قبضے میں لے چکا تھا۔

"جب جانتی ہو تو کیوں بھاگتی ہو؟"

میں سوچتی ہوں شاید کسی دن بخشی جاؤں وہ کہتی اس کے بالوں کو ٹھیک کرنے لگی تو وہ اسے گھورنے لگا۔

ماہ آپی کے گھر چلیں۔۔۔

"روز اچھا نہیں لگتا الیور۔۔۔۔"

بے بی دیکھنا ہے نا۔۔۔۔وہ معصومیت سے بولی تو وہ گہری آہ بھر گیا۔

''لگتا ہے اب اپنے بے بی کا ہی انتظام کرنا پڑے گا'' اس نے کہا تو وہ گلابی ہوتی اس کے سینے میں سر چھپا گئی تو اس کا دلکش قہقہہ رات کی چاندنی رات میں گونجا۔

تو نہیں ہے سامنے تو نظر تاروں پر ہے

تو جو نظر آ جائے تو چاند بھی بادلوں میں ہے

تو سامنے ہے تو پھولوں کی خوشبو بھی کچھ نہیں

تو جو نہیں تو باغ کا ہر پھول بے رنگ ہے

تو ہے تو سانسوں کا تسلسل ہے برقرار

تو جو نہیں تو دھڑکنیں ہیں منتشر

میں جو مانگو تو سو بار تجھے مانگو

اور جو دعا میں لفظ نہ ملے تو تیرا تصور ہی کافی

از قلم سُنیہا رؤف۔

ختم شد۔